فکراخرت

از قلم

بندہ:شریف اللہ (طالب)

فاضل جامعہ محمدیہ پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ اللَّوْحَ وَالْقَلَمْ وَ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ اَرْسَلَہٗ اِلَی الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ بِحُوْرِ الْعُلُوْمِ وَالْحِکَمِ. اَمَّا بَعْد

باب (1)...احوالِ برزخ

﴿تمہید﴾

سرورِ عالم ﷺ کے ارشادات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مرنے والے کو گو ہم مردہ سمجھتے ہیں، لیکن حقیقت میں وہ زندہ ہوتا ہے۔ گو اس کی زندگی ہماری اس زندگی سے مختلف ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مردہ کی ہڈیاں توڑنا ایسا ہے جیسے زندگی میں اس کی ہڈی توڑ دی جائے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، از ابوداود، وابنِ ماجہ و مالک)

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو ایک قبر سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھا دیکھ کر فرمایا کہ اس قبر والے کو تکلیف نہ دے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، از احمد)

جب انسان مرجاتا ہے تو اس عالم سے منتقل ہو کر عالمِ برزخ میں پہنچ جاتا ہے خواہ ابھی اسے قبر میں نہ رکھا جائے یا آگ میں بھی نہ جلایا جائے۔ اس میں سمجھ اور شعور ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب نعش (چارپائی وغیرہ پر) رکھ دی جاتی ہے اور اس کے بعد قبرستان لے جانے کے لیے لوگ اُٹھاتے ہیں تو اگر وہ نیک تھا تو کہتا ہے کہ مجھے جلد لے چلو اور وہ نیک نہ تھا تو گھر والوں سے کہتا ہے کہ ہائے میری بربادی، مجھے کہاں لے جاتے ہو؟ (پھر فرمایا) کہ انسان کے سوا ہر چیز اس کی آواز سنتی ہے۔ اگر انسان اس کی آواز سن لے تو ضرور بے ہوش ہو جائے۔ (مشکوٰۃ المصابیح: از بخاری)

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب مرنے والا مرجاتا ہے تو برزخ میں اس کی اولاد اس کا اس طرح استقبال کرتی ہے جیسے دنیا میں کسی باہر سے آنے والے کا استقبال کیا جاتا ہے۔

(شرح الصدور: ص38)

اور حضرت ثابت بنائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب مرنے والا مرجاتا ہے تو عالمِ برزخ میں اس کے عزیز

واقارب جو پہلے مرچکے ہوتے ہیں اسے گھر لیتے ہیں اور وہ آپس میں مل کر اس خوشی سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو دنیا میں کسی باہر سے آنے والے سے مل کر ہوتی ہے۔ (از ابن ابی الدنیا)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یُحِبُّ الْاِنْسَانُ الْحَیَاۃَ وَالْمَوْتُ خَیْرٌ لِّنَفْسِہٖ. (شرح الصدور: ص16، از بیہقی فی شعب الایمان)

انسان زندگی کو محبوب رکھتا ہے حالاں کہ موت اس کے لیے بہتر ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ آں حضرت ﷺ نے موت کو مؤمن کا تحفہ بتایا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

اور یہ بھی فرمایا کہ انسان موت کو مکروہ جانتا ہے، حالاں کہ موت اس کے لیے فتنوں میں پڑنے سے بہتر ہے کہ جتنی جلدی موت آجائے گی اتنی ہی جلدی دنیا کے فتنوں سے محفوظ ہو جائے گا۔ (شرح الصدور)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے دنیا سے انتقال کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے بچہ ماں کے پیٹ (کی تنگی اور تاریکی) سے نکل کر دنیا کے آرام و راحت میں آجاتا ہے۔

الحاصل مؤمن کے لیے موت بڑی اچھی چیز ہے، بشرطے کہ نیک عمل کرنے والا ہو، اور اس نے اپنے اور اللہ کے درمیان معاملہ درست رکھا ہو۔ جو بندے اعمالِ صالحہ میں زندگی گزارتے ہیں موت کو اس زندگی پر ترجیح دیتے ہیں اور یہاں کی مصیبتوں اور پریشانیوں سے نکل کر جلد اَمن و امان اور رَاحت وچین والی ہمیشہ کی زندگی میں جانا چاہتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ کسی سے دریافت فرمایا کہ کہاں جارہے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: بازار کا قصد ہے۔ فرمایا: ہوسکے تو میرے لیے موت خریدتے لانا۔ (از ابن ابی شیبہ، وبیہقی)

موت کی تیاری یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو

قال اللہ تبارک وتعالیٰ: کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ (سورۃ آل عمران: آیت 185)

''ہر متنفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔''

ذائقہ یا تو کڑوا ہوتا ہے یا میٹھا ہوتا ہے۔ جس انسان نے اچھی زندگی گزاری ہوگی وہ جب موت کا پیالہ

پیے گا تو اسے میٹھا ذائقہ محسوس ہوگا اور جس انسان نے غفلت کی زندگی گزاری ہوگی اس کے لیے وہ پیالہ اتنا کڑوا ہوگا کہ پینا مشکل ہو جائے گا۔ تاہم چاروناچار اسے پینا ہوگا۔

موت کے بعد انسان کے پانچ حصے:

(1) ایک تو روح ہے، اسے ملک الموت لے کر چلا جاتا ہے۔

(2) دوسرا انسان کا جسم ہے، جسے کیڑے کھا جاتے ہیں۔

(3) تیسرا اس کا مال ہے، جو اس کے وارث لے جاتے ہیں۔

(4) چوتھا اس کی ہڈیاں ہیں، جنہیں مٹی کھا جاتی ہے۔

(5) اور پانچواں اس کی نیکیاں ہیں، جو اس کے حق دار قرض خواہ لے جاتے ہیں۔

پھر ہم غیبت اور دوسری ایسی باتوں کے ذریعے اپنی نیکیاں کیوں ضائع کرتے ہیں؟

حدیث پاک میں آتا ہے:

(إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ) (سنن ابی داؤد: 4905)

''حسد سے بچو، اس لیے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔''

اسی طرح جب انسان کسی کی غیبت کرتا ہے تو جس کی غیبت ہو رہی ہو اس کے گناہ ڈھل رہے ہوتے ہیں اور غیبت کرنے والے کے سر چڑھ رہے ہوتے ہیں۔ دراصل ہم اپنے کسی مخالف کی غیبت نہیں کرتے، بلکہ اپنے مخالف کو اپنی نیکیاں دے رہے ہوتے ہیں۔ (اس لیے امام ابوحنیفہؒ اپنے دشمن کی غیبت نہیں کرتے تھے)

نبی کریم ﷺ کی نظر میں عقلمندوں کی پہچان:

چند نوجوان صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا:

''انسانوں میں سب سے زیادہ عقلمند اور سمجھدار کون ہے؟'' ''فرمایا: وہ جو موت کو کثرت سے یاد کرنے والا ہو۔'' ''اور جو موت کی سب سے زیادہ تیاری کرنے والا ہو۔'' ''یہ ہیں عقلمند لوگ، یہ لوگ دنیا کی شرافت اور آخرت کی بزرگی لے گئے۔'' (مجمع الزوائد للہیثمی، حدیث: 18214)

''مشکوٰۃ شریف'' کی روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

''لذات کو ختم کرنے والی چیز کو اکثر یاد کیا کرو۔''

(صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں:) ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! لذات کو ختم کرنے والی چیز کیا ہے؟'

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ (لذات کو ختم کرنے والی) چیز موت ہے۔''

(جامع الاحادیث للسیوطی،) حدیث: 30442)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک بار نبی کریم ﷺ سے پوچھا:

کیا کسی کا حشر شہیدوں کے ساتھ بھی ہوگا؟'' ''آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اس کا جو اپنی موت کو دن رات میں بیس مرتبہ یاد کرتا رہے گا۔ (احیاء علوم الدین: 44\450، التذکرۃ للقرطبی: 1\8)

جس طرح کوئی عقلمند انسان پُل کے اوپر گھر نہیں بنایا کرتا اسی طرح اللہ والے اس دنیا سے دل نہیں لگایا کرتے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے انسان تو دنیا کے سامانوں میں لگا ہے اور دنیا تجھے اپنے سے نکالنے میں سرگرم ہے۔''

موت کا یقین لذت وعشرت کو مقدر کر دیتا ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص جنت کا طالب ہے، وہ نیک اعمال میں سبقت کرے اور جہنم سے ڈرتا رہے۔ وہ شہوات (گناہوں) سے رُک جائے، جسے موت کا یقین ہے، دُنیا کی لذتیں اس کے پاس پھٹکنے نہیں پاتیں۔ اور جس نے دنیا کی حقیقت پہچان لی، مصیبتیں اُس پر آسان ہو جاتی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے، کہ اس چیز کی طرف نہ دیکھو کہ کس نے کہا ہے۔ اس چیز کی طرف دیکھو کہ کیا کہا گیا ہے۔ نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر دوستی بالآخر لوٹ جائے گی۔ مگر وہ دوستی باقی رہے گی، جس کی بنیاد کسی حرص و لالچ پر نہ ہو۔ (کنز ج 8 ص 236)

اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ آپؓ اپنے دونوں ساتھیوں (حضرت محمد ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے ملاقات کریں۔ تو امید کو کم کیجئے اور پیٹ بھر کر نہ کھائیے۔ اور تہبند اونچا رکھئے اور کرتے پر پیوند لگائیے اور چپل کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اسے خود ہی درست فرمائیے۔ آپؓ اِن دونوں حضرات سے مِل جائیں گے۔ (کنز ج 8 ص 219)

بہت ہنسنا بہت رونا بہت کھانا بہت سونا   نہیں اچھا   نہیں اچھا   نہیں اچھا   نہیں اچھا

موت سے قبل موت کی تیاری

حضرت مجاہد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفانؓ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا۔
اے ابن آدم! تو یہ اچھی طرح دلنشین کرلے۔کہ موت کا جو فرشتہ تجھ پر مقرر ہے وہ وقت مقررہ پر تجھے چھوڑ کر کسی دوسرے کی روح قبض نہیں کرے گا۔اللہ سے ڈر تقویٰ اختیار کر، موت کیلئے تیاری کرو۔تو اگر چہ اس سے غافل ہے مگر وہ تجھ سے غافل نہیں۔اے ابن ادم! یاد رکھ اس سلسلے میں اگر تو نے غفلت کی اور تیاری نہ کی تو تیری جگہ کوئی دوسرا تیاری نہ کرے گا۔اللہ تعالیٰ سے ملاقات لازمی ہے لہٰذا تو اپنے نفس کیلئے نیک عمل کر۔اور اپنے نفس کو غیر کے سپرد نہ کر۔ (ابن عساکر و کنز العمال)

دنیا کی رنگینیوں سے بچو

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے:۔اور بے شک دنیا سرسبز وشاداب ہے لوگوں کو بڑی مرغوب ہے،اور بہت سے لوگ دنیا کی طرف مائل ہوئے ہیں تم دنیا کی طرف مائل نہ ہونا نہ اس پھر بھروسہ کرنا۔یہ اعتماد کے قابل نہیں۔اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ دنیا چھوڑنے والی نہیں۔مگر یہ کہ کوئی خود اسے چھوڑ دے۔ بہت دلکش نہایت ہی حسین ہے صورت دنیا فساد وقتل وخوں، ظلم وستم ہے فطرت دنیا قبر بڑی مصیبت کی جگہ ہے۔اللہ تعالیٰ جس پر رحم فرمائے بس اسکی خیریت ہے۔
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر تشریف لے جاتے تو اس قدر روتے کہ ڈاڑھی مبارک تر ہوجاتی۔کسی نے پوچھا کہ آپ جنت کے دوزخ کے ذکر سے ایسا نہیں روتے جیسا کہ قبر کے سامنے آجانے سے روتے ہیں۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے سب سے پہلی منزل ہے جو شخص اس نجات پالے بعد کی سب منزلیں اس پر سہل ہوجاتی ہیں اور اس سے نجات نہ پائے بعد کی منزلیں دُشوار ہی ہوتی جاتی ہیں۔پھر آپ نے حُضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد سنایا کہ نبی کریم ﷺ یہ ارشاد فرماتے تھے کہ میں نے کوئی منظر قبر سے زیادہ گھبراہٹ والا نہیں دیکھا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر نماز کے بعد عذابِ قبر سے پناہ مانگتے تھے۔حضرت زید رضی اللہ عنہ

ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم ڈر اور خوف کی وجہ سے مردوں کا دفن کرنا چھوڑ دوگے ورنہ میں اسکی دُعا کرتا کہ اللہ جل شانہ تمہیں بھی عذاب قبر سنادے۔آدمیوں اور جنات کے سوا اور جاندار عذاب قبر کو سنتے ہیں۔ (فضائل اعمال)

عبرت پذیری

حضرت علی مرتضیٰؓ ہر اس چیز سے جو آخرت کی یاد دلانے والی ہوتی تھی انس رکھتے تھے۔ایک دن آپ قبرستان میں بیٹھے تھے کہ کسی نے کہا اے ابوالحسن! آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟ فرمایا: میں اِن لوگوں کو بہت اچھا ہم نشین پاتا ہوں، کسی کی بدگوئی نہیں کرتے اور آخرت کی یاد دلاتے ہیں۔(خلفائے راشدین)

آخرت کی تیاری

حضرت علی مرتضیٰؓ اپنے عہد خلافت میں بازاروں میں تشریف لے جاتے وہاں جو لوگ راستہ بھولے ہوئے انہیں راستہ بتاتے ،بوجھ ڈھونے لے جانے والوں کے بوجھ اٹھا دیتے، کسی کے جوتے کا تسمہ گر کر ٹوٹ جاتا تو اسے اٹھا کر دے دیتے اور یہ آیت پڑھتے:۔
ہم آخرت کا گھر ان لوگوں کو دیں گے کو زمین میں سرکشی اور فساد کرنا نہیں چاہتے اور عاقبت کی فلاح وسعادت صرف تقویٰ کے لیے ہے۔

کسی نے کہا:

ے اَمْ بُیُوْتُكَ فِی الدُّنْیَا فَوَاسِعَةٌ
فَلَیْتَ قَبْرَكَ بَعْدَ الْمَوْتِ یَتَّسِعُ

”تیرے دنیا کے گھر تو وسیع ہیں، کاش کہ تیری قبر مرنے کے بعد وسیع ہوتی۔“

(ہمارا مشفق استاذ محترم نے کیا خوب کہا)

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

صحابہؓ کے ہنسنے پر حضور پاک ﷺ کی تنبیہ اور قبر کی یاد دہانی

نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ نماز کے لئے تشریف لائے تو ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ کھل کھلا کر ہنس رہی تھی اور ہنسی کی وجہ سے دانت کھل رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر موت کو کثرت سے یاد کیا کرو تو جو حالت میں دیکھ رہا ہوں وہ پیدا نہ ہو۔ لہذا موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔

قبر پر کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جس میں وہ یہ آواز نہ دیتی ہو کہ میں بیگانگی کا گھر ہوں۔ تنہائی کا گھر ہوں مٹی کا گھر ہوں۔ کیڑوں کا گھر ہوں۔ جب کوئی مومن قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ تیرا آنا مبارک ہے۔ بہت اچھا کیا تو آ گیا۔ جتنے آدمی زمین پر چلتے تھے تو ان سب میں مجھے زیادہ پسند تھا۔ آج جب تو میرے پاس آیا ہے تو میرے بہترین سلوک کو دیکھے گا۔ اسکے بعد وہ قبر جہاں تک مردے کی نظر پہنچ سکے وہاں تک وسیع ہو جاتی ہے اور ایک دروازہ اس میں جنت کا کھل جاتا ہے، جس سے وہاں کی ہوا اور خوشبوئیں اسکو آتی رہتی ہیں اور جب کوئی بدکردار قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ تیرا آنا نا مبارک ہے بُرا کیا جو تو آیا۔ زمین پر جتنے آدمی چلتے تھے ان سب میں تجھ ہی سے مجھے زیادہ نفرت تھی۔ آج جب تو میرے حوالہ ہوا ہے تو میرے برتاو کو بھی دیکھ لے گا۔ اسکے بعد وہ اسطرح سے اسکو دباتی ہے کہ پسلیاں آپس میں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں اور ستر ۷۰ اژدہے اس پر ایسے مسلّط ہو جاتے ہیں کہ اگر ایک بھی زمین پر پھونکار مار دے تو اسکے اثر سے زمین پر گھاس تک باقی نہ رہے۔ وہ اسکو قیامت تک ڈستے رہتے ہیں۔ اسکے بعد نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قبر یا جنت کا ایک باغ ہے یا جہنم کا ایک گڑھا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

فائدہ:۔ اللہ تعالیٰ کا خوف بڑی ضروری اور اہم چیز ہے۔ یہی وجہ ہیکہ حضور ﷺ اکثر کسی گہری سوچ میں میں رہتے تھے اور موت کا یاد کرنا اس کیلئے مفید ہے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے یہ نسخہ ارشاد فرمایا، کبھی کبھی موت کو یاد کرتے رہنا بہت ہی ضروری اور مفید ہے۔ (فضائل اعمال)

آج کے دن کیا کیا گناہ کیئے

پیارے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:۔ **حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا**

''اپنا محاسبہ کرلو اس سے پہلے کہ کوئی اور تمہارا محاسبہ کرے......'' حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ روزانہ رات کو سونے سے پہلے اپنے پاؤں پر خود ہی درہ (کوڑا) مارتے اور فرماتے......حدیث پاک میں ہے.....آخرت کے معاملے میں گھڑی بھر کا غور وفکر ساٹھ (60) سال کی نفلی عبادت سے بہتر ہے.....اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آخرت کی تیاری اور اپنے معاملات میں غور وفکر کرنے اور اسے صحیح طریقے پر لانے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔ (احیاء العلوم 4/407)

اللہ جنت میں کس کو ہنسائے گا؟

نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک کالے رنگ کا آدمی بیٹھا ہوا تھا......وہ یہ سن کر زور زور سے رونے لگا......اتنے میں جبرائیلؑ آسمان سے اتر آئے.......اور پوچھا کہ یہ آپ کے سامنے رونے والے کون ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا یہ حبشہ کے ہیں......اور حضور ﷺ نے اسکی تعریف کی۔ حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں: ''میری عزت وجلال کی قسم.......! عرش پر میرے بلند ہونے کی قسم......! جس بندے کی آنکھ دنیا میں میرے ڈر سے روئیگی ......میں اسے جنت میں خوب ہنساؤں گا''۔ (بزرگان دین کے مدلل واقعات ص:162 بحوالہ خوف خدا کے سچے واقعات ص256)

حضور اکرم ﷺ کی نظر میں دنیا کی حقیقت

نبی کریم ﷺ چند صحابہ کے ہمراہ کہیں تشریف لے جارہے تھے.....راوی کا بیان ہے کہ راستے میں ایک مری ہوئی بکری پڑی تھی...آپ نے اِرشاد فرمایا....کہ اس مردہ بکری کو ایک درہم میں کون خریدے گا......شمع نبوت کے پروانوں نے جواب دیا......اے اللہ کے رسول! اس کو تو کوئی مفت لینا بھی پسند نہ کرے گا.....اس جواب پر آپ کچھ دیر خاموش رہے......پھر ارشاد فرمایا....اللہ کی قسم دنیا کی حیثیت اللہ کے نزدیک اس مری ہوئی بکری سے بھی کم ہے........ (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کو لکھا: میں تجھ کو اللہ سے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔
جو شخص اللہ سے ڈرا............اللہ نے اس کی حفاظت کی۔ جس نے اللہ پر بھروسہ کیا..........اللہ اس کیلئے کافی ہو گیا۔ جس نے شکر کیا..........اللہ اسے زیادہ دے گا۔

جعفر بن زرقان بیان کرتے ہیں کہ
مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے ماتحت عمال کی طرف لکھا۔آسانی کے وقت اپنے نفس کا محاسبہ کیا کراس سے پہلے کہ سختی سے حساب لیا جائے۔اس لیے کہ جس آدمی نے آسانی کے وقت اپنے نفس کا محاسبہ کیا۔اس سے پہلے کہ سختی سے حساب لیا جائے۔اس لیے کہ جس آدمی نے آسانی کے وقت اپنے نفس کا محاسبہ کیا۔اس سے پہلے کہ حساب کی سختی میں مبتلا کیا جائے۔اسے خشنودی باری تعالیٰ کی نعمتِ غیر مترقبہ نصیب ہوگی اور لوگ اس پر رشک کریں گے۔اور جس کو اس کی زندگی نے لہوولعب میں مبتلا کیا۔اور وہ اپنے معاصی میں گرفتار رہا،اس کا آخری انجام ندامت وحسرت ہوگا۔تجھے جس چیز کے ساتھ نصیحت کی جارہی ہے۔
اس سے نصیحت پکڑتا کہ تو اس چیز سے رک جائے۔جس سے تجھے روکا جارہا ہے۔(کنزج جلد8ص308)

تین چیزوں نے مجھے ہنسایا اور 3 نے رلا دیا

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں.....تین چیزوں نے مجھے ہنسایا ہے.....اور تین نے رلایا ہے.
1۔مجھے اس آدمی پر ہنسی آئی......جو دنیا کے پیچھے لگا ہوا ہے.....اور موت اسے تلاش کررہی ہے........
2 ۔جو موت سے غافل ہے......اور موت اس سے غافل نہیں ہے.... 3۔ اس پر جو منہ بھر کر ہنستا ہے ......اور یہ نہیں جانتا کہ اس کا رب اس سے ناراض ہے یا راضی......

اور تین چیزوں نے مجھے رلا دیا ہے.....

1 ۔ دوستوں یعنی حضرت محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے جدائی نے........
2 ۔موت کی سختیوں کے خوف نے ..... 3 ۔حساب کے لیے رب العالمین کے سامنے قیام نے......جبکہ میں نہیں جانتا آیا دوزخ میں جاؤں گا.....یا جنت میں.........؟
(بزرگان دین کے مدلل واقعات:ص145)

غافل انسان کی پریشانیوں میں اضافہ:

اگر انسان نے دنیا میں غفلت کی زندگی گزاری،اپنی مَن مانی کرتا رہا،جی چاہا تو نماز پڑھ لی،ذرا کوئی

بہانہ ملا تو نماز قضا کردی،ذرا سا بہانہ ملا تو اعمال چھوٹ گئے،ذرا سا موقع ملا تو سنت پر عمل کرنے کے،بجائے رسموں پر عمل کرنا شروع کردیا۔اگر اس قسم کی غفلت کی زندگی بسر کی ہوگی تو پھر انسان قبر پریشان ہوگا،حشر میں بھی پریشان ہوگا اور آنے والی ہر منزل اس کی پریشانی میں اضافہ چلی جائے گی۔

زندگی کی قدر کیجئے

آج کی زندگی کا وقت بہت اہم ہے،نیک لوگ اس وقت کو یوں سمجھتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھ میں ہیرے اور موتی دیے ہوئے ہیں اور ان ہیروں اور موتیوں کو ہم نے بڑی احتیاط سے خرچ کرنا ہے،وہ اپنے وقت کو ضائع نہیں کرتے،فضول باتیں نہیں کرتے،کسی کی غیبت کرتے اور سنتے نہیں،وہ کسی کو ایذا نہیں پہنچاتے،وہ اپنی زبان،دل،دماغ،آنکھوں اور کانوں کو گناہ سے بچاتے ہیں،ان کو اللہ کی یاد سے فرصت نہیں ہوتی۔اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہر وقت ان کے پیش نظر رہتا ہے:
﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ﴾
''جس شخص نے بھی مومن ہونے کی حالت میں نیک عمل کیا ہوگا،چاہے وہ مرد ہو یا عورت''
﴿فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾ (النحل:97) ''ہم اسے پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے۔''
یہ اللہ رب العزت کی رحمتیں ہیں کہ وہ اپنے نیک بندوں کو ایسی زندگی عطا فرما دیتے ہیں کہ ان کو دنیا میں بھی عزتیں ملتی ہیں اور آخرت میں بھی ان کی عزت افزائی کی جائے گی۔(موت کی تیاری ص:127)
اقوالِ زریں:۔آج عمل ہے حساب نہیں کل حساب ہوگا عمل نہیں۔

اعمال لکھنے کے لئے فرشتوں کے مقرر کرنے کا سبب

اور وہ طریقہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ہمارے اعمال کتابت کے لئے فرشتے مقرر فرما دئے اور پھر ہم کو اس کی خبر کردی گویا مطلب یہ ہے کہ تمہارے اعمال کی صرف ہم کو ہی خبر نہیں بلکہ فرشتوں کو بھی خبر ہے۔
چنانچہ ارشاد ہے ﴿اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾ (الانفطار:11-13)
(بلاشبہ تم پر تمہارے سب اعمال یاد رکھنے والے معزز لکھنے والے مقرر ہیں جو تمہارے سب اعمال کو جانتے ہیں)۔پس یہ معلوم ہو کر ہمارے افعال کی ملائکہ کو بھی خبر ہے نہایت غیرت اور شرم آئے گی اور

اس کا اس کا استحضار اگر تام ہو جائے تو بالیقین گناہ سے احتراز ہو جائے اسی طرح گناہ پر سزا خود بھی دے سکتے تھے مثلاً گناہ کرتے ہی ایسا درد پیدا ہوتا کہ بیقرار ہو جاتا لیکن یہ طریقہ بھی کافی نہ ہوتا۔ دیکھ لیجئے اگر باپ بیٹے کو سزا دے تو وہ زاجر نہیں بخلاف اسکے کہ استاد یا غیر اس کو سزا دے کہ وہ کافی ہوتا ہے اس لئے سزا دینے کیلئے بھی ملائکہ کو مقرر فرمایا پس یہ ہے وہ مضمون جو میں نے اس تقریر نگرانِ اطفال کے قصہ سے سمجھا ہے جس پر بے ساختہ مجھ کو یہ شعر یاد آتا ہے

خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں   گفتہ آید در حدیث دیگراں

(اچھا یہ ہوتا ہے کہ دوستوں کی باتیں دوسروں کی باتوں کے دوران بیان کر دی جائیں)

(خُطباتِ حکیم الامت جلد 23: ص 262-263)

پانچ چیزوں کی قدر کیجئے

اس لیے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ) ''پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھ لو۔''

اور ان کی قدر کر لو ایسا نہ ہو کہ یہ نعمتیں چھن جائیں اور پھر ہاتھ ملنے پڑیں

(شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ) جوانی کی قدر کرو بڑھاپے سے پہلے۔

(وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ) صحت کی قدر کرو بیماری سے پہلے۔

(وغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ) خوشحالی کی قدر کرو تنگدستی سے پہلے۔

(وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ) فراغت کی قدر کرو مشغولیت سے پہلے۔

(وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ) (المستدرك على الصحيحين، رقم الحديث: 7846)

اور زندگی کی قدر کرو موت سے پہلے

میرے دوستو! آج تو ہم اپنی مرضی کی زندگی گزار رہے ہیں، نیکی کی باتیں ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے حکموں کی پروا نہیں کر رہے، مگر دوسری طرف ہم یہ نہیں دیکھتے کہ ان بداعمالیوں کی وجہ سے ہم اپنے پروردگار کو ناراض کر رہے ہیں، آخر ایک دن ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور

پیش ہونا ہے، اس دن تو بادشاہ اور فقیر ایک ہوں گے، کسی کو دم مارنے کی جرأت نہیں ہوگی۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَطْوِي اللهُ عَزَّوَجَلَّ السَّمٰوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى، ثُمَّ يَقُوْلُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ؟ ثُمَّ يَطْوِي الْأَرَضِيْنَ بِشِمَالِهِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ؟﴾

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں کو لپیٹ دیں گے، پھر ان کو اپنے دائیں ہاتھ (کما یلیق بشانہٖ) میں پکڑ کر فرمائیں گے: میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں جابر لوگ؟ کہاں ہیں تکبر کرنے والے؟ پھر ساتوں زمینوں کو اپنے ہاتھ میں لپیٹ کر فرمائیں گے: میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں جابر لوگ؟ کہاں ہیں تکبر کرنے والے؟'' (صحیح مسلم، رقم الحدیث: 7228)

روزِ محشر ایک گنہگار کی کسمپرسی

ایک روایت میں آیا ہے کہ روزِ محشر اللہ تعالیٰ ایک نوجوان کو کھڑا فرمائیں گے، اس کی نیکیاں اور کبیرہ گناہ برابر ہوں گے، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے: اے میرے بندے! اگر تیرے پاس ایک نیکی اور ہوتی تو ہم اپنی رحمت سے تجھے جنت میں بھیج دیتے۔ وہ نوجوان کہے گا: یا اللہ! مجھے اجازت دے دیں میں اپنے عزیز و اقارب سے ایک نیکی لے کر آتا ہوں، چنانچہ اسے اجازت دے دی جائے گی، اس نوجوان کے دل میں اپنے رشتہ دار دنیا میں میری ہر مصیبت میں کام آتے تھے اور میں ان کے کام آتا تھا، وہ ضرور مجھے ایک نیک دے دیں گے۔

بھائی سے مایوسی

چنانچہ وہ سب سے پہلے اپنے بھائی کے پاس جائے گا اور اس سے کہے گا: میرے بھائی! ہم دنیا میں اکٹھے رہتے تھے، ہماری خوشی ایک تھی، ہماری غمی ایک تھی، ہم ایک دوسرے کے دست و بازو بن کر رہتے تھے، آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو میں پوری کر دیتا تھا اور مجھے کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو آپ پوری کر دیتے تھے، آج مجھے ایک نیکی کی ضرورت ہے آپ مجھے ایک نیکی دے دیں، مگر بھائی کہے گا: جناب!

آج کے دن میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا، کیا معلوم کہ میری نیکیاں کم رہ جائیں اور مجھے پریشانی کا سامنا کرنا پڑ جائے۔ یہ کہہ کر وہ ایک نیکی دینے سے انکار کر دے گا۔

باپ سے مایوسی

یہ اپنے بھائی سے مایوس ہو کر باپ کے پاس آئے گا، اپنے ابو سے کہے گا: ابو جان! میں آپ کا بیٹا ہوں، آپ کا نورِ نظر ہوں، آپ کا لختِ جگر ہوں، مجھے ایک نیکی کی ضرورت ہے آپ مجھے عطا کر دیجئے، مگر باپ نیکی دینے سے انکار کر دے گا۔ وہ بار بار کہے گا: ابو جان! دنیا میں کوئی مشکل آتی تھی تو میں آپ ہی کے پاس آتا تھا، ابو! آپ میرے سر کا سایہ تھے، آپ ہی میرا سہارا تھے، مجھے نقصان ہوتا تھا تو میں آپ کے سامنے ہی آکر دل کھول دیتا تھا اور آپ میری ہر ممکن مدد کرتے تھے، آپ تو مجھے دنیا میں تسلی دیتے تھے اور کہتے تھے: بیٹا! میں تیرے ساتھ ہوں، ابو! آج بھی مشکل گھڑی مجھ پر آ پہنچی ہے، آپ مجھے صرف ایک نیکی دے دیں، مگر باپ بھی نیکی دینے سے انکار کر دے گا، اس سے بیٹے کی مایوسی اور بڑھ جائے گی۔

بہن سے مایوسی

پھر وہ اپنی بہن کے پاس جائے گا، کہے گا: میری بہن! میں تیرا بھائی ہوں، تو دنیا میں مجھے اپناوِ! میں تیرے لیے سب کچھ قربان کر دوں گی، تو مجھ پر واری واری جاتی تھی، میں تیرا وہی بھائی ہوں، میرے پاس ایک نیکی کی کمی ہے، آپ کے پاس نیکیاں بہت زیادہ ہیں، مجھے ایک نیکی دے دیں، مگر بہن بھی نیکی دینے سے انکار کر دے گی۔

بیوی سے مایوسی

وہ نوجوان اپنی بیوی کے پاس جائے گا، اس کے دل میں بڑا یقین ہوگا کہ بیوی تو ضرور نیکی دے دے گی، یہ بڑی نیکیاں کرتی تھی، نمازیں پڑھتی تھی، میں سستی کر جایا کرتا تھا، وہ بیوی سے جا کر کہے گا: دیکھو! میں نے دینا میں تمہاری چاہتی تھی میں سجا دیتا تھا، میں دنیا میں تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتا تھا، تمہاری

خوشی کو اپنی خوشی سمجھتا تھا، ہم دونوں ایک دوسرے کے دکھ سکھ کے ساتھ تھے، آج ایسا وقت ہے کے پاس نیکیاں زیادہ ہیں، میرے پاس ایک نیکی دینے سے انکار کر دے گی۔

ماں سے مایوسی

پھر اس کے دل میں پکا یقین ہوگا کہ ایک ہستی ایسی ہے جو دنیا میں بھی میرے لیے رحیم و کریم تھی، میں اسکے پاس جاتا ہوں، چنانچہ وہ اپنی ماں کے پاس آکر کہے گا: امی جان! میں آپ کا بیٹا ہوں، آپ کا نورِ نظر ہوں، آپ لختَ جگر ہوں، مجھے ایک نیکی کی ضرورت ہے، اگر نہ ملی تو مجھے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ امی! مجھے ایک نیکی دے دیں، مگر ماں اس کو ایک نیکی دینے سے انکار کر دے گی۔ یہ روئے گا، چیخے گا، چلائے گا اور کہے گا: امی جان! آج آپ کا بیٹا آپ کے سامنے فریادی بن کر کھڑا ہے، آپ کے سامنے دامن پھیلائے کھڑا ہے، آپ سے ایک نیکی کی بھیک مانگ رہا ہے، امی! اپنے بیٹے پر ترَس کھایئے، اپنے بیٹے پر رحم کیجئے، اپنے بیٹے کا خیال کیجیے۔ امی! دنیا میں تو آپ مجھے دھوپ میں کھڑا نہیں دیکھ سکتی تھیں، آج میں جہنم میں ڈال دیا جاؤں گا، آپ مجھے ایک نیکی دے دیجیے، مگر امی پھر بھی نیکی نہیں دے گی اور اَنجان بن کر انکار کر دے گی۔

پھر پچھتائے گا

جب امی بھی انکار کر دے گی تو اس کو بڑا دُکھ ہوگا اور غم کی وجہ سے اپنی انگلیوں کو چبانا شروع کر دے گا اور چباتے چباتے اپنے بازو کو کہنیوں تک چبا جائے گا اور کہے گا: اے کاش! مجھے پتہ ہوتا کہ آخرت میں ان میں سے کوئی میرے کام نہیں آئے گا۔ وہ پریشان ہوگا، مگر اس کو اس وقت کوئی نیکی دینے والا نہ ہوگا کیونکہ ربّ کریم نے دنیا ہی میں پیغام بھیج دیا تھا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ (34) وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ (35) وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ (36)﴾ (عبس: 34-36)

”یہ اس دن ہوگا جب انسان اپنے بھائی سے بھی بھاگے گا۔ اور اپنے ماں باپ سے بھی۔ اور اپنے بیوی بچوں سے بھی۔“ اس وقت حسرت بھرے عالم میں یہ کہے گا: ﴿يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا﴾ ”کاش! میں نے پیغمبر کی ہمراہی اختیار کر لی ہوتی۔ ﴿يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا﴾

ہائے میری بربادی! کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔'' (الفرقان: 27-28)

سب سے پہلے حضور ﷺ کو اٹھایا جائے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں پہلا شخص ہوں جس سے زمین پھٹ کر کھل جائے گی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام، اور اسرافیل علیہ السلام کو زندہ فرمائیں گے تو یہ حضور ﷺ کی قبر شریف پر حاضر ہوں گے۔ ان کے پاس براق اور جنتی لباس ہوگا تو آپ کی قبر شریف کھل جائے گی آپ جبرائیل علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمائیں گے۔

اے جبرائیل علیہ السلام یہ کونسا دن ہے؟ وہ کہیں گے یہ قیامت کا دن ہے۔ یہ ہونے والی کھٹکھٹانے والی دن ہے۔ ارشاد فرمائیں گے اے جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے میری امت کے متعلق کیا فیصلہ فرمایا ہے؟ وہ کہیں گے کہ آپ کو بشارت ہے کہ آپ ہی پہلے شخص ہیں جن کی قبر کھولی گئی ہے۔

قیامت کا خوفناک منظر

پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو حکم فرمائیں گے وہ صور پھونکیں گے تو دفعتاً سب کے سب کھڑے ہو جائیں گے اور دیکھنے لگیں گے۔ پھر لوگ قبروں سے تیزی کے ساتھ اپنے رب کے حکم کی طرف نکلیں گے ننگے بدن ننگے پاؤں ہوں گے۔ ایک ہی مقام پر بقدر ستر سال ٹھہرے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ ان کی طرف التفات نہیں فرمائیں گے اور نہ ہی ان کا کوئی فیصلہ ہوگا اور لوگ روتے ہوں گے حتیٰ کہ آنسوؤں کی بجائے خون رونے لگیں گے اور ان کو پسینہ آئے گا جو بعض کو ٹھوڑیوں تک اور بعض کے منہ میں داخل ہونے کو ہوگا۔ پھر انہیں میدان حشر کی طرف بلایا جائے گا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ﴾ (القمر: 8) بلانے والے کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہوں گے یعنی محشر کے قصد تیز چلتے ہوں گے اور نگاہیں بھی ادھر ہی لگ رہی ہوں گی۔ جب تمام مخلوق جن انسان وغیرہ سب اکٹھے ہو جائیں گے تو دفعتاً آسمان کی طرف سے شدید آہٹ سنیں گے جس سے گھبرا جائیں گے۔ اتنے میں آسمان پھٹے گا اور آسمان دنیا کے فرشتے زمین پر اتر کر صف بندی کر لیں گے۔ لوگ ان سے کہیں گے کیا ہمارے پروردگار نے حساب کا حکم تمہارے ساتھ بھیجا ہے۔ وہ کہیں گے نہیں وہ تو ابھی آئے گا۔

پھر دوسرے آسمان کے فرشتے اتریں گے اور پہلی صفوں بندی کر لیں گے۔ لوگ ان سے کہیں گے کیا ہمارے پروردگار نے حساب کا حکم تمہارے ساتھ بھیجا ہے۔ وہ کہیں گے نہیں وہ تو ابھی آئے گا۔

پھر دوسرے آسمان کے فرشتے اتریں گے اور پہلی صفوں کے پیچھے صفیں بنا لیں گے پھر تیسرے آسمان کے فرشتے اتریں گے حتیٰ کہ ساتوں کے فرشتے بے حساب انداز سے اتریں گے اور دنیا کے گرد کھڑے ہو جائیں گے۔ فقیہؒ حضرت ضحاکؒ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان کے پھر پانچویں چھٹے ساتویں آسمان کے حتیٰ کہ فرشتوں کی صفیں ایک دوسری کے اوپر سے ہوں گی اور زمین والے جس جانب کا بھی رخ کریں گے۔ اسی طرف فرشتوں کی سات صفیں موجود پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پاک میں یہی مضمون ہے کہ ﴿یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ﴾ (سورۂ رحمٰن: 23)

ترجمہ:۔ اے گروہ جنوں اور انسانوں کے اگر تم کو یہ قدرت ہے کہ آسمان اور زمین کی حدود سے کہیں باہر نکل جاؤ تو نکلو بدوں زور کے نہیں نکل سکتے۔ ایک جگہ ارشاد ہے ''اور جس روز آسمان ایک بدلی پر سے پھٹ جائے گا اور فرشتے بکثرت اتارے جائیں گے''۔ (سورۂ: فرقان۔25، تنبیہ الغافلین: ص 38-39)

مخلوق کی انتہائی گھبراہٹ اور نبی کریم ﷺ کی شفاعت

فقیہ ابو جعفرؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں کہ ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے ایک مقبول دعا عطا فرمائی جسے انہوں نے دنیا ہی میں استعمال کر لیا اور میں نے اپنی وہ دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کیلئے محفوظ رکھی ہوئی ہے۔ خبردار میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور اس پر کوئی فخر نہیں اور میں پہلا وہ شخص ہوں جس کے اوپر سے زمین ہٹ جائے گی اور اس پر کوئی فخر نہیں اور حمد کا جھنڈا قیامت کو میرے ہاتھ میں ہوگا جس کے نیچے خود حضرت آدم اور باقی تمام انسان ہوں گے اور اس پر کوئی فخر نہیں۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن مصائب و آلام اور غم و حزن لوگوں میں شدت پکڑ جائیں گے جس پر وہ حضرت ادم علیہ السلام کے پاس آ کر عرض کریں گے۔ اے ابو البشر ہمارے لئے اپنے رب کی بارگاہ میں سفارش کریں کہ وہ ہمارے لئے کوئی فیصلہ

سنادیں۔وہ فرمائیں گے میرا یہ مقام نہیں۔میں جنت سے اپنی بھول کی وجہ سے نکال دیا گیا تھا۔مجھے خود اپنی فکر نے گھبراہٹ میں ڈال رکھا ہے البتہ تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ سب سے اول رسول ہیں۔لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کریں گے۔لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کریں گے کہ ہمارے لیے رب کے ہاں سفارش کریں کہ وہ ہمارے لیے فیصلہ سنادیں۔وہ فرمائیں گے میرا یہ مرتبہ نہیں۔میں نے ایک دعا مانگی تھی جس سے زمین والے غرق ہوگئے۔مجھے تو آج خود اپنی فکر دامن گیر ہے ہاں البتہ تم حضرت ابراہیم کے پاس جاؤ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا تھا۔پس لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کریں گے کہ اپنے رب سے سفارش کریں کہ وہ ہمارے لیے کچھ فیصلہ فرمادیں۔وہ فرمائیں گے میں اس کے لائق کہاں۔میں نے تین باتیں ایسی کی تھیں جو اسلام میں بظاہر خلاف واقعہ تھیں۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تین باتیں وہ ہیں جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین ہی کی خاطر کہی تھیں۔ایک تو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے۔

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ (الصافات:88) سو ابراہیم نے ستاروں کو ایک نگاہ بھر کر دیکھا اور کہہ دیا کہ میں بیمار ہوں۔اور دوسری بات (**بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا** (الانبیاء:63) کہ نہیں بلکہ ان کے اس بڑے نے یہ حرکت کی ہے اور تیسری بات جو انہوں نے اپنی بیوی کے متعلق دینی نسبت فرمایا تھا کہ یہ میری بہن ہے۔غرض فرمایا کہ مجھے خود اپنی فکر لگ رہی ہے مگر ضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں جس جاؤ جس سے اللہ تعالیٰ نے براہ راست کلام فرمایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچ کر وہی کہیں گے کہ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرمائے کہ وہ ہمارے لیے فیصلہ فیصلہ فرمادیں۔آپ فرمائیں گے کہ میں اس مقام کا نہیں ہوں مجھ سے بلاقصد ایک قتل ہوگیا تھا اور پھر مجھے بھی خود اپنی فکر لگی ہوئی ہے۔البتہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جنہیں روح اللہ اور کلمۃ اللہ کہا جاتا ہے۔لوگ ان کے پاس آ عرض کریں گے کہ اپنے رب سے سفارش فرمائے کہ ہمارے لیے کچھ فیصلہ فرمادیں اور وہ فرمائیں گے میرا یہ مقام کہاں مجھے اور میری والدہ کو قوم نے اپنا معبود بنائے رکھا اور خود مجھے اپنی فکر لگ رہی ہے۔البتہ ایک بات بتاؤ کہ اگر کسی کے پاس کچھ مال ہو جسے اس نے ہتھیلی میں ڈال

اوپر سے مہر لگا رکھی ہو تو کیا تھیلی کے اس مال کو مہر توڑے بغیر حاصل کیا جاسکتا ہے۔سب کہیں گے نہیں۔تو اس پر وہ فرمائیں گے کہ حضرت محمد ﷺ پر سلسلہ نبوت ختم ہوا اور آض تشریف فرما ہیں اور اللہ تعالیٰ نیل ان کے سب اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت کا اعلان کر رکھا ہے لہٰذا تم ان کی خدمت عالیہ میں پہنچو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں کہوں گا ہاں ہاں میں یہ کام کروں گا یہ میرا کام ہے تاکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہیں اور پسند فرمائیں اجازت فرمادیں۔تاہم حضور ﷺ جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا انتظار فرمائیں گے۔پھر جب اللہ تعالیٰ کو ہی اپنی مخلوق کا فیصلہ فرمانا مقصود ہوگا تو ایک پکارنے والا پکارے گا۔محمد ﷺ اور ان کی امت کہاں ہے؟اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہم آخری ہیں اور پہلے بھی یعنی دنیا میں سب سے آخر اور قیامت کے دن حساب میں سب سے اول اور فرمایا کہ میں اور میری امت کھڑے ہوں گے اور دوسری امتیں ہمارے لئے ایک طرف ہٹ کر راستہ چھوڑ دیں گی۔چنانچہ ہم گذریں گے اور ہمارے ہاتھ پاؤں وضو کے اعضاء طہارت کے اثر کی وجہ سے چمکتے ہوں گے اور ہمیں دیکھ کر لوگ کہیں گے کہ یہ امت تو ساری کی ساری نبیوں کی سی معلوم ہوتی ہے۔پھر میں جنت کے دروازے کی طرف بڑھوں گا اور کھلواؤں گا تو پوچھا جائے گا کون ہیں؟میں جواب کہوں گا محمد دروازہ کھول دیا جائے گا۔میں داخل ہوکر اپنے رب کریم کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوجاؤں گا اور ایسی کہوں گا کہ کسی نے مجھ سے پہلے ایسی کہی نہ ہوگی اور نہ ہی کوئی میرے بعد ایسی حمد کہے گا۔پس کہا جائے گا کہ اپنا سر مبارک اٹھا لیجئے جو بھی کہیں سنا جائے گا' جو مانگیں دیا جائے گا۔آپ سفارش کریں' قبول کی جائے گی۔چنانچہ میں سر اٹھالوں گا اور جس کسی کے دل میں ایک ذرہ بھی ایمان ہوگا اس کی سفارش کروں گا۔(تنبیہ الغافلین:52۔53)

دوزخ اور دوزخیوں کا عذاب

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:اس دن دوزخ کو لایا جائے گا،اس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی اور ہر باگ پر ستر ہزار فرشتے متعین ہوں گے جو اس کو کھینچے ہوئے لائیں گے۔(توضیحات شرح مشکوٰۃ جلد۸ص:۵۴ بحوالہ مسلم شریف)

تشریح:۔''یوتی بجھنم'' قیامت کے دن میدان محشر کی طرف دوزخ لائی جائے گی تو یہ کفار پر سخت غضبناک ہوگی اس لئے فرشتے قابو میں رکھنے کے لئے اس کو ستر ہزار باگیں ڈالیں گے اور ہر باگ کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے گویا چار ارب نوے کروڑ فرشتے حفاظت پر مامور ہونگے یہ اس لئے کہ مبادا غضب اور طیش میں آکر دوزخ تمام انسانوں کو چاٹ کر صاف نہ کر لے۔

(توضیحات شرح مشکوٰۃ جلد ۸ ص:۵۴)

اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: حقیقت یہی ہے کہ دوزخیوں میں سے جو شخص سب سے ہلکے عذاب میں مبتلا ہوگا اس کو آگ کی دو جوتیاں پہنائی جائیں گی جن کے اوپر آگ کے دو تسمے ہوں گے اور ان دونوں کی تپش وحرارت سے اس کا دماغ اس طرح جوش مارے گا جس طرح دیگ جوش کھاتی ہے۔ وہ شخص چونکہ دوسرے دوزخیوں کی حالت وکیفیت سے بے خبر ہوگا اس لئے یہ خیال کریگا کہ اس زیادہ سخت عذاب میں کوئی مبتلا نہیں ہے حالانکہ وہ سب سے ہلکے عذاب میں مبتلا ہوگا۔ (توضیحات شرح مشکوٰۃ جلد ۸ ص:۵۴ بحوالہ بخاری ومسلم)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب ہوگا وہ آگ کی دو جوتیاں پہنے گے جن سے ان کا دماغ کھولتا رہے گا۔

(توضیحات شرح مشکوٰۃ جلد ۸ ص:۵۴ بحوالہ بخاری)

تشریح:۔ ابوطالب حضور اکرم ﷺ کے سگے چچا تھے، انہوں نے آنحضرت ﷺ کی بڑی خدمت اور حمایت کی تھی اللہ تعالیٰ کا تکوینی فیصلہ تھا اور یہ حکمت بھی تھی کہ ابوطالب آنحضرت ﷺ اور قریش کے درمیان رابطے کا کام کریں اور بطور ڈھال کردار ادا کریں، چنانچہ قریش آنحضرت ﷺ پر ایک دم ہاتھ نہیں اُٹھائے تھے کیونکہ ابوطالب ان کے مذہب پر تھے، اسلام کو دل سے جانتے بھی تھے مگر ایمان نہیں لائے آخر وقت میں ایک بار اسلام کا اقرار کیا مگر ابوجہل لعین نے منع کر دیا چونکہ ابوطالب کے جسم کے ظاہری حصہ سے انحضرت ﷺ کا مبارک جسم لگا تھا اس لئے ان کے ظاہری جسم پر دوزخ کی آگ نہیں ڈالی جائے گی البتہ ان کے تلووں کے نیچے دو انگارے رکھے جائیں گے یا آگ کا جوتا پہنایا

جائے گا جس سے ان کا دماغ ابلتا رہے گا، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کہ ابوطالب مسلمان نہیں ہوئے، دوسری یہ معلوم ہوئی کہ دوزخ میں عذاب کے اعتبار سے فرق ہوگا کسی کو زیادہ کسی کو کم ہوگا۔

(توضیحات شرح مشکوٰۃ جلد ۸ ص:۵۵)

ایک دوزخی ایک جنتی کی کہانی

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن دوزخیوں میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ عیش وآرام کی زندگی گزارتا تھا پھر اس کو دوزخ میں ایک غوطہ دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اے ابن آدم! کیا تو نے دنیا میں کبھی کوئی راحت وبھلائی دیکھی تھی اور کوئی عیش وآرام اٹھایا تھا؟ وہ دوزخی کہے گا کہ نہیں میرے پروردگار! خدا کی قسم! (مجھے کوئی راحت ونعمت نصیب نہیں ہوئی تھی!)۔ اسی طرح جنتیوں میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا دنیا میں سب سے زیادہ غم والم اور مشقت وکلفت برداشت کرنے والا تھا، پھر اس کو جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا اور کہا جائے گا کے اے ابن آدام! کیا تو نے دنیا میں کوئی غم اٹھایا تھا اور کسی مشقت وکلفت سے دوچارا تھا؟ وہ جنتی جواب دے گا کہ نہیں میرے پروردگار! خدا کی قسم! میں نے کبھی کوئی رنج وغم نہیں دیکھا اور کوئی مشقت وکلفت نہیں اٹھائی! (توضیحات شرح مشکوٰۃ جلد ۸ ص:۵۵ بحوالہ مسلم شریف)

تشریح:۔''صبغۃ'' صبغ رنگنے کے معنی میں ہے اور صبغۃ غوطہ دینے کے معنی میں ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیا کہ خوشیاں اور یہاں کی پریشانوں سب عارضی چیزیں ہیں اصل معاملہ آخرت کا ہے جو دائمی ہے۔ (توضیحات شرح مشکوٰۃ جلد ۸ ص:۵۵ بحوالہ مسلم شریف)

شرک بری بلا ہے

اور حضرت انس رضی اللہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دوزخیوں میں سے ہوتی جس کو تو بدلہ میں دے سکتا تو کیا تو ایسا کرتا؟ وہ دوزخی کہے گا کہ ہاں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تو اسی وقت جب تو آدم کی پشت میں تھا اس سے بھی آسان وسہل چیز تیرے لئے طے کردی تھی اور وہ یہ کہ تم میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنے مگر تو اس سے مکر گیا یہاں تک

کہ (بتوں وغیرہ کی پرستش و تعظیم کے ذریعہ) میرا شریک ٹھہرا کر رہا۔(بخاری و مسلم)

تشریح: ۔حدیث کے ظاہری الفاظ تو ارادہ کے لئے ہیں مگر اس سے حکم دینا مراد ہے کہ میں نے تجھے اس سے آسان حکم دیا تھا جبکہ تو آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا مگر تم نے نہیں مانا، علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ ''عھد الست'' کی طرف اشارہ ہے۔اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دوزخیوں میں سے کچھ لوگ وہ ہوں گے جن کی کمر تک آگ **''حجزتہ''** پتلی کمر کو کہتے ہیں۔ **''ترقوتہ''** ہنسلی کی ہڈی کو کہتے ہیں مراد گردن ہے۔ (توضیحات شرح مشکوٰۃ جلد ۸ ص: 56)

دوزخیوں کے موٹے جسم

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخ میں کافر کے جسم کو اس قدر موٹا اور فربہ بنادیا جائے گا کہ اس کے دونوں مونڈھوں کا درمیانی فاصلہ تیز رو سوار کی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ دوزخ میں کافر کا دانت احد پہاڑ کے برابر ہوگا اور اس کے جسم کی کھال تین دن کی مسافت کے برابر موٹی ہوگی۔ (مسلم) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت **''اشتکت النار الی ربھا''** باب تعجیل الصلوۃ میں نقل کی جاچکی ہے۔

تشریح: **''ضرس الکافر''** داڑھ کو ضرس کہتے ہیں، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت میں کافروں کے جسم بہت بڑھ جائیں گے، اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ کی صفات میں کمال وعروج کا ظہور ہوجائے گا اس لئے اہل جنت اور اہل جہنم کے جسم کمال پر آجائیں گے گویا اللہ تعالیٰ کی صفات تخلیق کمال پر آجائے گی یہ اس کا پرتو ہوگا، یہاں سوال یہ ہے کہ اس حدیث می ں کافروں کے جسم بڑھ جانے کا بیان ہے جبکہ ایک اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن متکبرین کے جسم چیونٹیوں کی مانند صغیر وذلیل کے یہ تعارض ہے اس کا کیا جواب ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جسم کا یہ پھیلاؤ اور موٹاپا دوزخ کے اندر ہوگا تا کہ آگ کو پوری خوراک ملے اور جسم کے چھوٹے ہونے کی ذلت ورسوائی میدان محشر میں ہوگی تو کوئی تعارض نہیں ہے۔(توضیحات شرح مشکوٰۃ جلد ۸ ص: 57)

دوزخ آگ تین ہزار سال تک گرم کی گئی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: کہ دوزخ کی آگ کو ایک ہزار برس جلائی گی یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی۔ پھر ایک ہزار برس اور جلایا گیا جس سے وہ سفید ہوگئی پھر ایک ہزار برس اور جلایا گیا جس سے وہ سیاہ ہوگئی ہے پس اب دوزخ کی آگ بالکل سیاہ وتاریک ہے۔(توضیحات شرح مشکوٰۃ جلد 8 ص: 58)

تشریح: ۔**''ابیضت''** آگ جب دیر تک جلتی ہے تو اس میں دھوئیں کی آمیزش ختم ہوجاتی ہے تو وہ سفید ہوجاتی ہے، دھوئیں کی آمیزش کے وقت آگ سرخ رہتی ہے پھر زیادہ دیر تک جلنے کی وجہ سے سیاہ ہوجاتی ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوزخ ابھی سے تیار ہے، معتزلہ کہتے ہیں کہ اب تک تیار نہیں ہے، اہل سنت کہتے ہیں کہ **اعدت للکافرین** کی آیت بتاتی ہے کہ تیار ہے معتزلہ بے کار ہیں بہرحال دوزخ کی آگ تین ہزار سال تک گرم کی گئی ہے، پہلے سرخ ہوگئی، پھر سفید ہوگئی، پھر سیاہ ہوگئی!

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن کافر کے دانت احد پہاڑ کے برابر اور اس کی ران بیضاء پہاڑ کے برابر اور دوزخ میں اس کے بیٹھنے کی جگہ تین دن کی مسافت کے بقدر ہوگی جیسا کہ ربذہ ہے۔ (ترمذی شریف)

تشریح: ۔''البیضاء'' مدینہ منورہ میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔''مقعدہ'' یعنی بیٹھنے کی جگہ اتنی زیادہ گھیری جائے گی جتنا کہ مدینہ سے ربذہ تک تین دن کی مسافت ہے۔اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: کافر دوزخی کی کھال بیالیس ہاتھ موٹی ہوگی، اس کے دانت احد پہاڑ کے برابر ہوں گے اور دوزخ میں اس کے بیٹھنے کی جگہ مکہ اور مدینہ کے درمیانی فاصلہ کے برابر ہوگی۔

(ترمذی شریف)

تشریح: ۔**''مابین مکۃ''** اس حدیث میں مجلس کی جگہ کا فاصلہ مکہ ومدینہ بتایا جبکہ اس سے پہلی والی حدیث میں مدینہ وربذہ بتایا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ کافروں کے عذاب کے تفاوت سے حجم میں تفاوت آئے گا اس لئے یہ فرق ہے۔اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے

فرمایا: کافر اپنی زبان تین تین اور چھ کوس تک نکالے گا اور لوگ اس کو روندیں گے (احمد، ترمذی) اور ترمذی کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''صعود'' دوزخمیں ایک پہاڑ ہے جس پر کافر ستر برس تک چڑھایا جائے گا اور وہاں سے اسی طرح گرایا جائے گا اور برابر یہی سلسلہ جاری رہے گا۔ (ترمذی)

اہل نار کی غذا

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں لفظ **کَالْمُھْلِ** کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: کہ وہ زیتون کی تلچھٹ کی طرح ایک چیز ہوگی جب اس کو دوزخی کے منہ کے قریب لے جایا جائے گا تو اس کے منہ کی کھال اس میں گر پڑے گی۔ (ترمذی)

تشریح:۔ ''فروۃ'' چہرہ کے چمڑے کو فروہ کہتے ہیں، منہ کی کھال مراد ہے اس حدیث میں قرآن کی آیت ''**وان یستغیثوا یغاثوا بمآء کالمھل یشوی الوجوہ**'' کی طرف اشارہ ہے۔ (سورۃ الکھف: 28)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب دوزخیوں کے سر پر گرم پانی ڈالا جائے گا تو وہ گرم پانی اندر کو اترتا ہوا پیٹ تک پہنچ جائے گا اور ان چیزوں کو کاٹ ڈالے گا جو پیٹ کے اندر ہیں یہاں تک کہ وہ گرم پانی (پیٹ کے اندر کی چیزوں کو کاٹتا اور گلاتا ہوا) پیروں کے راستہ سے باہر نکل جائے گا اور **صھر** کے یہی معنی ہیں (پھر دوزخی کہ جس کے ساتھ گرم پانی کا یہ عمل ہوگا) ویسا کا ویسا ہو جائے گا۔ (ترمذی)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے یہ آیت (**اتقوا اللہ حق تقاتہ**) تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا: اگر زقوم یعنی تھوہر کے درخت کا ایک قطرہ بھی بھی اس دنیا کے گھر میں ٹپک پڑے تو یقیناً دنیا والوں کے سامان زندگی کو تہس نہس کر دے پھر اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کی خوراک ہی زقوم ہوگی۔ اس روایت کو ترمذی نے نقل کیا اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

تشریح:۔ حق تقاتہ' اللہ تعالیٰ سے ایسے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا یہ حق اس طرح ادا ہوگا کہ آدمی محرمات سے مکمل اجتناب کرے اور واجبات کو بجالائے یہ حق تقویٰ ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ

اس کی تفسیر اسا طرح فرماتے ہیں'' **ھو ان یطاع فلا یعصی وشکر فلایکفر ویذکر فلاینسی** '' اس حدیث میں قرآن کی آیت '' **ان شجرۃ الزقوم طعام لاثیم**'' کی طرف اشارہ ہے۔

دوزخیوں کی ناگفتہ بہ حالت

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دوزخیوں پر بھوک اس طرح مسلط کردی جائے گی کہ اس کی اذیت اس عذاب کے برابر ہوگی جس میں وہ دوزخی پہلے سے گرفتار ہوں گے چنانچہ وہ بھوک کی حالت سے بے تاب ہوکر فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی ضریع کے کھانے کے ذریعہ سے کی جائے گی جو نہ فربہ کرے گا نہ بھوک کو دفع کرے، پھر وہ دوسری مرتبہ فریاد کریں گے اور اس مرتبہ ان کی فریاد رسی گلے میں پھنس جانے والے کھانے کے ذریعہ سے کی جائے گی، اس وقت ان کو یہ یاد آئے گا کہ جب کھاتے وقت ان کے گلے میں کوئی چیز پھنس جاتی تھی تو کو وہ کسی پینے والی چیز سے نیچے اتارتے تھے، چنانچہ وہ کسی پینے والی چیز کی التجا کریں گے، تب ان کو تیز گرم پانی دیا جائے گا جس کو زنبوروں کے ذریعہ پکڑ کر اٹھایا جائیگا اور جب گرم پانی کے وہ برتن ان کے مونہوں تک پہنچیں گے تو ان کے چہروں کو بھون ڈالیں گے اور جب ان برتنوں کے اندر کی چیز ان کے پیٹ میں داخل ہوگی تو پیٹ کے اندر کی چیزوں کو ٹکڑے ٹکڑے پس اس صورتحال سے بے تاب ہوکر وہ دوزخی آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے کہ جہنم کے داروغوں سے (عذاب میں تخفیف کی) درخواست کرو! (جب وہ ان سے درخواست کریں گے تو) دوزخ کے داروغے جواب دیں گے کہ کیا خدا کے رسول خدائی زے اور واضح دلیلیں لے کر تمہارے پاس نہیں آئے تھے؟ وہ کہیں گے کہ بے چک! ہمارے پاس آئے تے اور ان کی تعلیمات ہم تک پہنچی تھیں، دوزخ کے داروغے کہیں گے کہ پھر تو تم خود ہی دُعا اور کافروں کی دعا زبان کاری و بے فائدگی کے علاوہ کچھ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا (دوزخی جب جہنم کی داروغوں سے دُعا زبان کاری و بے فائدگی کے علاوہ کچھ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا (دوزخی جب جہنم کی داروغوں دعا و شفاعت کرنے میں ناکام ہو جائیں گے اور انہیں سخت مایوسی کا منہ دیکھنا پڑے گا تو وہ یقین کرلیں گے کہ ہمیں عذاب خداوندی سے نجات ملنے والی نہیں ہے پھر کیوں نہی مانگی جائے) چنانچہ وہ

آپس میں کہیں گے کہ مالک یعنی داروغہ جہنم سے مدد کی درخواست کرو اور پھر وہ التجا کریں گے کہ اے مالک! اپنے پروردگار سے دُعا کرو کہ وہ ہمیں موت دے دے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: (دوزخیوں کی التجا سن کر) (خود اپنی طرف سے یا پروردگار کی طرف سے) جواب دے گا کہ تمہیں ہمیشہ ہمیشہ یہیں اور اسی عذاب میں گرفتار رہنا ہے۔ حجرت اَعمش کہتے ہیں کہ بعض صحابہ نے مجھ سے بیان کیا کہ مالک سے ان دوزخیوں کی التجا اور مالک کی طرف سے ان کو جواب دینے کے درمیان ایک ہزار برس کا وقفہ ہوگا، آنحضرت نے فرمایا: پھر وہ دوزخی کہیں گے کہ اب ہمیں براہ راست اپنے پردگار سے بہتر اور کوئی نہیں، چنانچہ وہ التجا کریں گے کہ ہمارے پروردگار! ہماری بدبختی نے ہمیں گھیر لیا اور اس لیا اواس میں کوئی شک نہیں کہ ہم بھٹک گئے تھے۔ اے پرودگار! ہمیں دوزخ سے رہائی عطا فرمادے اگر ہم اس کے بعد بھی کفر و شرک کی طرف جائیں تو اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کو جواب دیگا دور ہو جاؤ کم بختو! کتوں کی طرح ذلیل وخوار رہو اور اسی دوزخ میں پڑے رہو اور مجھ سے کوئی بات نہ کرو۔ آنحضرت ﷺ نے رمایا: آخر کار وہ دوزخی ہر بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے اور تب وہ حسرت وناله وفریاد کرنے لگیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہے کہ اس حدیث کو مرفوع قرار نہیں دیا جاتا لیکن ترمذی نے اس حدیث کو (مرفوع) نقل کیا ہے۔ (توضیحات شرح مشکوٰۃ جلد ۸: ص 64، بحوالہ ترمذی)

اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسو کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوءے سنا (لوگو!) میں نے تم کو دوزخ کی آگ سے ڈرایا۔ آپ یہ الفاظ بار بار فرما رہے تھے۔ اگر آپ اس جگہ تشریف فرما ہوتے جہاں! اس وقت میں بیٹھا ہوں تو یقیناً آپ کی آواز بازار والے سنتے یہاں تک کہ اس وقت آپ کی کالی کملی جو کاندھے پر پڑی تھی پیروں میں گر پڑی تھی۔ (توضیحات شرح مشکوٰۃ: بحوالہ دارمی)

دوزخیوں کو باندھنے کی لمبی زنجیریں

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر سیسہ کا ایک گولہ جو اس جیسا ہو اور آپ نے ہ کیا کہ کھوپڑی جیسا ہو آسمان سے زمین کی طرف پہنچ جائے لیکن اگر وہ گولہ زنجیر کے سرجڑ یعنی اس کے آخری سرے تک یا یہ فرمایا کہ اس کی تہ تک نہ پہنچے۔ (ترمذی)

تشریح: "رصاصۃ" یعنی سیسہ کا ایک گولہ جو سر اور کھوپڑی جیسا ہو، اس کو اگر آسمان سے زمین طرف چھوڑا جائے تو قلیل وقت میں وہ زمین پر پہنچ جائے گا حالانکہ زمین و آسمان کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے لیکن اگر یہی گولہ دوزخیوں کی زنجیر کے ایک سرے میں باندھا جائے اور پھر نیچے کی طرف چھوڑا جائے تو یہ زنجیر اتنی لمبی ہے اور دوزخ کی گہرائی اتنی زیادہ ہے کہ چالیس سال کے بعد یہ گولہ نیچے جا کر پہنچ جائے گا۔

سرکش متکبر کا دوزخ میں ٹھکانہ

اور حضرت ابو بردہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دوزخ میں ایک نالہ ہے جس کا نام "**ھبھب**" دوزخ میں ایک وادی ہے اس می ندنیا کے بدمعاش، لٹیرے، لفنگے اور بدقماش قسم کے لوگ پہنچیں گے اور اسی میں بستے ہوں گے اس کا نام "**ھبھب**" ہے، اللہ تعالیٰ پرویز مشرف کو اس می پہنچا کر قید کر دادے جس نے معصوم طالبان اور طالبات پر ظلم کیا!!

گرم پانی کا عذاب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب دوزخیوں کے سر پر گرم پانی ڈالا جائے گا تو وہ گرم پانی اندر کو اترتا ہوا پیٹ تک پہنچ جائے گا اور ان چیزوں کاٹ ڈالے گا جو پیٹ کے اندر ہیں یہاں تک کہ وہ گرم پانی (پیٹ کے اندر کی چیزوں کا کاٹتا اور گلاتا ہوا) پیروں کے راستہ سے باہر نکل جائے گا اور صہر کے یہی معنی ہیں (پھر دوزخی کہ جس کے ساتھ گرم پانی کا یہ عمل ہوگا) ویسا ہو جائے گا۔ (ترمذی)

دوزخ کی اگ کی گرمی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تمہاری آگ دوزخ کی اگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے، عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! یہ دنیا کی آگ ہی تو کافی تھی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دوزخ کی آگ کو یہاں کی آگ پر انہتر (69) حصہ بڑھا دیا گیا ہے اور

ان انہتر حصوں میں سے ہر ایک حصہ تمہاری آگ کے برابر ہے۔اس روایت کو بخاری نے نقل کیا ہے لیکن الفاظ بخاری کے ہیں اور صحیح مسلم کی روایت یوں ہے کہ تمہاری یہ آگ جس کو ابن آدم جلاتا ہے دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ، نیز مسلم کی روایت میں **علیھن** اور **کلھن** کے بجائیکے بجائے **علیھا** او**کلھا** کے الفاظ ہیں۔

تشریح:. ''**سبعین جزًا**''یعنی دنیا کی آگ کی حرارت دوزخ کی آگ کی حرارت کی نسبت سترواں جزء ہے، دوزخ کی آگ حرارت میں انہتر درجہ زیادہ ہے، ممکن ہے ستر کے عدد کا ذکر تکثیر کے طور پر ہو یعنی دوزخ کی آگ کی حرارت حساب سے باہر اور بہت ہی زیادہ ہے، چونکہ دوزخ کی آگ سے اللہ تعالیٰ اپنے نافرمان بندوں کو عذاب دیتا ہے اور دنیا کی آگ سے انسان عذاب دیتا ہے تو دونوں میں یہ فرق ہو گیا ورنہ جلانے کے لئے تو دنیا کی آگ بھی کافی شافی ہے، آگے حدیث میں یہی بیان ہے۔

یعنی ایک درجہ میں بھی ہو پھر بھی جلانے کے لئے ہی کی آگ کافی تھی ستر درجہ بڑھانے کی ضرورت کیا تھی؟ اس کے جواب میں انحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ کی آگ کی حرارت اس لئے بڑھادی گئی کہ اس سے اللہ تعالیٰ عذاب دیتا ہے۔''

علیھا وکلھا ''یعنی امام مسلم رحمہ اللہ کی روایت میں **علیھن** اور **کلھن** کی جگہ **علیھا وکلھا** کے الفاظ آئے ہیں۔ (توضیحات شرح مشکوٰۃ جلد 8 ص:54)

دوزخ کی آگ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دوزخ کی آگ ہزار برس تک جلائی گئی حتیٰ کہ سرخ ہو گئی پھر ایک ہزار تک اسے دھونکا گیا تا آنکہ سفید ہو گئی پھر ایک ہزار برس تک اسے اور جلایا گیا یہاں تک کہ سیاہ ہو گئی چنانچہ وہ تاریک رات کی طرح سیاہ ہے یزید بن مرثدؒ کے متعلق آتا ہے کہ ہمیشہ روتے رہتے اور کبھی آنسو نہ تھمتے تھے ان سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے یوں ڈرایا ہوتا کہ اگر گناہ کرے گا تو ہمیشہ حمام میں قید رہے گا تو بھی لازم تھا کہ میرے آنسو خشک نہ ہوں اور یہاں تو وعید ہی ایسی آگ میں رکھنے کی ہے جسے تین ہزار سال تک بھڑکایا گیا ہے۔

(تنبیہ الغافلین)

دوزخ کے سانپ اور بچھو

فقیہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ جہنم میں کچھ گڑھے ہیں جن میں بختی اونٹوں کی گردنوں جیسے سانپ انہیں اپنے ہونٹوں سے پکڑ لیں گے اور سر کے بالوں سے پاؤں کے ناخنوں تک کی کھال اتار ڈالیں گے پھر وہ ان سے بچنے کیلئے دوبارہ آگ ہی کی طرف دوڑ پڑیں گے۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دوزخ میں اونٹ کی گردن جیسے سانپ ہوں گے' کسی ایک کو ڈس لیا تو چالیس برس تک وہ اس کی شدت میں مبتلا رہے گا اور دوزخ میں بچھو ہیں۔ خچروں جیسے کہ کسی ایک کو کاٹ لیا تو چالیس برس تک وہ اس کے درد کو محسوس کرے گا۔ حضرت اعمشؒ یزید بن وہبؒ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ مقولہ نقل کرتے ہیں کہ تمہاری یہ دنیا والی آگ دوزخ کی آگ سے ستر درجے کم ہے اور اسے بھی اگر دو دفعہ سمندر سے نہ گزارا جاتا تو تم اس سے کچھ نفع نہ اٹھا پاتے اور حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ تمہاری یہ دنیا والی آگ خود دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتی ہے۔ دوزخیوں میں ہلکے عذاب والا: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمام دوزخیوں میں سے ہلکے عذاب والا وہ شخص ہے جس کے پاؤں میں آگ کے جوتے ہوں گے جس کی وجہ سے اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح جوش مارتا ہوگا۔ اس کے کان اور دانت وغیرہ گویا آگ کے بن رہے ہیں۔ آنکھوں کی پلکوں سے گویا آگ کی لپٹ نکل رہی ہے۔ پیٹ کی انتڑیاں نکل کر قدموں میں پڑی ہوں گی۔ وہ سمجھتا ہوگا کہ سب سے زیادہ عذاب اسے ہو رہا ہے حالانکہ وہ سب دوزخیوں سے ہلکے عذاب میں ہوگا۔

دوزخیوں کی آہ و بکا: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جہنمی لوگ دوزخ کے داروغہ مالک کو پکاریں گے وہ چالیس برس تک انہیں کوئی جواب نہ دے گا۔ پھر یوں کہے گا بس تمہیں اس طرح رہنا ہے پھر وہ اپنے رب کو پکار کر کہیں گے۔ **رَبَّنَآ اَخۡرِجۡنَا مِنۡهَا فَاِنۡ عُدۡنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوۡنَ۔**

اے ہمارے رب ہم کو اس سے نکال دیجئے۔ پھر اگر ہم دوبارہ کریں تو بے شک ہم پورے قصوروار ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان کو اتنی مدت تک جواب نہیں دیں گے جو کہ دنیا کی پوری مدت کا دوگنا ہوگی۔

اس کے بعد انہیں جواب ملے گا۔ اِخْسَـُٔوْا فِيْهَـا وَلَا تُـكَلِّمُوْنَ. یعنی اس میں راندے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے بات مت کرو۔(المومنون:107۔108)

صحابی فرماتے ہیں کہ بخدا اس کے بعد وہ لوگ ایک کلمہ بھی نہیں بولیں گے۔ بس اس کے بعد ان لوگوں کی دوزخ میں چیخ و پکار ہو گی۔ ان کی آوازیں گدھوں کی آواز جیسی ہوں گی جس کے اول کو زفیر اور آخر کو شہیق کہتے ہیں۔ حجرت قتادہؓ اس کے بعد فرماتے ہیں۔ اے قوم کیا دوزخ کے حالات سے تمہارے لیے کوئی پناہ حاصل ہے یا ان پر صبر و تحمل ہو سکتا ہے اے قوم اللہ تعالیٰ کی اطاعت تمہارے لیے بہت ہی آسان ہے لہٰذا اسی کو اختیار کرو۔ کہتے ہیں کہ دوزخی لوگ ہزار برس تک آہ و بکاء کر کے جب کچھ فائدہ نہیں پائیں گے تو باہم کہیں گے کہ دنیا میں مصائب و آفات پر کبھی صبر کرتے تو نجات مل جاتی۔ چنانچہ ہزار برس تک صبر کریں گے مگر جب بھی عذاب میں کچھ تخفیف نہ ہو گی تو کہیں گے۔

سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ. (ابراھیم:21)

یعنی ہم سب کے حق میں دونوں صورتیں برابر ہیں۔ خواہ ہم پریشان ہوں خواہ ضبط کریں ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ سے ہزار برس تک اپنی پیاس کی وجہ سے اور عذاب کی شدت کی وجہ سے بارش کی درخواست کرتے رہیں گے تا کہ ان کی پیاس میں اور شدید گرمی میں کچھ کمی ہو سکے۔

ہزار برس گڑگڑاتے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمائیں گے۔ یہ کیا چاہتے ہیں؟ وہ عرض کریں گے یا اللہ آپ تو جانتے ہیں کہ یہ بارش کی درخواست کر رہے ہیں۔ اس پر ایک سرخ بادل نمودار ہو گا وہ خیال کرنے لگیں گے کہ بارش ہو گی مگر ادھر سے خچروں جیسے بچھو گریں گے۔ ایک بھی اگر کسی کو ڈس لے گا تو ہزار برس تک اس کے درد سے افاقہ نہ ہو گا۔ پھر وہ ہزار برس تک اللہ تعالیٰ سے بارش مانگیں گے تو ایک سیاہ بادل دکھائی دے گا جسے دیکھ کر یہ کہیں گے کہ یہ بارش والا بادل ہے مگر ان پر اونٹوں کی گردنوں جیسے سانپوں کی بارش ہو گی کہ کوئی کاٹے گا تو ہزار سال تک اس کا درد نہ جائے گا۔ یہی معنی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا ﴿زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ. (نحل:88)

یعنی ہم ایک سزا پر دوسری سزا بمقابلہ ان سے فساد کے بڑھائیں گے۔

یعنی ان کے کفر کی وجہ سے اور اس سبب سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کیا کرتے تھے۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات چاہتا ہے اور اس کا ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات چاہتا ہے اور اس کا ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں دنیا کی تکالیف اور سختیوں پر صبر کرے۔ معاصی سے اور دنیا کی خواہشات اور لذائد سے خوب پرہیز کرے اور بچتا رہے۔ کیونکہ جنت کے گرد مصائب و تکالیف کا اور دوزخ کے گرد لذائذ وخواہشات کا احاطہ کر دیا گیا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں یہ مضمون آ چکا ہے پھر آپ نے کچھ اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے 1:۔ بڑھاپے میں عقل مند کیلئے ایک سبق ہے جو اسے بچپن کی غفلتوں سے منع کرتا ہے جب کہ اس کے آثار اس کے رخساروں پر نمودار ہونے لگتے ہیں۔

2۔ میں دیکھتا ہوں کہ آدمی اس وقت بھی قابل رشک عیش کی امید رکھتا ہے جب کہ کھیتی کا تنا سرسبز رہنے کے بعد زرد پڑ چکا ہے۔3۔ برے ساتھی سے بچ کے رہ اور اس کے میل ملاپ سے پرہیز کر۔ اور اس سے گریز کی صوررت نہ ہو تو اس مدارات کر۔4۔ سچے دوست کا قرب اختیار کر اور اس سے جھگڑا کرنے سے ڈرتا رہ تو اس کی سچی اور خالص دوستی پالے گا جب تک کہ اس سے جھگڑا نہ ہو۔

5۔ اور تلاش کرنا ہو تو کسی شریف آدمی کا پڑوس ڈھونڈو۔ ایسے کریم اور خوش نصیب کا کہ اس کی ہمسائیگی میں تجھے بھی بلندی نصیب ہو۔6۔ اور جو کوئی کسی نا اہل کے ساتھ بھلائی کرتا ہے تو اس کا صلہ سمندر کے اس پار سمندر کی تہہ میں پائے گا (جہاں تک اس کی رسائی ممکن نہیں)7۔ اور اللہ تعالیٰ کی جنت آسمانوں کی پہنائیوں میں موجود ہے البتہ آفات و مصائب کا حصار اس کے گرد ہے۔(تنبیہ الغافلین)

دوزخیوں کو سب سے بڑا عذاب اللہ تعالیٰ سے پردہ کا ہو گا

اہل جہنم کو سب سے بڑا عذاب اللہ تعالیٰ سے ان کے پردہ میں ہونا ہے' اور خدا سے ان کا دور ہونا' ان سے روگردانی کرنا اور ناراض ہونا ہے جس طرح اللہ کی رضا اہل جنت کے لئے تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ **کلا بل ران على قلوبهم ما كانوا يكسبون. كلا انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون. ثم انهم لصالوا الجحيم. ثم يقال هذا الذى كنتم بما تكذبون.** (المطففین:14۔17)

(ترجمہ) ہرگز ایسا نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال بد کا زنگ بیٹھ گیا ہے' ہرگز ایسا نہیں یہ لوگ اس روز (ایک تو) اپنے رب (کا دیدار دیکھنے) سے روک دیئے جائیں گے' پھر (صرف اسی پر اکتفاء نہ ہوگا بلکہ) یہ دوزخ میں داخل ہوں گے پھر (ان سے) کہا جائے گا کہ یہی ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے (ان آیات میں تین عذاب ذکر فرمائے ہیں۔۱) ان کا اللہ تعالیٰ سے پردہ میں رہنا۔۲) پھر جہنم میں داخل ہونا۔۳) پھر ان کے جھٹلانے پر اللہ تعالیٰ کا ان کو سرزنش فرمانا' اور ان کے دلوں زنگ آلود حالت میں بیان فرمانا۔ اور یہ کہ یہ زنگ ان کے گناہوں کا ہے جس نے ان کے دل سیاہ کردیئے جس کی وجہ سے نہ تو تھوڑی سی معرفت خداوندی ان کے قلوب کو دنیا میں حاصل ہوئی اور نہ خدا کی بزرگی نہ خوف وخشیت اور محبت حاصل ہوئی پس جس طرح ان کے قلوب دنیا میں اللہ تعالیٰ سے پردہ میں رہے اسی طرح وہ آخرت میں بھی خدا کے دیدار سے محروم رہیں گے۔ ان کا یہ حال اہل جنت کے حال کے برعکس ہے (جیسا کہ) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ **للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ ولا یرھق وجوھم قتر ولا ذلۃ** (یونس:26)

(ترجمہ) جن لوگوں نے نیکی کی ہے (یعنی ایمان لائے ہیں) ان کے واسطے خوبی (یعنی جنت) ہے اور مزید براں (خدا کا دیدار) بھی' اور ان کے چہروں پر نہ کدروت (غم کی) چھائے گی اور نہ ذلت (یعنی جن لوگوں نے نیکی کی وہ نیک ہیں اور نیکی یہ ہے کہ بندہ اپنے ریکی اس طرح عبادت کرتے کہ گویا کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے سوال کرنے پر شرح فرمائی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ''احسان'' کا بدلہ حسنی فرمایا اور حسنی جنت ہے اور زیادہ کا معنی اللہ تعالی کے چہرہ کا دیدار کرنا ہے جیسا کہ یہ تفسیر رسول اللہ ﷺ نے حضرت صہیب کی حدیث میں منقول ہے۔

(جہنم کے خوفناک مناظر: ص224۔225، طبع: دارُ المعارِف ملتان)

دوزخ میں بد بخت لوگ ہوں گے

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: دوزخ میں وہی شخص ڈالا جائے گا جو شقی یعنی بد بخت ہے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! کون شقی ہے؟ تو آپ نے فرمایا شقی وہ ہے جو نہ تو اللہ

تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لئے گناہ ومعصیت ترک کرے۔ (ابن ماجہ)

باب (2).. محبت الٰہی قرانی آیات کی روشنی میں

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ کی عاشقانہ تفسیر﴾

جو لوگ اللہ سے محبت رکھتے ہیں انہیں اللہ کی طرف سے حکم ہے کہ وہ حضور ﷺ کی اتباع کریں .....کیونکہ آپ کی اطاعت حب الٰہی کی دلیل ہے.....ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ الرَّحِيْمٌ''..... اے محبوب! ﷺ آپ فرمادیجئے کہ لوگو اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تمہیں چاہے گا ار تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے....(پ3 آل عمران 31)

جو شخص اللہ کی محبت کا طالب ہوا حضور ﷺ کے نقش قدم پر چلنا ضروری ہے.... بعض لوگ اللہ کی محبت کے دعویدار ہوتے ہیں ہیں لیکن حضور ﷺ کا سنت طریقہ اختیار نہیں کرتے.....تو ایسے لوگ اللہ کی محبت میں سچے نہیں ہیں.....کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کے لئے حضور ﷺ کے سنت طریقہ پر چلنے کو لازم قرار دیا ہے....یعنی حضور ﷺ کی محبت کا ذریعہ اختیار کئے بغیر اللہ کی محبت بھی حوصل نہیں ہوسکتی...

﴿شانِ نزول﴾

ابن جریر اور ابن منذر نے حسن بصریؒ کی مرسل روایت نقل کی ہے.....کہ رول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کچھ لوگوں نے کہا.....کہ اے محمد! ﷺ خدا کی قسم ہم اپنے رب سے محبت رکھتے ہیں تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی....(تفسیر مظہری (اردو) ج2 ص218 وابن کثیر (اردو) ج1 ص54 پ3)

اتباع رسول اور اطاعتِ خدا اور رسول وہ کسوٹی ہے.....جس پر جانچ کہ یہ دیکھا جائے گا کہ اللہ سے محبت کے دعوے میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا؟......صوفیاء اور علمائکے امام حسن بصریؒ نے ان آیتوں کی یہ تفسیر کی ہے....**زعم اقوام علی عھد رسول اللہ ﷺ انھم یحبون اللہ فارادو ان یجعل لقولھم تصدیقا من عمل ادعی محبتہ وخالف سنتہ رسولہ فھو کذاب وکتاب اللہ یکذب..''**

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چند گروہوں نے گمان کیا کہ وہ بھی اللہ سے محبت رکھتے ہیں....اللہ نے ان کے قول کی عملی تصدیق کیلئے ان کے سامنے یہ کسوٹی رکھ دی پس جو شخص اللہ محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور اوراس کے رسول ﷺ کی سنت کی مخالفت کرتا ہے وہ بڑا جھوٹا ہے اور اللہ کی کتاب اس کے دعوے کی تکذیب کرتی ہیں......(حاشیہ تفسیر جلالین)

تفسیر مدارک کے مصنف اس آیت کے سلسلے میں کہتے ہیں:

"من ادعی محبة الله وخالف سنة رسول الله فهو كذاب و كتاب الله يكذبة"

یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے لیکن رسول اللہ تعالیٰ کی سنت کے خلاف کرتا ہے وہ جھوٹا ہے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تکذیب کرتی ہے....(تفسیر مدارک بحوالہ ملفوظات شاہ مینا صفحہ:126)

حضرت شیخ الحدیث رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ اکابر علمائے دیوبند میں اتباع سنت کے عنوان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ.....

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"

اے محمد ﷺ اپ اکہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنائے گا....دُرّمنثور میں کثرت سے روایات ذکر کی گئی ہیں....کہ بہت سے لوگوں نے یہ دعویٰ کیا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی.....اللہ جل شانہ نے حضور اقدس ﷺ کے اتباع کو اپنی محبت کے لئے علامت قرار دیا.....حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں.....تم میں سے کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا.....جب تک کہ اس کی خواہشات اس کے تابع نہ بن جائیں جو میں لے کر آیا ہوں....

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ اسی آیت کی تفسیر میں حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ میرا اتباع کرو نیک کاموں...تقویٰ...تواضع میں اور اپنے نفس کو ذلیل سمجھنے میں......

حضرت حسن بصریؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت اتباع سنت ہے....

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ "میں نہ پاؤں کسی کو اپنی

مسند پر ٹیک لگائے ہوئے کہ اس کے پاس میرے اوامر میں سے کوئی امر آئے یا نواہی میں سے کوئی نہی آئے اور وہ یہ کہے کہ ہم نہیں جانتے جو قرآن میں ہمیں ملے گا اس پر عمل کریں گے.....(مشکوۃ المصابیح)

امام غزالیؒ نے مذکور بالا آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

"''ایمانداروں کی اللہ تعالیٰ سے محبت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کو ترجیح دیتے ہیں... اس کی رضا کے طلب گار رہتے ہیں.....اللہ تعالیٰ کی ایمانداروں سے محبت کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ شاباش دیتا ہے....انہیں اچھا اجر عطا کرتا ہے....ان کے گناہ معاف کرتا ہے.....ان پر انعامات کرتا ہے ....یعنی رحمت کرتا ہے....ان کو گناہوں سے بچاتا ہے اور انہیں نیکی کی توفیق عطا کرتا ہے.''

(مکاشفۃ القلوب)

جو شخص چار باتوں کے بغیر چار باتوں کا دعویٰ کرے.....وہ کذاب ہے جو جنت کی محبت کا دعویٰ کرے... مگر عبادت نہ کرے وہ کذاب ہے...(1) جو جنت کی محبت کا دعویٰ کرے...مگر عبادت نہ کرے وہ کذاب ہے...(2) جو حضور ق نبی کریم ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرے مگر علماء وفقراء سے محبت نہ رکھے وہ کذاب ہے....(3) جو دوزخ سے ڈر کا دعویٰ کرے مگر گناہ نہ چھوڑے وہ کذاب ہے...

(4) جو اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ کرے...مگر آزمائش میں شکایت کرے تو وہ کذاب ہے.....

حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا فرماتی ہیں:

تَعْصِي الْإِلٰهَ وَاَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهٗ

هٰذَا لَعَمْرِيْ فِي الْقِيَاسِ بَدِيْعٌ

تم اللہ کی نافرمانی کرتے ہو اور اس کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو.....بخدا یہ بات عجیب بے طریقہ ہے.....

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَا طَعْتَهٗ

اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيْعٌ

اگر تیری محبت صحیح ہوتی تو اس کی اطاعت کرتا مخالفت سے بچے.....(مکاشفۃ القلوب)

حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا...کہ

میرے حضرت (ڈاکٹر عبدالحی صاحبؒ) فرمایا کرتے تھے اے لوگو اگر تم بنالے گا.....معنی یہ کہ تم اللہ تعالیٰ سے محبت کر سکو.....لیکن اگر تم محمد ﷺ کی اتباع کرنے لگو تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا..... پھر آگے مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ ہمارے حضرت فرمایا کرتے تھے....کہ یہ بشارت اس بات کی ہے کہ جس عمل کو بھی سرکار دوعالم ﷺ کی اتباع سنت کی عرض سے اختیار کیا جائے.. فرمایا کرتے تھے کہ تم بیت الخلاء میں داخل ہوئے...سنت یہ ہے کہ جب داخل ہو تو پہلے بایاں پاؤں داخل کرو اور یہ دُعا پڑھو.....

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ"

اور بایاں پاؤں اس غرض سے داخل کیا کیونکہ یہ میرے آقا سرکار دوعالم ﷺ کی سنت ہے...اسی طرح جس وقت اس نیت سے اُنگلی چاٹ رہے ہو کہ سرکار دوعالم ﷺ کی سنت ہے اس وقت اللہ کے محبوب ہو.....(اصلاحی خطبات)

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ کی عاشقانہ تفسیر

"وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ"

"اور ایمان والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے اشد محبت کرتے ہیں.....''

پہلا مفہوم :اللہ تعالیٰ کے عاشق اللہ کو ٹوٹ کر چاہتے ہیں.....

دوسرا مفہوم :اللہ کے عاشق اللہ کو بے حد چاہتے ہیں.....

تیسرا مفہوم :اللہ کے عاشق اللہ کو بے انتہا چاہتے ہیے....

چوتھا مفہوم :اللہ کے عاشق اللہ سے اتنی محبت کرتے ہیں جس کی مثال ونظیر سارے عالم میں نہیں مل سکتی.....

مذکورہ بلا آیت کے ٹکڑے سے پتہ چلا کہ جس شخص کے دل میں محبوب حقیقی کی محبت نہیں ہے وہ ایماندار بھی نہیں ہے بے ایمان ہے.....

محبوب دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"**الا لا الایمان لہٗ لمن لا محبة لہٗ** خوب اچھی طرح سن لو! جس کے دل میں محبت نہیں ہے وہ ایمان والا بھی نہیں ہے.....'' یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی......

اور ایمان سے متعلق امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے ایک حدیث کو نقل کیا ہے....کہ آپ ﷺ نے فرمایا دنیا بھر کی محبتوں پر جب تک اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت غالب نہیں آجاتی......اس وقت تک اللہ کے ہاں اس کا ایمان مقبول نہیں ہوتا.....(بخاری ومسلم)

بندے کو خدا سے کتنی محبت ہونی چاہئے

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ آلوسیؒ نے لکھا ہے اس آیت میں اللہ نے اشد محبت کا لفظ استعمال کیا....اب رہا یہ مسئلہ کہ اللہ سے کتنی محبت ہونی چاہئے.....اس درجہ بندی کے لئے آلوسیؒ نے تفسیر روح المعانی میں ایک حدیث لکھی ہے.....آپ ﷺ نے ایک مرتبہ دُعا کرتے ہوئے فرمایا.....

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ" (جامع الترمذی)

''یا اللہ اپنی محبت میرے اندر میری جان سے زیادہ عطا فرمادیں اور اہل وعیال سے بھی زیادہ ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ یعنی پیاسے کو جتنا ٹھنڈا پانی عزیز ہوتا ہے اس سے بھی زیادہ اے اللہ آپ مجھے محبوب ہوں...'' اس دُعا آپ ﷺ نے اللہ سے اشد محبت مانگنے کا طریقہ بتلایا ہے....اور یہ حدیث امام بخاریؒ اور امام ترمذیؒ جیسے محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھی ہے....لٰہذا جو اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنا چاہتا ہے وہ الفاظ نبوت میں اللہ تعالیٰ سے کثرت سے حصول محبت کی دُعا.....بقول مرشدی عارف باللہ حجرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے ک پیارے اور مقبول ہیں....آپ کے الفاظ بھی مقبول ہیں .....مقبول لغت نبوت میں مانگو گے تو آپ کی دعا رد نہیں ہوگی.....ان شاءاللہ........

محمود وایاز کا واقعہ

اسی وجہ سے مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں.....کہ جس وقت سلطان محمود نے اپنے 65 وزیروں کو بلایا اور کہا کہ شاہی خزانے کا یہ نایاب موتی توڑ دو...لیکن ہر وزیر نے کہا کہ حضور یہ خزانے کا نایاب موتی ہے....اس کی خزانۂ شاہی میں کوئی مثال نہیں....میں اس کو نہیں توڑوں گا...یہاں تک کہ ان سب

وزیروں نے انکار کردیا اور معذرت کرلی....آخر میں شاہ محمود نے ایا کو بلایا....اسے دراصل ایاز کا مقام عشق دکھلانا تھا....یہ دکھلانا تھا کہ ایاز میرا سچا عاشق ہے باقی سب وزرار یالی اور تنخواہی ہیں.....اس نے کہ ایاز تم اس موتی کو توڑ دو ایاز نے فوراً پتھر اُٹھایا اور موتی کو توڑ دیا..... پورے ایوانِ شاہی مِن شور مچ گیا.. ایاز نے وزراء کو خطاب کیا.....کہ اے معزز لوگو! آپ نے موتی کو قیمتی سمجھ کر نہیں توڑا لیکن شاہی حکم کو توڑ دیا.....میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ شاہی حکم زیادہ قیمتی تھا یا یہ موتی....اس واقعہ سے مولانا رومی یہ نصیحت فرماتے ہیں کہ اس طرح ہمارے دل اگر ٹوٹتے ہیں تو ٹوٹ جائیں لیکن اللہ تعالیٰ کا فرمان نہ ٹوٹے..... دل کی وہ خواہشات جن میں سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہیں...مثل بیش بہا موتی کے خواہ کتنی ہی قیمتی اور لذیذ نظر آئیں ان کو توڑ دو لیکن حکم الٰہی کو نہ توڑو....اور نامحرم عورتوں اور امردوں کو ہرگز نہ دیکھو چاہے کتنا ہی تقاضا دیکھنے کا ہو....امرِ الٰہی کے مقابلہ میں دل کی کوئی قیمت نہیں......

(تعلق مع اللہ و معارف مثنوی و خطبات حکیم الامت)

لہٰذا دل کو پاش پاش کردو پر خالق دل کو ناراض کرکے حرام خوشیوں کو درآمد نہ کرو.....آپ خود بتلائیں جس سالک کو اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہوجائے گی وہ حرام خوشیوں کو درآمد کرے گا؟....چھپ چھپ کر گناہ کرے گا؟....ارے گناہ سے تو وہ ایسا بھاگے گا جیسے سانپ سے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت فدا رہے گا..

(اللہ تعالیٰ بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں)

اہل محبت کی تین علامات

اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے عاشاقوں کی ۳ علامات بتائیں جو تفسیر پیش خدمت ہے......

" اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ" (پ6 سورۃ المائدۃ)

مضمون ارتداد کے مقابلے میں اپنے عاشقوں کا ذکر فرمانے کی بعد حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے عاشقوں کی تین علامات بھی بیان فرمادیں تا کہ انکی شناخت ہو سکے.....

پہلی علامت: اپنے مسلمان بھائیں کے ساتھ تواضع اور عاجزی اور انکساری کے ساتھ ملتے ہیں اور

کافروں کے ساتھ سخت ہونگے......دوسری علامات: اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرتے ہیں.....

تیسری علامات: اللہ تعالیٰ کے عاشق ساری دنیا کے انسانوں کی ملامت سے نہیں ڈرتے....

عاشقانِ حق کی خداوندی تنبیہ

"ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ."

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے محبوب بندے اور محبّ بندے مسلمانوں پر مہربان اور کافروں پر تیز ہوں گے اور جہاد کرتے ہوں گے.....اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور وہ موجود ہے....**ویحبونه**....جو لوگ مجھ سے محبت کررہے ہیں تو سمجھ لو کہ میں بھی ان سے محبت کر رہا ہوں.....

جس پر "**ویحبونه**".... جو لوگ مجھ سے محبت کر رہیں تو سمجھ لو کہ میں ان سے محبت کر رہوں....

جس پر "**یحبونه**".... کے آثار دیکھو تو سمجھ لو کہ یہ میری ہی محبت کا فیضان ہے....."**یحبهم ویحبونه**" اللہ تعالیٰ نے مضارع سے نازل فرما کر بتادیا......کہ میرے عشاق حال میں بھی میرے باوفا ہیں گے اور مستقبل میں بھی میرے باوفا رہیں گے....یہی آیت دلالت کرتی ہے کہ اہل محبت کی صحبت میں رہنا چاہے....تا کہ اللہ تعالیٰ کی دائمی وفاداری حاصل ہوجائے....

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے پیار بھرا خطاب

میرے دوستو! کلام اللہ میں اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ تمام مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا....

"یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا"

یعنی اے ایمان والو....

آپ نے دیکھا ہوگا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے خطاب کرنے کے لئے جگہ جگہ **"یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا"** کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں....

ایک مجلس میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے فرمای کہ ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے....**"یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا"** کا عنوان جو اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے استعمال فرماتے ہیں....یہ بڑا پیارا عنوان ہے....یعنی اے ایمان

والو.....اے وہ لوگو جو ایمان لائے....اس خطاب میں بڑا پیار ہے.....
اس لئے کہ خطاب کا ایک طریقہ یہ ہے کہ مخاطب کا نام لیکر خطاب کیا جائے....اے فلاں اور خطاب کا دوسرا طریقہ یہ ہوتا ہے....کہ مخاطب کو ااس رشتے کا حوالہ دیکر خطاب کیا جائے جو خطاب کرنے والے کا اس سے قائم ہے.....کہ مخاطب کو اس رشتے کا حوالہ دیکر خطاب کیا جائے جو خطاب کرنے والے اس سے قائم.....مثلاً ایک باپ اپنے بیٹے کو بلائے تو اس کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ اس بیٹے کا نام لے کر اس کو پکارے کہ اے فلاں.....اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس کو بیٹا کہہ کر پکارے کہ اے بیٹے....ظاہر ہے کہ بیٹا کہہ کر پکارنے میں جو پیار.....جو شفقت اور جو محبت ہے اور سننے کیلئے اس مُس جو لطف ہے....وہ پیار اور لطف نام لے کر پکارنے میں نہیں ہے....حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ بہت بڑے عالم اور فقیہ تھے....حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مولانا کو کوئی علامہ کہتا کوئی شیخ الاسلام کہہ کر مخاطب کرتا.....لیکن جب وہ ہمارے گھر آتے تھے تو اس وقت ہماری دادی بقید حیات تھے....ہماری دادی صاحبہ رشتے میں حضرت علامہ کی ممانی لگتی تھیں اس لئے وہ ان کو بیٹا کہہ کر پکارتی تھیں اور ان کو دعا دیتی تھیں کہ بیٹا جیتے رہو.....
جب ہم ان کے منہ سے یہ الفاظ اتنے بڑے علامہ کے لئے سنتے جنہیں دنیا شیخ الاسلام کے لقب سے پکار رہی تھی تو اس وقت ہمیں بڑا اچنبھا محسوس ہوتا تھا...لیکن علامہ عثمانی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے... کہ میں حضرت مفتی صاحب (مفتی محمد شفیع صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے.....کے گھر میں دو مقصد سے آتا ہوں.....ایک یہ کہ حضرت مفتی صاحب سے ملاقات.....دوسرے یہ ہے کہ اس روئے زمین پر مجھے بیٹا کہنے والا سوائے ان خاتون کے کوء اور نہیں ہے....صرف یہ خاتون مجھے بیٹا کہہ کر پکارتی ہیں اس لئے میں بیٹا کا لفظ سننے کے لئے آتا ہوں.....اس کے سننے میں جو لطف اور پیار محسوس ہوتا ہے وہ مجھے کوئی اور لقب سننے میں محسوس نہیں ہوتا....حقیقت یہ ہے کہ اس کی قدر اس شخص کو ہوتی ہے جو اس کہنے والے کے جذبے سے آشنا ہو.....وہ اس کو جانتا ہے کہ مجھے یہ جو بیٹا کہہ کر پکارا اہا ہے...یہ کتنی بڑی نعمت ہے...ایک وقت ایسا آتا ہے جب انسان یہ لفظ سننے کو ترس جاتا ہے.....

چنانچہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب قدس اللہ سرہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے.... **'یَـا اَیُّهَـا الَّـذِیْـنَ آمَـنُـوْا"** ..... کا خطاب کر کے اس رشتے کا حوالہ دیتے ہیں جو ہر صاحب ایمان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے.....یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی باپ اپنے بیٹے کو بیٹا کہہ کر پکارتا ہے یا بلاتا ہے....
خلاصہ: کلام اللہ میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے.... **'یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا"** ....فرمایا یہ بھی اللہ کی بندے سے محبت و شفقت کی دلیل ہے..... (اصلاحی خطبات)

"اَللّٰهُ یَجْتَبِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ"

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے لئے ہدایت کے دروازے کھول دیتے ہیں.....
مفہوم آیت:۔ یعنی جیسے اللہ تعالیٰ اپنا عاشق اور اپنا محبوب اپنا دوست اور ولی بنانا چاہتے ہیں...اور نفس کی غلامی سے اور غیر اللہ کی محبت سے چھڑا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ والا بننے کی جدوجہد اور کوشش و محنت و مشقت کرتا ہے.....اور ہماری محبت میں ساری خواہشات کا خون کر دیتا ہے....اس کو بھی ہم اپنا بنالیتے ہیں....
اللہ تعالیٰ اس انسان سے بڑی محبت کرتے ہیں....اور اللہ تعالیٰ کی یہ چاہت ہے ساری دنیا کے انسان میرے محبوب بن جائیں اور میرے چاہت کے مطابق زندگی گذاریں...اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنی محبت کے حصول کے دو راستے بتلا دیئے......تا کہ اس راستہ پر چل کر ہر کوئی اس کا محبوب اور پسندیدہ بندہ بن جائے....

اس آیت شریفہ کی شان نزول

امام العاشقین سراج السالکین مرشدنا و مولانا حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا....کہ علامہ آلوسی السید محمود بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے اس آیت کے بارے میں لکھا ہے....کہ سرور عالم ﷺ کو بہت غم تھا کہ کفار مکہ ایمان کیوں نہیں لا رہے ہیں....اکثر ان مُس ایسے تھے جو ایمان لانے سے منکر تھے....تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی....جس کو السید محمود بغدادی آلوسی نے لکھا ہے کہ:
"اِنَّ هٰذِهِ الْاٰیَةَ تَسْلِیَةٌ لِّلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ"

سرورِ عالم ﷺ کا غم دور کرنے کے لئے اور آپ کی تسلی کے لئے آیت نازل فرمائی کہ اے محمد ﷺ آپ غم نہ کریں....اگر یہ کافر ایمان نہیں لاتے تو آپ غم نہ کریں....دو وجہ سے کہ ہدایت کے وہ ہی راستے ہیں..... یا تو میں ان کو اپنی طرف جذب کروں یا یہ خود محنت کریں...حق کو تلاش کریں اور یہ دونوں سے محروم ہیں....یہ جو ہمارے نہیں بن رہے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ دو ہی راستے ہیں جن سے بندے ہمارے بنتے ہیں۔

دونوں جانب سے اشارے ہو چکے
ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے

اس کے دو ہی راستے تھے کہ یا تو میں ان کو جذب کرتا یا یہ میری تلاش وجستجو کرتے اور یہ دونوں ہی سے محروم ہیں.....(اللہ تعالیٰ بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں:ص:244 بحوالہ تجلیات جذب حصہ چہارم:ص:33)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکڑ کب آتی ہے؟

میرے دوستو! بجلی کے تار کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ پہلی غلطی کو بھی معاف نہیں کرتی....اس کی تار کو غلطی سے پہلی دفعہ ہاتھ لگ جائے تو پھر بھی نقصان پہنچا دیتی ہے....لیکن اللہ رب العزت کا یہ دستور ہے کہ وہ انسان کی پہلی غلطی پر اس کی پکڑ نہیں فرماتے....کیونکہ وہ رحیم وکریم ذات ہے **نَّ اللهَ بِـا لنَّـاسِ لَرَؤفُ الرَّ فُ الرَّحِيْم** وہ مہربانی فرمانے ہیں....وہ ایک آدھ غلطی پر انسان کو سزا نہیں دیتے....

البتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس وقت پکڑ آتی ہے جب بندہ نے ایک گناہ کیا....پھر دوبارہ کیا....پھر کرتا رہا....کرتا رہا.....اور زندگی کے سالہا سال گزر گئے حتی کہ ایک مدت کے بعد وہ وقت آتا ہے....جب رب کریم اس کی پکڑ فرماتے ہیں اور وہ پکڑ بھی مہلت دے کر فرماتے ہیں...قربان جائیں اللہ پر کہ بندے کی بار بار نافرمانی کے باوجود اسے مہلت دیتے ہیں....کہ شاید اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر رجوع کرلے....اس کی دلیل حدیث پاک سے ملتی ہے....ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہکے سامنے پیش کیا گیا....اسے چوری کے جرم میں پکڑا گیا تھا....کہنے لگا اے امیر المومنین! مجھے معاف فرمادیجئے مجھ سے پہلی دفعہ غلطی ہوئی ہے....آپ نے فرمایا نہیں پہلی غلطی پر اللہ تعالیٰ رسوا نہیں فرماتے....چنانچہ حکم

دے دیا تحقیق کی جائے....جب لوگوں نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ وہ عادی مجرم تھا اور پہلے بھی چوریاں کیا کرتا تھا......

خدا ماں سے زیادہ مہربان ہے

نبی کریم ﷺ ایک مجلس میں تشریف فرما ہیں....ایک صحابی چادر میں ایک پرند کو مع اس کے بچوں کے باندھ کر لاتے ہیں اور واقعہ عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ! میں نے ایک جھاڑی سے ان بچوں کو اُٹھا کر کپڑے میں لپیٹ لیا......ماں نے یہ دیکھا تو میرے سر پر منڈلانے لگی.....میں نے ذرا کپڑے کو کھول دیا تو وہ فوراً آ کر میرے ہاتھ پر بچوں گر پڑی.....ارشاد ہوا: کیا بچوں کے ساتھ ماں کی اس محبت پر تم کو تعجب ہے؟.....قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھ کو حق کے ساتھ معبوث کیا......جو محبت اس ماں کو اپنے بچوں کے ساتھ ہے خدا کو اپنے بندوں کے ساتھ اس سے بدرجہا زیادہ ہے...(مشکوۃ بحوالہ باب رحمۃ اللہ)

باب (2)...موت کے وقت اور موت کے بعد مؤمن کی راحت واعزاز

مؤمن کی روح خوشبودار

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ مؤمن کی جان جو مشک سے زیادہ معطر ہے جب نکلتی ہے تو وفات دینے والے فرشتے اس کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں‘ ابھی آسمان سے دوسرے فرشتوں کی ایک جماعت ملتی ہے اور دریافت کرتی ہے‘ یہ کون ہے؟ تو فرشتے اس جان کی تعریف کرتے ہیں اور اس کی خوبیاں بیان کرتے ہیں۔ یہ فرشتے آداب بجالاتے ہیں اور آسمان کا دروازہ کھل جاتا ہے اور اس

شخص کا چہرہ چمک اٹھتا ہے اب اس کو خدا کا دیدار ہوتا ہے اور جب کافر کی روح نکلتی ہے تو اس میں بدترین مردے کی سی بدبو آتی ہے اس کو بھی وفات دینے والے فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں۔ راستے میں ملائکہ کی ایک جماعت سے ملاقات ہوتی ہے۔ وہ دریافت کرتے ہیں، یہ کون ہے؟ یہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں بدکار شخص ہے اور اس کی برائیاں بیان کرتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں کہ کہ اسے واپس زمین پر ہی لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر ظلم نہیں کیا۔ پھر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی۔ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ترجمہ: اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں جب تک سوئی کے ناکے اونٹ داخل نہ ہوں۔ (الاعراف: 40، شرح الصدور سیوطیؒ: ص 105)

عِلّیین کا معنی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کعب احبار سے پوچھا کہ ''اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ'' کے معنی کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب مؤمن کی روح قبض ہوتی ہے تو فرشتے اس کو لے کر آسمان کی جانب جاتے ہیں اور دوسرے فرشتوں کی ٹولیاں آ کر اس کو جنت کی بشارت سناتی ہیں حتیٰ کہ اس کو عرش الٰہی تک لے جاتے ہیں۔ پھر فرشتے عرش کے نیچے ایک کتاب لاتے ہیں، اس پر کچھ لکھ کر اور مہر لگا کر وہیں رکھ دیا جاتا ہے تا کہ حساب کے دن اس کی نجات اس کتاب کے ذریعہ ہو تو یہی کتاب ہے جس کا ذکر مذکورہ آیت آیت میں ہے اور كَلَّا اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ترجمہ ہرگز نہیں بے شک گنہگاروں کا اعمالنامہ سجین میں ہے۔ کے معنی یہ ہے کا فاجروں کی روح کو آسمان کی طرف لے جایا جائے گا تو آسمان قبول کرنے سے انکار کر دے گا تو زمین کی طرف اس کو پھینک دیا جائے گا تو زمین بھی قبول کرنے سے انکار کر دے گی تو اس کو ساتویں زمینوں کے نیچے سجین میں لے جایا جائے گا اور یہ شیطان کا گڑھا ہے۔ اس سے ایک کتاب نکالی جائے گی اور اس پر کچھ لکھ کر اور مہر لگا کر اس کی ہلاکت کی دستاویز کو حساب کے دن کیلئے ابلیس کے گڑھے میں رکھا دیا جائے گا۔ (شرح علم الصدور)

روح مؤمن بلندی پر

حضرت عبدلعزیز بن رفیع نے روایت کی کہ جب مؤمن کی روح کو آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے تو

فرشتے کہتے ہیں کہ پاک ہے وہ خدا کہ جس نے اس بندے کو شیطان سے نجات دلائی۔

حدیث مبارکہ

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب مؤمن کی روح پرواز کرنے والی ہوتی ہے تو اس کے پاس ریشم اور جنت کی خوشبوئیں لائی جاتی ہیں جب روح نکل آتی ہے تو اسے ریشم میں لپیٹا جاتا ہے اور اس پر وہ خوشبوئیں چھڑک دی جاتی ہیں۔ پھر اسکو فرشتے علیین میں لے جاتے ہیں۔ (شرح علم الصدور: 109)

ولی اللہ کی موت کے وقت نور

حضرت ابان بن ابی عیاش علیہ الرحمتہ نے روایت کی کہ مورق عجلی کی وفات کے وقت ہم موجود تھے جب ان کو کفن پہنا دیا گیا تو ہم نے دیکھا کہ اِن کے سر سے ایک نور نکلا جو چھت کو چیر کر نکل گیا۔ پھر ہم نے دیکھا کہ ایسا ہی ایک نور پیروں کی طرف سے نکلا پھر ایک درمیان سے نکلا تو ہم تھوڑی دیر ٹھہر گئے۔ پھر اِنہوں نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھا کر کہا'' کہ کیا تم نے کچھ دیکھا؟ ہم نے کہا ہاں اور جو دیکھا تھا بتا دیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ سورۂ سجدہ ہے جو میں ہر رات پڑھتا تھا اور جو نور تم نے میرے سر سے نکلتا ہوا دیکھا یہ اس کی ابتدا کی چودہ آیتیں ہیں اور جو تم نے درمیان دیکھا، یہ خود سورۂ سجدہ تھی۔ یہ اور پر شفاعت کرنے کے لیے گئی اور سورۂ ملک تبارک الذی میری شفاعت وحفاظت کو بیچ رہی۔ یہ کہ کر پھر خاموش ہو گئے۔ (شرح علم الصدور: ص 112)

مؤمن کا قبر میں نماز کا دھیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مؤمن کو قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو اس کو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے سورج چھپ رہا ہو۔ سو جب اس کی روح لوٹائی جاتی تو آنکھیں ملتا ہوا اُٹھ کر بیٹھتا ہے اور (فرشتوں سے) کہتا ہے کہ مجھے چھوڑ دو میں نماز پڑھتا ہوں۔

(مشکوٰۃ المصابیح: ازابن ماجہ)

ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ گویا وہ اس وقت اپنے آپ کو دنیا ہی میں تصور کرتا ہے کہ سوال

وجواب کو رہنے دو مجھ فرض ادا کرنے دو، وقت ختم ہوا جارہا ہے، میری نماز جاتی رہے گی۔ پھر لکھتے ہیں کہ یہ بات وہی کہے گا جو دنیا میں نماز کا پابند تھا اور اس کو ہر وقت نماز کا خیال لگا رہتا تھا۔

اس بے نمازیوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے اور اپنے حال کا اس سے اندازہ لگائیں اور اس بات کو خوب سوچیں کہ جب اچانک سوال ہوگا تو کیسی پریشانی ہوگی؟ (مرنے کے بعد کیا ہوگا: ص 27)

قبر میں مؤمن کا بے خوف ہونا اور اس کے سامنے جنت پیش ہونا

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ مردہ اپنی قبر میں پہنچ کر بے خوف اور بااطمینان بیٹھتا ہے۔ پھر اس سے سوال کیا جاتا ہے کہ (تو دنیا میں) کس دین میں تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں اسلام میں تھا۔ پھر اس سے سوال ہوتا ہے کہ (تیرے عقیدہ میں) یہ کون ہیں؟ (جو تمہاری طرف بھیجے گئے) وہ جواب دیتا ہے کہ یہ محمد رسول اللہ (ﷺ) ہیں جو ہمارے پاس اللہ کے پاس سے کھلے کھلے معجزے لے کر آئے، سو ہم نے ان کی تصدیق کی۔ پھر اس سے پوچھا جاتا ہے کیا تو نے اللہ کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ (دنیا میں) کوئی آدمی اللہ کو نہیں دیکھ سکتا۔ (پھر میں کیسے دیکھ لیتا؟ پھر اس کے سامنے دوزخ کی طرف ایک روشن دان کھولا جاتا ہے (جس کے ذریعہ) وہ دوزخ کو دیکھتا ہے کہ آگ کے انگارے آپس میں ایک دوسرے کو کھائے جاتے ہیں، (جب وہ دوزخ کا منظر دیکھ لیتا ہے) تو اس سے کہتے ہیں کہ دیکھ اللہ نے تجھے کس مصیبت سے بچایا۔ پھر اس کے سامنے جنت کی دوسری چیزیں دیکھ لیتا ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ (جنت) تیرا ٹھکانا ہے۔ تو یقین ہی پر زندہ رہا اور یقین ہی پر تو قیامت کے روز (قبر سے) اُٹھے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

پھر فرمایا کہ نافرمان خوف زدہ اور گھبرایا ہوا اپنی قبر میں بیٹھتا ہے۔ اس سے سوال ہوتا ہے کہ تو دنیا میں کس دین میں تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ مجھے پتہ نہیں۔ پھر اس سے (حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق) سوال ہوتا ہے کہ (تیرے عقیدہ میں) یہ کون ہیں؟ وہ کہتا ہے کہ اس بارے میں نے وہی کہا جو اور لوگوں نے کہا۔ پھر اس کے سامنے جنت کی طرف ایک روشن دان کھولا جاتا ہے جس کے ذریعہ وہ اس کی رونق اور اس کے اندر کی دوسری چیزیں دیکھ لیتا ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ دیکھ (تو نے خدا کی نافرمانی

کی) خدا نے تجھے کس نعمت سے محروم کیا۔ پھر اس کے سامنے دوزخ کی طرف ایک روشن دان کھولا جاتا ہے جس کے ذریعہ وہ دوزخ کو دیکھ لیتا ہے کہ آگ کے انگارے ایک دوسرے کو کھائے جاتے ہیں۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانا ہے، تو شک ہی پر زندہ رہا اور شک ہی پر تجھے موت آئی اور ان شاء اللہ قیامت کو بھی تو اسی شک پر اُٹھے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح: از ابن ماجہ)

مؤمن سے فرشتوں کا کہنا کہ دلہن کی طرح سوجا اور منافق و کافر کو زمین کا بھینچنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس ے پاس دو فرشتے آتے ہیں جن کا رنگ سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوتی ہیں، جن میں سے ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں کہ تو کیا کہتا ہے ان صاحب کے بارے میں (تمہاری طرف بھیجے گئے؟) وہ اگر مؤمن ہے تو جواب دیتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور بلاشبہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ یہ سن کر دونوں کہتے ہیں کہ ہم تو جانتے تھے کہ تو ایسا ہی جواب دے گا، پھر اس کی قبر ستّر ہاتھ مربع کشادہ کر دی جاتی ہے، پھر منور کر دی جاتی ہے، پھر اس سے کہہ دیا جاتا ہے کہ (اب تو) سوجا۔ وہ کہتا ہے کہ میں تو اپنے گھر والوں کو (اپنا حال) بتاتے کے لیے جاتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ (یہاں آ کر جانے کا قانون نہیں) تو سوجا، جیسا کہ دلہن سوتی ہے جسے اس کے شوہر کے سوا کوئی نہیں اُٹھا سکتا۔ (لہٰذا وہ آرام سے قبر میں رہتا ہے) یہاں تک کہ اللہ اسے قیامت کے روز اسجگہ سے اُٹھائے گا۔ اور اگر مرنے والا منافق ہوتا ہے تو وہ منکر نکیر کو جواب دیتا ہے کہ میں نے جو لوگوں کو کہتے سنا وہی کہا، اس سے زیادہ میں نہیں جانتا۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم تو خوب جانتے تھے کہ تو ایسا ہی جواب دے گا۔ پھر زمین سے کہا جاتا ہے کہ اس کو بھینچ دے۔ چناں چہ زمین اسے بھینچ دیتی ہے جس کی وجہ سے اس کی پسلیاں اِدھر اُدھر چلی جاتی ہیں۔ پھر وہ قبر کے اندر عذاب میں مبتلا رہتا ہے یہاں تک یہ (قیامت کو) خدا اسے وہاں سے اُٹھائے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، از ترمذی)

برزخ والوں پر زندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں:

''طبرانی'' کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ تمہارے اعمال تمہارے رشتہ داروں اور خاندان والوں کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں، جو آخرت میں پہنچ چکے ہیں۔ اگر تمہارا عمل نیک ہو تو وہ خوش ہوتے ہیں اور خداوند کریم سے دُعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! یہ آپ کا فضل اور رحمت ہے، سو آپ اپنی نعمت اس پر پوری فرمادیجیے، اور اسی پر اس کو موت دیجیے۔
اور اگر بُرا عمل ان کے سامنے پیش ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ اے اللہ! اس کے دل میں نیکی ڈال دے جو تیری رضا اور تیرے قرب کا سبب ہو جائے۔ (مجمع الزوائد: 2\327)

قبر کا مؤمن کو دبانا ایسا ہوتا ہے جیسے ماں بیٹے کا سر دباتی ہے:

حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جب سے آپ نے منکر نکیر کی (ہیبت ناک) آواز اور قبر کے بھینچنے کا ذکر فرمایا ہے اس وقت سے مجھے کسی چیز سے تسلّی نہیں ہوتی ہے (اور دل کی پریشانی دور نہیں ہوتی۔) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! منکر نکیر کی آواز مؤمن کے کانوں میں ایسی ہوگی جیسے (ایک سریلی آواز کانوں میں بھلی معلوم ہوتی ہے، جیسے) آنکھوں میں سرمہ لگانے سے آنکھوں کو لذّت محسوس ہوتی ہے۔ اور مؤمن کو قبر کا دبانا ایسا ہوتا ہے جیسے کسی کے سر میں درد ہو اور اس کی شفقت والی ماں آہستہ آہستہ اپنے بیٹے کا سر دباتی ہے اور وہ اس سے آرام وراحت پاتا ہے۔ اور (یاد رکھ) اے عائشہ! اللہ کے بارے میں شک کرنے والوں کے لیے بڑی خرابی ہے اور وہ قبر میں اس طرح بھینچے جائیں گے جیسے انڈے پر پتھر رکھ کر دبا دیا جائے۔

زمین وآسمان کا مؤمن سے محبت کرنا اور اس کی موت پر رونا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر انسان کے لیے آسمان کے دو دروازے ہیں۔ ایک دروازہ سے اس کا عمل چڑھتا ہے اور دوسے دروازہ سے اس کا رزق اُترتا ہے۔ جب مؤمن مرجاتا ہے تو دونوں دروازے اس کے (مرنے پر) روتے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح، از ترمذی)
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور اقدس ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے

شک جب مؤمن مرجاتا ہے تو اس کے مرنے پر قبرستان اپنے آپ کو سجا لیتے ہیں، لہٰذا ان میں کا کوئی حصّہ ایسا نہیں ہوتا جو یہ تمنا نہ کرتا ہو کہ یہ مجھ میں دفن ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ مؤمن کے مرنے پر چالیس دن تک زمین روتی ہے۔ اور یہ مضمون حضرت مجاہد رحمہ اللہ (تابعی) سے بھی منقول ہے۔ (شرح الصدور: ص 41، از سعید بن منصور وابو نعیم)
حضرت عطاء الخراسانی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ جو بندہ زمین کے کسی حصّہ میں سجدہ کرتا ہے وہ حصّہ قیامت کے روز اس کے حق میں گواہی دے گا اور اس کے مرنے کے دن روئے گا۔ (شرح الصدور ص: 41)

باب (3)...صفة الجنة واهلها

جنت کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیز تیار کر رکھی ہے کہ نہ کسی آنکھ نے اس کو دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا تصور رک آیا ہے، اگر تم اس بات کی تصدیق چاہو تو یہ آیت پڑھو

﴿o فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ o﴾

(سورۃ: سجدہ۔ 16، توضیحات شرح مشکوٰۃ جلد ۸ ص: 20 بحوالہ بخاری ومسلم) یعنی کوئی بھی شخص نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیسی آنکھ کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔

تشریح: ''مالاعین رأت'' یعنی کسی آنکھ نے اس نعمت کی ذات کو محسوس طور پر نہیں دیکھا بلکہ اس کی حسین صورت پوشیدہ ہے۔ ''ولا اذن سمعت'' یعنی نہ کسی کان نے اس کی حقیقی صفت سنی ہے اور نہ وہاں کی اچھی آوازیں کانوں میں پڑی ہیں۔ یعنی نہ اس کی اصلی ماہیت اور عیش وعشرت کا تصور کسی کے دل پر گذرا ہے، مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جنت کی اصل نعمتوں تک نہ کسی کی پہنچ اور رسائی ہے نہ اس پر کسی کو احاطہ ہے ہاں پہنچنے کے بعد سب کچھ کامیاب انسانوں پر عیاں ہو جائے گا۔

’’قرۃ اعین‘‘ یعنی آنکھوں کی جوٹھنڈک اللہ تعالیٰ نے جنت والوں کے لئے تیار کی ہے یہ صرف آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں ہے بلکہ یہ ٹھنڈک جنت میں ہر قسم کے عیش وعشرت اور فرح وسرور سے کنایہ ہے گویا جنت پہنچنیلوں کو دل وجان سے قرار حاصل ہو جائے گا جیسا کوئی تھکا ماندہ مسافر گھر پہنچ کر آرام کرتا ہے کسی نے خوب کہا: ؎

فالقت عصاها واستقر بها النوىٰ　　كما قرّ عينًا بالاياب المسافر

جنت کی عظمت وقیمت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک کوڑے کے برابر بھی جگہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے بہتر ہے۔(بخاری ومسلم)

تشریح: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک کوڑے کے برابر بھی جگہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے بہتر ہے۔(بخاری ومسلم)

تشریح: موضع سوط‘‘ یعنی ایک کوڑے کے برابر جگہ ایک چابک دستی کی مقدار جگہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہوگی ،اس کی وجہ یہ ہے کہ جنت کی ہر نعمت دائمی ہے اور دنیا کی ہر نعمت فانی ہے تو فانی نعمت باقی اور دائمی نعمت کا مقابلہ کہاں کر سکتی ہے۔حضرت لبید رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ خوب فرمایا: **الاكل شئ ما خلا الله باطل وكل نعيم لا محالة زائل**

﴿ترجمہ:۔خبر دار ہر چیز ماسوا اللہ باطل ہے، اور ہر نعمت خاہ مخاہ ختم ہونے والی ہے۔﴾

جنت سے مراد اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی ہے جنت اللہ تعالیٰ کی رضوان کا مجموعہ ہے جب اللہ کی رضاء مندی ہو جائے تو باقی نعمتوں کا کیا کہنا! جنت کی نعمتوں اور اس کے حصول کو اللہ تعالیٰ نے الفوز الکبیر قرار دیا ہے جیسے ’’ **ذلك الفوز الكبير**‘‘ یاد رکھنا چاہئے کہ جنت ایک ہے مگر اس کے درجات اور طبقات اور دروازے آٹھ ہیں ہر طبقہ کا الگ نام ہے مثلاً۔

(1)جنة الماوٰى (2)دار المقام(3)دار السلام (4) دار الخلد(5)جنة النعيم(6) الفردوس (7)جنة عدن(8)طوبىٰ. (توضیحات شرح مشکوٰۃ جلد 8 ص 21)

حوران بہشتی کی صفت

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: صبح کو اور شام کو ایک بار خدا کی راہ میں نکلنا دنیا اوور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے اور اگر جنتیوں کسی کی عورت زمین میں کی طرف جھانک لے تو مشرق ومغرب کے درمیان کو روشن ومنور کر دے اور مشرق سے لے کر مغرب تک کی تمام فضاء کو خوشبو سے بھر دے، نکیز اس کے سر کی ایک اوڑھنی دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔(بخاری)

تشریح:۔ یعنی صرف سر پر جو چھوٹا سا دوپٹہ ہوگا وہ دنیا ومافیہا سے افضل ہوگا پورے بدن پر چھایا ہو اور دوپٹہ تو باقی ہے اس لئے بہتر ہے، جنتی عورتوں کے حسن دیکھنے کے لئے آنکھیں بھی ایسی عطا ہونگی جو ان شعاعوں کو برداشت کر سکیں گے۔

جنت کا ایک درخت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک درخت ہیہ اگر کوئی سوار اس درخت کے سائے میں سو برس تک چلتا رہے تب بھی اس کی مسافت ختم نہ ہوگی اور جنت میں تمہارے کمان کی برابر جگہ ان تمامچیزوں سے بہتر وبرتر ہے جن پر آفتاب طلوع یا غروب ہوتا ہے۔
(بخاری ومسلم)

تشریح: یعنی اتنا بڑا درخت ہوگا کہ تیز دوڑنے والا شہسوار اس کے سائے میں سو سال تک سفر کرے گا پھر بی درخت کا سایہ ختم نہیں ہوگا کہتے ہیں کہ یہ شجر طوبی کا درخت ہوگا جسکی ایک ایک شاخ ہر جنتی کے گھر مفیں پہنچی ہوگی۔

جنت کا خیمہ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مومن کو جنت میں جو خیمہ ملے گا وہ پورا ایک کھوکھلا موتی ہوگا جس کا عرض اور ایک اور روایت میں ہے کہ جس کا طول ساٹھ کوس کی مسافت کے بقدر ہوگا، اس خیمہ کے ہر گوشہ میں اس کے اہل خانہ کے آدمی دورے گوشہ کے آدمیوں کونہیں دیکھ

سکیں گے،ان سب اہل خانہ کے پاس مؤمن آتا جاتا رہے گا اور (اس کے علاوہ مومن کے لئے) دو **جنتیں** چاندی کی ہوں گی کہ ان جنتیوں کے برتن ،اور جو کچھ ان جنتوں میں ہوگا (مثلاً مکانات ، فانوس وغیرہ) سب چاندی کے ہوں گے اور دو **جنتیں** چاندی کی ہوں گی کہ ان جنتیوں کے برتن ،اور میں ہر چیز جو اس می ں ہوگی سونے کی ہوگی ،اور جنت العدن می ں جنتیوں اور پروردگار کی طرف سے ان کے دیکھنے کیان ذات باری تعالیٰ کی عظمت وبزرگی کے پردہ کے علاوہ اور کوئی چیز حائل نہیں ہوگی۔ بخاری ومسلم

تشریح:۔’’**لؤ لؤۃ**‘‘ یہ موتی کو کہتے ہیں جو گول ہوتا ہے جسکی عمارت نہایت دلکش ہوگی اور خیمہ مزید ار ہوگا۔ یعنی کئی موتی ملا کر ایک مکان نہیں بنایا گیا ہوگا جس میں جوڑ آتے ہیں بلکہ ایک بڑا موتی ہوگا، گول ہوگا، اندر سے کھوکھلا ہوگا م نہایت سلیقہ کا ہوگا جس دلکش اور بے نظیر مکان تیار گیا ہوگا۔’’ **طولہا**‘‘ یعنی اس خیمہ کا طول وعرض اتنا بڑا ہوگا کہ اگر طول ساٹھ میل پر مشتمل ہوگا تو اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس خیمہ کی چوڑائی کتنی ہوگی اور اگر چوڑائی ساٹھ میل ہوگی تو اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس خیمہ کی لمبائی کتنی وسیع ہوگی بہر حال روایت کے اس اختلاف میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے اصل مقصد اس خیمہ کی کشادگی اور وسعت بیان کرنا ہے۔

’’ **فـــی زاویۃ**‘‘ یعنی اس خیمہ اور اس عظیم الشان عمارت کے ہر کونے میں اس مؤمن کے اہل خانہ ہوں گے۔یرون میں جمع کی ضمیر اھل کی طرف راجع ہے معنوی طور پر اہل بھی جمع ہے۔’’یطوف‘‘ یعنی مؤمنین اپنے اہل وعیال میں مؤمنین کی بیویاں بھی ہوں گی **یـــطــوفــون** میں خاص اشارہ ہے۔

’’**وجنتان**‘‘ یہ نیا کلام ہے **ای وللمؤمنِ جنتان.**

’’ **مـا بین القومُ**‘‘ اس جملہ میں ’’ما‘‘ نافیہ ہے یعنی جہاں اس خیمہ میں مؤمنین کا ٹھکانہ ہوگا وہاں سے اللہ تعالیٰ کے دیدار میں صرف پردۂ کبریائی ہوگا اس کے علاوہ اور کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی اور اور یہ نورانی پردہ بھی حجاب نہیں بنے گا بد دیدار ہی دیدار ہوگا!!

جنت کی نہریں

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں

ان میں سے ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ زمین وآسمان ک درمیان ہے اور فردوس اپنے درجات کے اعتبار سے سب جنتوں سے اعلی وبرتر ہے اور اسی فردوس سے بہشت کی چاروں نہریں نکلتی ہیں اور فردوس ہی کے اوپر عرش الٰہی ہے، پس جب تم خدا سے جنت مانگو تو جنت الفردوس مانگو۔اس روایت کو ترمذی نے نقل کیا ہے۔

تشـــریـــح:۔’’**انھـــا رالـــجـنـۃ**‘‘ عرش کا فرش جنت الفردوس کی چھت ہے یہ سب سے افضل جنت ہے، جنت الفردوس کے نیچے سے چار نہریں بہتی ہیں جو تمام جنتوں میں چلتی رہتی ہیں۔(1) پانی کی نہر (2) شہد کی نہر (3) شراب کی نہر (4) اور دودھ کی نہر، اس کے علاوہ دیگر تین قسم کی نہریں بھی ہوں گی جن تذکرہ قرآن کریم میں ہے۔(1) تسنیم:۔یہ لطیف پانی ہے جو جنت کی ہوا میں جاری رہے گا۔ (2) **زنجبیل اور سلسبیل**: یہ گرم مزاج کا پانی ہے جیسے قہوہ اور چائے ہے۔(3) کافور: اس چشمہ اور نہر کا مزاج سرد اور ٹھنڈا ہوگا جیسے ٹھنڈے مشروبات ہوتے ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ان مشہور چار نہروں کے بارے میں اس طرح ارشاد ہے:

﴿فیھا انھار من مآء غیر اٰسن وانھار من لبن لم یتغیر طعمہ وانھار من خمر لذۃ للشاربین وانھار من عسل مصفیٰ﴾ سبحان اللہ اللّٰھم ارشقنا جنۃ الفردوس ونعیمھا والنھار وتسنیمھا وز نجبیلھا وسلسبیلھا!!

جنت کا ایک بازار

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک بازار ہے جس مین ہر جمعہ کو لگ جمع ہوا کریں ور وہاں شمالی ہوا چلے گی جو جنتیوں کے چہرے اور کپڑوں پر بھر جائے گی جس سے وہاں موجود جنتیوں کے حسن وجمال میں اضافہ ہوجائے گا اور پھر جب وہ لوگ بہت زیادہ حسین وجمیل بن کر اپنے گھر والوں کے پاس واپس آئیں گے تو وہ گھر والے ان سے کہیں گے کہ خدا کی قسم ہم سے الگ ہو کر تم نے اپنے حسن وجمال کو کتنا بڑھا لیا ہے؟ اس کے جواب میں وہ کہیں گے کہ قسم بخدا ہمارے جانے کے بعد تم نے بھی تو اپنے حسن وجمال کو بڑھا لیا ہے۔(مسلم)

تشریح:۔ یعنی بازار سے مراد حسن و جمال کی افزائش اور اس کے بڑھنے کا مرکز ہے جہاں جنتی لوگ ہر جمعہ میں جمع ہوا کریں گے اور ان کے حسن میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ یعنی یہ شمالی ہوا ان لوگوں کے شہروں پر مشک و عنبر اور خوشبو چھڑک دیگی اس عمل کو آپ خوشبو کا اسپرے کہہ سکتے ہیں۔

"حسنًا وجمالًا" یہ حسن و جمال اسی مشک و عنبر اور خوشبو کے اسپرے کی وجہ سے بڑھے گا، اس بازار حسن کا اپنا ایک پرتَو بھی ہوگا جس سے سب لوگ حسن میں بڑھ جائیں گے ادھر گروں میں خواتین کا حسن بھی بڑھ جائے گا دونوں ایک دوسرے کو حسین وجمیل ہونے کی داد دیں گے۔

جنت کی نعمتوں کا تفصیلی بیان

حضرت ابو ہریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جو لوگ جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے وہ چودہویں رات کے چاند کی طرح روشن و منور ہونگے اور ان کے بعد جو لوگ داخل ہوں گے وہ استارے کی مانند روشن و چمکدار ہوں گے جو آسمان پر بہت تیز چمکتا ہے، تمام جنتیوں کے دل ایک شخص کے دل کی مانند ہوں گے، نہ تو ان میں کوئی باہمی اختلاف ہوگا اور نہ وہ ایک دوسرے سے کوئی بغض وعداوت رکھیں گے، ان میں سے ہر ایک شخص کے لئے حورعین میں سے دو دو دو بیویاں ہوں گی، ان کی پنڈلیوں کی ہڈی کا گودا ہڈی اور گوشت کے باہر سے نظر آئے گا، تمام جنتی صبح وشام اللہ تعالیٰ کو یاد کریں گے وہ نہ تو بیمار ہوں گے، نہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ کریں گے، نہ تھوکیں گے اور نہ رینٹھ نکالیں گے، ان کے برتن سونے چاندی کے ہوں گے، ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی، ان کی انگیٹھیوں کا ایندھن ان کا پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہوگا اور سارے جنتی ایک شخص کی سی عادت وسیرت کے ہوں گے نیز وہ سب شکل وصورت میں باپ آدم کی طرح ہوں گے اور ساٹھ گز اونچا قدر رکھتے ہوں گے۔ (بخاری ومسلم)

تشریح:۔ یعنی باہم اتفاق واتحاد ہوگا اختلاف نہیں ہوگا اور سب نیک ہوں گے۔

"الحور العین" وہ حوریں دنیا کی عورتوں سے ہوں گی جو جنت کی حوروں سے اعلیٰ ہوں گی اور باقی ستر حوریں جنت کی ہوں گی۔ "یری مخ" یعنی یہ حوریں اتنی خوبصورت اور صاف وشفاف ہوں گی کہ ستر

جوڑوں اور پھر گوشت اور پھر ہڈیوں کے اندر ان کی پنڈلیوں میں جسم کا گودا نظر آئے گا اس میں خوبصورتی کے ساتھ ساتھ اس طرف بھی اشارہ ہے کہ حوروں کی طرف دیکھنے سے کوئی کدورت اور کوئی نفرت پیدا نہیں ہوگی بلکہ رغبت پیدا ہوگی۔ یہاں یہ بات بھی عرض کروں کہ اللہ تعالیٰ نے حوران بہشتی کی اس کیفیت اور صفت پا میں ایک مچھلی کی نسل چلائی ہے جس کو شیشہ مچھلی کہتے ہیں اس مچھلی کو باہر سے دیکھنے والا جب دیکھتا ہے تو اس کے پیٹ کے اندر آنتیں وغیرہ سب کچھ نظر آجاتا ہے میں نے خود کلفٹن کراچی کے ماہی خانہ میں اس مچھلی کو دیکھا ہے جس سے ذرا شبہ باقی نہیں رہتا کہ گوشت پوست اور ہڈیوں کے انگودا کیسے نظر آتا ہے، بہر حال نظر آنا کوئی محال چیز نہیں ہے۔ یعنی جنت میں لوگ جو عبادت یا تسبیح کریں گے یہ امور تکلیفیہ میں سے نہیں بلکہ ایک طبعی عمل ہوگا جس طرح سانس لینے میں تکلیف نہیں ہوتی یہ تسبیحات بھی اسی طرح ہوگی۔

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جنتی لوگ جنت میں کھائیں گے، پئیں گے، لیکن نہ تھوکیں گے، نہ پیشاب کریں گے، نہ پاخانہ کریں گے، اور نہ ناک سنکیں گے، یہ سن کر بعض صحابہ نے عرض کیا کہ پھر کھانے کے فضلہ کا کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: کھانے کا فضلہ ڈکار اور پسینہ ہو جائے گا جو مشک کی مانند ہوگا اور جنتیوں کے دل میں تسبیح وتحمید کا ورد اور ذکر الٰہی اس طرح ڈال دیا جائے گا جیسے سانس جاری ہے۔ (مسلم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جو بھی شخص جنت میں داخل ہوگا عیش وعشرت میں رہے، گا نہ فکر وغم اس کے پاس پھٹکے گا، نہ اس کے کپڑے میلے پرانے ہوں گے اور نہ اس کا شباب فنا ہوگا۔ (مسلم)

تشریح:۔ یعنی اہل جنت نہ کسی غم میں ہوں گے اور نہ کسیقر وفاقہ کے شکار ہوں گے۔

"یعنی" یہ کپڑوں کا پھٹا پرانا ہونا مراد ہے کہ ایسا نہیں ہوگا مطلب یہ ہے کہ اہل جنت کی نعمتوں پر کوئی زوال نہیں آئے گا جبکہ دنیا کی ہر نعمت زوال پذیر ہے۔

الا کل شیء ما خلا اللہ باطل   وکل نعیم لا محالۃ زائل

اورحضرت ابوسعید خدری وحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک منادی کرنے والا یہ منادی کرے گا (کہ اے جنتیو!) تم صحت وتندرستی کے ساتھ رہو! تمہیں کبھی بھی کوئی بیماری لاحق نہیں ہوگی، تم ہمیشہ ہمیشہ زندہ سلامت رہو موت کبھی تمہارے پاس نہیں آئے گی، تم سدا جوان رہو! بڑھاپا کبھی تمہارے پاس نہیں پھٹکے گا اور تم عیش وعشرت کی زندگی گزارو! کسی بھی طرح کے فکر وغم اور رنج والم کا تم تک گزر بھی نہیں ہوگا۔ (مسلم)

اورحضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جنتی اپنے اوپر کے بالاخانے والے لوگوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم لوگ اس روشن ستارے کو دیکھتے ہو جو آسمان کے مشرقی یا مغربی افق میں ہوتا ہے اور اس کا تعلق فرق مراتب سے ہوگا جو اہل جنت کے درمیان پایا جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! بالاخانے اور اوپر کے پرشکوہ محلات کیا انبیاء کے مکان ہوں گے جن تک انبیاء کے سوا کسی کی رسائی نہیں ہوگی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! ان بلند وبالا محلات اور بالاخانوں تک ان لوگوں کی بھی رسائی ہوگی جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔ (بخاری ومسلم)

اورحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایسے لوگوں کی کتنی ہی جماعتیں داخل ہوگی جن کے دل پرندوں کے دلوں کی مانند ہیں۔ (مسلم)

تشریح: یعنی جنت میں ایسی کئی مخلوقات جائیں گی جن کے دل خوف خدا میں اور نرمی میں پرندوں کے دلوں کی طرح نرم ہوں گے پرندہ ذرا سا خوف دیکھ کر بھاگ جاتا ہے یا توکل اور بھروسہ میں ان کے دل پرندوں کے دلوں کی طرح متوکل ہوں گے۔

جنت میں اللہ تعالیٰ کی دائمی رضا

اورحضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جنتیوں کو آواز دے گا کہ اے جنتیو! تمام جنتی جواب دیں گے کہ ہمارے پروردگار ہم حاضر ہیں، تیری خدمت میں موجود ہیں، تمام تر بھلائی تیرے ہی قبضۂ قدرت اور ارادے میں ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم مجھ سے

راضی وخوش ہو؟ وہ عرض کریں گے کہ پروردگار! بھلا ہم آپ سے راضی وخوش کیوں نہیں گے آپ نے تو ہمیں وہ بڑی سے بڑی نعمت اور سرفرازی عطا فرمائی ہے جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی عطا نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں اس سے بھی بڑی اور اس سے بھی بہتر نعمت تمہیں عطا نہ کروں؟ وہ کہیں کہ پروردگار اس سے بھی بڑی اور اس سے بھی بہتر نعمت اور کیا ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تمہیں اپنی رضا وخوشنودی عطا کروں گا اور پھر تم سے کبھی ناخوش نہیں ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

تشریح: یعنی میں اب تم پر اپنی رضا اور اپنی خوشنودی اتارتا ہوں، اب میں ہمیشہ تم سے راضی رہوں گا اور کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔ ارشاد اعلیٰ ہے **﴿ورضوان من اللہ اکبر﴾**

جنت میں جو چاہو مانگو

اورحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں جو شخص سب سے ادنیٰ درجہ اور کمتر مقام کا جنتی ہوگا اس کا یہ مرتبہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ تم جو آرزو رکھتے ہو بیان کرو اور جو کچھ چاہتے ہو مانگو، وہ اپنی آرزوئیں ظاہر کرے گا اور بار بار ظاہر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا تم اپنی آرزوئیں بیان کر چکے؟ وہ عرض کرے گا کہ ہاں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے جو آرزوئیں بیان کیں اور جو کچھ مانگا نہ صرف وہ بلکہ اسی قدر مزید عطا کیا جائے گا۔ (مسلم)

وہ چار دریا جن کی جڑیں جنت میں ہے

اورحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: سیحان، جیحان، فرات اور نیل، ان سب دریاؤں کا تعلق جنت کی نہروں اور چشموں سے ہے۔ (مسلم)

تشریح: . **"سیحان وجیحان"** دریائے نیل مصر میں اور دریائے فرات کوفہ اور بغداد کے پاس ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، ہاں دریائے جیحون اور دریائے سیحون کے تعین میں اختلاف ہے، زیر بحث حدیث میں سیحان اور جیحان دو دریاؤں کا جو نام آیا ہے یہ دونوں دریا بلاد عواصم میں مصیصہ اور طرطوس کے درمیان واقع ہیں اور جیحون وسیحون کے نام سے مشہور دریاؤں کا جو نام آیا ہے یہ دونوں دریا بلاد عواصم میں مصیصہ اور طرطوس کے درمیان واقع ہیں اور جیحون وسیحون کے نام سے مشہور ہیں، دونوں

دریا شام کی سرزمین میں واقع ہیں اور بحر روم میں آ کر گرتے ہیں اس کے برعکس علاقہ بلخ اور علاقہ ترک میں بھی دو نہریں ہیں وہ بھی سیحون اور جیحون کے نام سے مشہور ہیں، ایک کا نام نہر الترک ہے اور دوسری کا نام نہر بلخ ہے، اس حدیث میں یہ دو نہریں مراد نہیں ہیں بلکہ شام والی دو بڑی نہریں مراد ہیں'' ''**من انھار الجنۃ**'' یعنی یہ چار نہریں فوائد میں جنت کی چار نہروں سے مشابہ ہیں اسی لئے اسکو **انھار الجنۃ** کہا گیا، یا مطلب یہ ہے کہ زمین میں بہنے والی ان چار نہروں کا اصل مادہ اور مرکز جنت میں بہنے والی چار نہریں ہیں جو عرش کے نیچے **سدرۃ المنتھی** سے جاری ہوتی ہیں اور جنتوں میں بہتی ہیں پھر انہی کا پانی دنیا کی طرف آ گیا اور جیحون و سیحون اور نیل و فرات سے مشہور ہوا اسی لئے ان کو **انھار الجنۃ** کہا گیا ہے۔

جنت کی وسعت اور لوگوں کی کثرت

اور حضرت عتبہ بن غزوان کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ (آپ ﷺ نے فرمایا) اگر دوزخ کے کنارے سے کوئی پتھر گرایا جائے تو وہ ستر برس تک نیچے لڑھکتا چلا جائے گا اور دوزخ کی تک تک نہیں پہنچے گا، خدا کی قسم! دوزخ پوری بھر جائے گی اور ہمارے سامنے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بھی ذکر کیا گیا کہ جنت کے کسی بھی ایک دروازے کے دونوں بازوؤں کے درمیان چالیس برس کی مسافت کا فاصلہ ہے اور ایک دن ایسا ہوگا کہ جنت اتنی وسعت کے باوجود بھری ہوئی ہوگی۔ (مسلم)

تخلیق کائنات کا پس منظر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مخلوق کو کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا پانی سے۔ پھر ہم نے پوچھا کہ جنت کس چیز سے بنی ہے؟ فرمایا جنت کی ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی، اس کا گارا تیز خوشبودار خاص کس چیز سے بنی ہے؟ فرمایا جنت کی ایک اینٹ چاندی کی، اس کا گارا تیز خوشبودار خاص مشک کا ہے، اس کی کنکریاں موتی اور یا قوت کی طرح ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے جو شخص اس میں داخل ہوگا عیش وعشرت میں رہے گا کبھی کوئی رنج وفکر نہیں دیکھے گا، ہمیشہ زندہ رہے گا، مرے گا نہیں، نہ اس کا لباس پرانا اور بوسیدہ ہوگا اور نہ اس

کی جوانی فنا ہوگی۔ (توضیحات شرح مشکوۃ جلد: 8 ص 30: بحوالہ: احمد، ترمذی، دارمی)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فمایا جنت میں جو بھی درخت ہے اس کا تنا سونے کا ہے۔ (ترمذی) اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان سو برس کی مسافت کا فاصلہ ہے۔

اس روایت کو ترمذی نے نفقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں اگر تمام عالم کے لوگ ان میں سے کسی بھی ایک درجہ میں جمع ہو جائیں تو وہ سب کے لئے کافی ہوگا۔

اس روایت کو ترمذی نے نقل کیا اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

جنت کی فرش

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿**وفرش مرجوعۃ**﴾ ''اونچے اونچے فرش اور بچھونے ہوں گے'' کی تفسیر میں فرمایا کہ ان بچھونوں کی بلندی اتنی ہوگی جتنی کہ آسمان اور زمین کے درمیان مسافت ہے یعنی پانچ سو برس کا راستہ۔ اس روایت کو ترمذی نے نقل کیا ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

''**فرش مرجوعۃ**'' فرش سے قالین اور بستر وغیرہ مراد ہیں اس کے اونچے اور بلند ہونے کی صورت یہ ہوگی کہ نچلے درجہ کے لوگ اوپر درجوں کے بالا خانوں کو جب دیکھیں گے تو وہاں کے فروش اور ان کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہوگا جو پانچ سو سال کا ہوگا۔

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جنت میں جو لوگ سب سے پہلے داخل ہوں گے ان کے چہرے چودہ ہویں رات کے چاند کی طرح روشن چمکدار ہوں گے اور دوسری جماعت کے لوگ ان کے چہرے آسمان کے اس ستارے کی طرح روشن وچمکدار ہوں گے جو سب سے زیادہ چمکتا ہے، نیز ان ان میں سے ہر شخص کے لئے دو بیویاں ہوں گی اور

ہر بیوی کے جسم پر (لباس کے) ست جوڑے ہوں گے، ان کی پنڈلیوں کے اندر کا گودا ستر جوڑوں میں سے نظر آتا ہوگا۔ (ترمذی)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت میں مؤمن کو جنسی اختلاط کی اتنی اتنی قوت عطا کی جائے گی، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کیا ایک مرد اتنی عورتوں جنسی اختلاط کی طاقت رکھے گا؟ آپ نے فرمایا ایک جنتی کو سو مردوں کی قوت عطا کی جائے گی۔ (ترمذی)

جنت کے نظارے

اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت کی چیزوں میں سے اگر ناخن کے برابر بھی کوئی چیز دنیا میں آجائے تو آسمان وزمیں کے اطراف وجوان ب تک کی دنیا کی ہر چیز رونق پا جائے اور حقیقت یہ ہے کہ اگر جنتیوں میں سے کوئی شخص دنیا کی طرف جھانکے اور اس کے کڑے نمایاں ہو جائیں تو ان کی چمک دمک سورج کی روشنی کو ماند کر دے جیسا کہ سورج ستارون کی وشنی کو ماند کر دیتا ہے۔ (ترمذی نے نقل کیا اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے)

جنت کے جوان

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جنتی بغیر بالوں کے امردہ ہوں گے، ان کی آنکھیں سرمگیں ہوں گی، ان کا شباب کبھی فنا نہ ہوگا اور ان کے کپڑے کبھی پرانے نہ ہوں گے (ترمذی، دارمی)

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ جنت کے جوانوں کے جسم پر زائد بال نہیں ہوں گے مثلاً زیر ناف بال اور ڈاڑھی کے بال اور عام جسم کے بال نہیں ہوں گے البتہ سر اور آبرو کے بال ہوں گے۔

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنتی جنت میں اسطرح داخل ہوں گے کہ ان کا بدن بالوں سے صاف ہوگا، بے داڑھی کے جوان ہوں گے، ان کی آنکھیں سرمگیں ہوں گی اور تیس یا تینتیس (30یا33) سال کی عمر کے لگیں گے۔ (ترمذی)

تشریح:۔ "او ثلاثین" یہ اوشک کے لئے ہے، راوی کو اس میں شک ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تیس

سال فرمایا یا تینتیس سال فرمایا تھا بہرحال جو بھی ہو یہ عمر نہایت عمدہ جوانی کی عمر ہوتی ہے اور چہرہ کا یہ منظر نہایت دلکش ہوتا ہے۔

اور حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس وقت جب کہ رسول کریم ﷺ کے سامنے سدرۃ المنتہیٰ کا ذکر کیا گیا، میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی سوار اس کی شاخوں کے سائے میں سو سال تک چلتا رہے یا یہ فرمایا کہ اس کے سائے میں بیک وقت سوسو۲ار آرام کر سکیں گے، اس درخت پر سونے کی ٹڈیاں ہیں گویا اس کے پھل مٹکوں کے برابر ہیں۔ اس روایت کو ترمذی نے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

شیریں کوثر

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ سے کوثر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے یعنی جنت میں اس نہر کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے، اس میں ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں اونٹ کی گردنوں کی طرح لمبی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ وہ پرندے تو بہت فربہ اور تنومند ہوں گے! آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ان پرندوں کو کھانے والے ان پرندوں سے بھی زیادہ توانا اور خوشحال ہوں گے۔ (ترمذی)

جنت میں ہر تمنا پوری ہوگی

اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا جنت میں گھوڑے بھی ہوں گے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں جنت میں داخل کیا اور تم نے گھوڑے پر سوار ہونے کی خواہش ظاہر کی تو تمہیں جنت میں سرخ یاقوت کے گھوڑے پر سوار کیا جائے گا اور تم جنت میں جہاں جانا چاہو گے وہ گھوڑا ابرق رفتاری کے ساتھ دوڑے گا اور اڑ کر تمہیں لے جائے گا، آپ سے ایک اور شخص نے سوال کیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! کیا جنت میں اونٹ بھی ہوں گے؟ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اس شخص کو وہ جواب نہیں دیا جو آپ نے اس کے ساتھی کو دیا تھا، بلکہ آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں جنت میں پہنچا دیا تو وہاں تمہیں ہر وہ چیز ملے گی جس کو تمہارا

دل چاہے گا اور تمہاری آنکھیں پسند کریں گی۔(ترمذی)

جنت میں امت محمدیہ کا تناسب

اورحضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے کہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جنتیوں کی ایک سوبیس صفیں ہوں گی، ان میں سے اسی (80) صفیں اس امت کی ہوں گی اور چالیس صفیں دوسری امتوں کے لوگوں کی۔

اس روایت کو ترمذی شریف نے اور دارمی نے اور بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں نقل کیا ہے۔

تشریح:۔اس حدیث میں اہل محشر کی 120 صفوں کا ذکر ہے جن میں اس امت کی اسی (80) صفوں کا بیان ہے جو دوگنا زیادہ ہیدوسری حدیثوں میں نصف اہل جنت کا ذکر ہے یہ واضح تعارض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وحی کے ذریعہ سے پہلے ایک تناسب کا ذکر تھا پھر اللہ تعالیٰ کی مزید مہربانی سے اضافہ ہوا تو نصف سے زیادہ ہوگیا اب اعتراض نہیں رہا۔

اورحضرت سالم تابعی اپنے والد محترم سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جنت کے جس دروازے سے میری امت کے لوگ داخل ہوں گے اس کی چوڑائی اس سوار کی تین دن یا تین سال کی مسافت کے بقدر ہوگی جو گھوڑے کو تیز دوڑانا خوب جانتا ہے، پھر بھی وہ لوگ اس دروازے سے داخل ہوتے وقت نہایت تنگی محسوس کریں گے یہاں تک کہ ان کے کاندھے ایک دوسرے سے رگڑ کھائیں گے۔اس روایت کو ترمذی نے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے،

حوران بہشتی کی گیت

اورحضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جنت میں حوران عین کے اجتماع کی ایک جگہ ہوگی اور وہ وہاں ایسی بلند آواز سے گیت گائیں گی مخلوقات میں سے کسی نے ایسی آواز کبھی نہیں سنی ہوگی، وہ حوریں اس طرح کا گیت گائیں گی ''ہمیں زندگی میں دوام حاصل ہے ہم کبھی موت کی آغوش میں نہیں جائیں گی، ہم عیش وچین کے ساتھ رہنے والی ہیں ہم سختی وپریشانی کبھی نہیں دیکھیں گی، ہم اپنے پروردگار یا اپنے خاوندوں سے راضی وخوش رہنے والی ہیں، ہم کبھی ناخوش نہیں ہوں گی، ہر اس شخص کے لئے مبارک باد ہے جو ہمارے لئے ہے اور ہم اس کے لئے ہیں۔ (ترمذی)

اورحکیم ابن معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جنت میں پانی کا دریا ہے اور شہد کا دریا ہے اور دودھ کا دریا ہے اور شراب کا دریا ہے اور پھر ان دریاؤں سے اور نہریں نکلیں گی،(ترمذی) اور دارمی نے اس روایت کو معاویہ رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔

حوران بہشتی کی لطافت

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جنتی شخص جنت میں ستر مسندوں کا تکیہ لگا کر بیٹھے گا قبل اس کے کہ یہ ایک پہلو سے دوسرا پہلو بدلے، پھر جنت کی عورتوں میں سے ایک عورت اس کے پاس آئے گی اور اس کے کاندھے پر ٹھوکا دے گی، وہ مرد اس کی طرف متوجہ ہوگا، تو اس کے رخساروں میں جو آئینہ سے زیادہ صاف وروشن ہوں گے اپنا چہرہ دیکھے گا اور حقیقت یہ ہے کہ اس عورت کے زیور کا ایک معمولی سا موتی بھی اگر وہ دنیا میں آجائے تو مشرق سے مغرب تک کو روشن ومنور کردے، بہرحال وہ عورت اس مرد کو سلام کرے گی اور مرد اس کے سلام کا جواب دے گا اور پوچھے گا تم کون ہو؟ وہ کہے گی کہ میں ''مزید'' میں سے ہوں۔صورت حال یہ ہوگی کہ اس عورت کے جسم پر ستر کپڑوں کا لباس ہوگا اور اس مرد کی نظر عورت کے اس لباس میں سے بھی پار ہوجائے گی یہاں تک کہ وہ مرد اس عورت کی پنڈلی کے گودے کو لباس کے پیچھے۔دیکھے گا اور اس عورت کے سر پر تاج رکھے ہوں گے اور ان تاجوں کا معمولی سا موتی بھی ایسا ہوگا کہ وہ تو مشرق سے مغرب تک کو روشن کردے۔ (احمد)

جنت میں زراعت کی خواہش کی تکمیل

اورحضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک دیہاتی مسلمان بیٹھا ہوتھا اور آپ یہ حدیث ارشار رہے تھے کہ جنتیوں میں ایک شخص اپنے پروردگار سے کھیتی کی اجازت طلب کرے گا، خداوند تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ جو کچھ تم چاہتے ہو وہ موجود نہیں ہے؟ وہ شخص عرض کرے گا کہ بے شک یہاں سب کچھ موجود ہے لیکن ڈالے گا اور پلک جھپکتے ہی سبزہ اگ آئے گا اور جب ہی کھیتی بڑھ پک کرخت جائے گی اور پہاڑ کے برابر غلے کے انبار لگ جائیں گے، تب اللہ تعالیٰ اس شخص سے فرمائے گا ابن آدم! دیکھ تیری خواہش پوری ہوگئی۔حقیقت یہ ہے کہ تیری حرص کا پیٹ تو کوئی چیز نہیں بھر

تی۔راوی کہتے ہیں کہ وہ دیہاتی کہنے لگا خدا کی قسم !وہ شخص یقیناً یا تو قریشی ہوگا یا انصاری، کیونکہ یہی لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں جہاں ہم صحراءنشین دیہاتیوں کا تعلق ہے تو کھیتی باڑی سے ہمارا کوئی واسطہ ہی نہیں ہے، پس رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے۔(بخاری شریف)

جنت میں نیند کی ضرورت نہیں ہوگی

اورحضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول کریم ﷺ سے پوچھا کہ کیا جنتی سوئیں گے؟ آپ نے فرمایا: نیند یعنی سونا موت کا بھائی ہے اور ظاہر ہے کہ جنتی مریں گے نہیں۔اس روایت کو بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے۔

آخر میں جنت کے حصول کے بارے میں بندہ کے دل کی ایک آواز بھی سماعت فرمالیں جو بندہ کے اپنے انداز میں ہے۔

خدایه جنت زما نصیب کړے
په سپین ګیره ډیر فریاد ورته کومه
زما الله رحمان غفور رحیم دے
زه له هغه ده مغفرت اُمید کومه
رسول ﷺ به سفارش کړی مونګ به تول جنت له زون

جنت کے حسین مناظر

جنت کی طرف دوڑ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ (سورۃ آل عمران:133)

(ترجمہ)اور مغفرت کی طرف دوڑو جو تمہارے پروردگار کی طرف سے (نصیب) ہو،اور دوڑو جنت کی طرف (یعنی ایسے نیک کام اختیار کرو جس سے پروردگار تمہاری مغفرت کردیں اور تم کو جنت عنایت

ہو،اور وہ جنت ایسی ہے)جس کی وسعت ایسی (تو) ہے (ہی) جیسے سب آسمان اور زمین (اور زیادہ کی نفی نہیں چنانچہ واقع میں زائد ہونا ثابت ہے اور)وہ تیار کی گئی ہے خدا سے ڈرنے والوں کیلئے۔

(فائدہ)اس آیت میں مسلمانوں کو جنت کی ترغیب فرماتے ہوئے اس کی طرف دوڑنے کا حکم دیا گیا ہے اور پرہیزگار ہی جو خدا کے فرمانبردار اور گناہ سے دور رہنے والے ہیں ان کیلئے تیار کی گئی ہے۔ اعمال جنت کی قیمت نہیں ہیں لیکن عادت اللہ یہی ہے کہ اللہ پاک اپنے فضل سے اسی بندے کو نوازتا ہے جو اعمال صالحہ کرتا ہے۔(جنت کے حسین مناظر ص:58)

تمہیں کیا معلوم تمہارے لئے کیا کیا انعام چھپا رکھے ہیں

(حدیث)حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں میں جناب رسول ﷺ کی مجلس مبارک میں حاضر ہوا آپ نے اس میں جنت کی توصیف فرمائی یہاں تک کہ آپ نے اس کے اخیر میں یہ ارشاد فرمایا کہ جنت میں وہ کچھ ہے جس کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور کسی کان نے نہیں سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گذرا پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (سورہ سجدہ:17.16)

(ترجمہ)ان کے پہلو خوابگاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں (خواہ فرض عشاء کیلئے یا تہجد کیلئے بھی،اور خالی علیحدہ ہی نہیں ہوتے بلکہ)اس طور پر (علیحدہ ہوتے ہیں) کہ وہ لوگ اپنے رب کو (عذاب) خوف اور (جنت کی)امید سے پکارتے ہیں (یعنی ان کو جہنم سے پناہ اور جنت کے حصول کی فکر لگی رہتی ہے)اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔سو کسی شخص کو خبر نہیں جو جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کیلئے خزانہ غیب میں موجود ہے۔یہ ان کے اعمال (صالحہ) کا صلہ ملا ہے۔

اس آیت میں مسلمانوں کو اعمال صالحہ کے ساتھ جنت کے حصول کی ترغیب فرمائی ہے خصوصاً رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی ایسی بڑی جزاء بیان فرمائی ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تہجد گزاروں اور رات کے وقت اللہ تعالیٰ کیلئے عبادت اور ذکر الٰہی میں جاگنے والوں کیلئے۔ جنت کے یہ بڑے بڑے

انعامات ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ: **قال اللہ تعالیٰ اعددت لعبادی الصالحین مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر قال ابوھریرۃ اقرؤا ان شئتم ﴿فَلَا تَعْلَمُ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾** (بخاری، ترمذی: 3292)

شوق جنت میں ایک صحابی کا انتقال

(حدیث) حضرت ان زیدؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے **ھل اتی علی الانسان حین من الدھر** تلاوت فرمائی یہ جس وقت نازل ہوئی اس وقت آپ ﷺ کے پاس ایک سیاہ فام آدمی بیٹھا تھا جو آپ ﷺ سے سوال کررہا تھا تو حضرت عمر بن خطابؓ نے اسے فرمایا تمہارے لئے اتنا کافی ہے حضور ﷺ پر بوجھ نہ ہو۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے ابن خطاب اسے چھوڑو۔ فرمایا جب یہ سور نازل ہوئی اس وقت یہ آدمی آپ ﷺ کے پاس موجود تھا جب آپ ﷺ نے یہ سورۃ اس کے سامنے پڑھی اور جنت کے حالات پر پہنچے تو اس نے ایک دم چیخ ماری جس سے اس کی روح نکل گئی۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارے ساتھی (یا تمہارے بھائی) کی روح جنت کے شوق نے نکالی ہے۔ (التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ قرطبی ص: 439)

جنت کا طالب جنت کی محنت کرے

(حدیث) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
ما رأیت مثل الجنۃ نام طالبھا، ولا رأیت النار نام ھاربھا.
(ترجمہ) میں نے جنت کی مثال نہیں دیکھی جس کا طالب سو گیا ہے اور نہ دوزخ جیسی (مصیبت اور عذاب) دیکھا ہے جس سے بھاگنے والا بھی سو گیا ہے۔ (فائدہ) اس میں بھی طلب جنت کی خوب ترغیب دی گئی ہے۔ (صفۃ الجنہ ابو نعیم ص 57\ج 1، ترمذی: 2601)

جنت کی امید رکھنے والا جنت میں جائے گا

(حدیث) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **انما یدخل الجنۃ من**

یرجوھا۔ (کنز العمال (5866)، درمنثور (6\314))
(ترجمہ) جنت میں وہی داخل ہوگا جو اس کی امید رکھے گا (لہٰذا ہم سب مسلمانوں کو اس کا امیدوار رہنا چاہئے)۔ (فائدہ) ایک حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے یہ بیان فرمایا ہے اس لئے جنت میں جانے کی خوب خوب حرکرنی چاہئے۔

جنت کی چاردیواری

سونے چاندی اور کستوری کی دیوار

(حدیث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنت کی چاردیواری ایک اینٹ سونے اور ایک اینٹ چاندی سے بنائی گئی، اس کے درجات یاقوت اور لؤلؤ کے ہیں۔ (مصنف عبدالرزاق 11\416)

جنت کے اردگرد سات فصیلیں اور آٹھ پل

(حدیث) جنت کے اردگرد سات فصیلیں اور آٹھ پل ہیں جنہوں نے تمام جنت کو گھیرے میں لے رکھا ہے سب سے پہلی چار دیواری چاندی کی ہے، دوسری سونے کی ہے، تیسری سونے اور چاندی کی ہے، چوتھی لؤلؤ کی ہے پانچویں یاقوت کی ہے، چھٹی زبرجد کی ہے، ساتویں ایسے نور کی ہے جو چمک رہا ہے۔ ہر دو فصیلوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اور اس کے آٹھ دروازے........ ایک قوت کا ہے ایک زبرجد کا ہے دروازے کے ہر دو پٹوں کے درمیان چالیس سال کے سفر کا فاصلہ ہے۔

جنت کی دیوار

(حدیث) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ اللہ عزوجل نے جنت کی ایک دیوار کھینچی ہے جس کی ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی ہے۔ جب فرشتوں نے جنت کے حسین اور چمک دمک کو دیکھا تو کہنے لگے (اے جنت) بادشاہوں (یعنی مسلمانوں) کے محلات کی تمہیں خوشخبری ہو۔ (درمنثور: جلد 1 ص 37)

جنت کی زمین چاندی کی ہے آئینہ کی طرح

حضرت ابوزمیل نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ جنت کی زمین کس چیز کی ہے؟ آپ نے فرمایا (یہ) چکنی سفید چاندی سے بنائی گئی ہے گویا کہ وہ آئینہ ہے۔

خیمے

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتے ہیں:۔ **حُورٌ مَّقْصُورٰتٌ فِی الْخِیَامِ.** (سورۃ الرحمن :72)

(ترجمہ) حوریں ہیں رکی رہنے والیاں خیموں میں۔

ساٹھ میل کا خول دار خیمہ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:

ان لـلـمـؤمـن فـی الجنۃ لخیمۃ من لؤلؤۃ واحدۃ مجوفۃ طولھا ستون میلا،فیھا اھلون یطوف علیھم المؤمن فلایری بعضھم بعضاً. (بخاری بدء الخلق ب8،مسلم: 2838،33فی الجنۃ)

(ترجمہ) جنت میں مؤمن کیلئے ایک ہی موتی کا ایک خول دار خیمہ ہوگا جس کی لمبائی ساٹھ میل تک ہوگی اس میں مؤمن کی بیویاں ہوں گی، مؤمن ان سب کے پاس جا کر صحبت کرے گا وہ بیویاں ایک دوسری کو (اس حالت میں) نہیں دیکھ سکیں گی۔ (فائدہ) یہ خیمے نہ تو بالا خانے ہوں گے اور نہ محلات بلکہ یہ باغات میں اور نہروں کے کنارے پر قائم کئے گئے ہوں گے۔ (حادی الاروح:275)

خیمے کیوں لگائے گئے

حضرت ابوسلیمان (دارانیؒ) فرماتے ہیں حورعین از سرنو پیدا کی جاتی ہے جب اس کی تخلیق مکمل ہو جاتی ہے تو فرشتے ان پر خیمے نصب کر دیتے ہیں۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا(311)۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کے خیمے اس وقت نصب کرتے ہیں جب وہ جوان ہوتی ہے کیونکہ نوجوان لڑکی کی عادت یہ ہے کہ وہ پردہ کے ساتھ علیحدگی کو پسند کرتی ہے یہاں تک کہ اس کو اس کا خاوند لے جائے اسی طرح سے اللہ تعالیٰ سبحانہ نے بھی حوروں کو پیدا کیا اور ان کو خیموں کے پردوں میں پابند کر دیا یہاں تک کہ ان کو اپنے اولیاء (دوستوں) کے ساتھ جنت میں ملا دے۔ (حادی الاروح:ص276)

پسندیدہ بیویوں کے خیمے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمان کی ایک بہت پسندیدہ بیوی ہوگی، اور ہر پسندیدہ بیوی کیلئے ایک خیمہ ہوگا اور ہر خیمہ کے چار دروازے ہوں گے، ہر دروازے سے روزانہ ایک ہدیہ، تحفہ اور کرامت اس بیوی کے پاس پہنچے گا جو اس سے پہلے حاصل نہ ہوا ہوگا، یہ بیویاں نہ تو (خاوندوں کے سامنے) اکڑفوں دکھانے والی ہوں گی نہ اونچا بولنے والی ہوں گی، (نہ ان کے مونہوں سے) بدبو آئے گی، نہ نافرن ہوں گی یہ حورعین گی چھپائے ہوئے لعل کی طرح۔

(مسنداحمد(4\400\411،419۔)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خیمہ خول دار ہوگا آٹھ کلومیٹر میں، اس کے (دروازوں کے) چار ہزار سونے کے پٹ (کواڑ) ہوں گے۔ (ترغیب وترہیب4\516،عبدالرزاق(20882)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خیمہ ایک ہی گوہر کا ہوگا جس کے ستر دروازے ہوں گے جو ایک ہی گوہر سے بنائے گئے ہوں گے۔ (زوائد زہد ابن لمبارک(250)تفسیر طبری27\84،درمنثور6\151)

خیمہ کی بلندی

(حدیث) حضرت عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا:۔ **قـال ان فـی الـجـنـۃ خیـمـۃ مـن لؤلؤۃ مجوفۃ عرضھا ستون میلًا فی کل زاویۃ منھا اھل ما یرون الاٰخرین یطوف علھم المؤمنون وجنتان من فضۃ اٰنیتھما وما فیھما وجنتان من کذا اٰنیتھماوما فیھما وما بین القوم وبین ان ینظروا الی ربھم الا ردآء الکبر علیٰ وجھہ فی جنۃ عدن.** (صحیح البخاری:رقم الحدیث:4879،باب حورٌ مقصورات فی الخیام)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جنت میں کھوکھلے موتی کا ایک خیمہ ہوگا، جس کی چوڑائی ساٹھ میل کی ہوگی، اس کے ہر گوشے میں ان کی (جنتیوں کی) بیویاں حوران جنت میں ہوں گی، ایک کنارے والے دوسری کنارے والی نہ دیکھ سکے گی، جنتی ان سب کے پاس جائیں گے (یعنی ہر ایک سے لطف اندوز ہوگا، کیونکہ ایک جنتی کی طاقت دنیا

کے چالیس مردوں کے برابر ہوگی۔(انعام الباری: جلد12 ص262)

((وجنتان من فضة آنيتهما وما فيهما، وجنتان من كذا آنيتهما وما فيهما. وما بين القوم وبين أن ينظروا الى ربهم الا رداء الكبير على وجهه في جنة عدن)).

(صحیح البخاری: رقم الحدیث: 4880، باب حورٌ مقصورات فی الخیام)

(ترجمہ) اور دو باغ ہوں گے، جن کے برتن اور دوسری تمام چیزیں چاندی کی ہوں گی، اور ایسے بھی دو باغ ہوں گے جن کے برتن اور تمام چیزیں (سونے) کی ہوں گی۔ جنت عدن والوں کو اللہ تعالیٰ کے دیدار میں صرف ایک جلال کی چادر حائل ہوگی جو اس کے مبارک چہرہ پر ہوگی۔

(انعام الباری: جلد12 ص263)

خیمے کیسے ہوں گے

(حدیث) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں **حور مقصورات فی الخیام** (حوریں ہوں گی خیموں میں ٹھہری ہوئیں) یہ خیمے کیا ہیں؟ تو آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:۔

والذی نفسی بیده ان الخیمة من خیام الجنة لمن لؤلؤة واحدة مجوفة اربع فراسخ فی اربع فراسخ مکللة بالیاقوت والزبرجد لها سبعون بابا من ذهب. (وصف الفردوس (38) ص16)

(ترجمہ) مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت کے خیموں میں سے ایک خیمہ ایک ہی گوہر کا ہوگا اندر سے خولدار بتیس کلومیٹر لمبا بتیس کلومیٹر چوڑا (یعنی لمبائی اور چوڑائی برابر ہوگی) یاقوت اور زبرجد کا (اس خیمہ کو) تاج پہنایا گیا ہوگا اس کے سونے کے ستر دروازے ہوں گے۔

خیموں کی نعمتیں اور عیش

عبدالملک (ابن حبیب القرطبیؒ) فرماتے ہیں مجھے بعض لوگوں نے بیان کیا کہ جنت کے خیموں میں سے ہر خیمہ میں جو خولدار گوہر سے بنایا گیا ہوگا اس کا طول بتیس بتیس کلومیٹر کی چوڑائی میں ہوگا اور اتنا ہی

اتنا ہی اونچا ہوگا جس پر گوہر اور یاقوت کا کام کیا گیا ہوگا۔ ہر تخت پر بہت سے رنگین بستر ترتیب دئے گئے ہوں گے جو ایک دورے کے اوپر سجائے ہوں ہوں گے' اور ہر تخت کے سامنے ایک کپڑا ہوگا جس نے خیمہ کو پردہ میں کیا ہوگا یہ گوہر، یاقوت اور زبرجد سے سونے اور چاندی کی تاروں میں بنا گیا ہوگا' ہر تخت پر حور عین میں سے ایک بیوی جلوہ افروز ہوگی جس کا نور سورج کے نور کو ماند کر رہا ہوگا' ہر بیوی کے ساتھ ستر لونڈیاں اور ستر غلام بھی ہوں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **﴿وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ﴾** (طور: 24) (اور ان کے پاس ایسے لڑکے آئیں جائیں گے جو خالص ان ہی کیلئے ہوں گے گویا وہ حفاظت سے رکھے ہوئے موتی ہیں)' اور ہر تخت کے سامنے گوہر کی ایک کرسی ہوگی جس پر سے ولی اللہ چڑھ کر تخت پر بیٹھے گا اور اپنے خیمہ کی بنیاد تک ایک سفید راستہ اور ایک سرخ راستہ اور ایک سبز راستہ دیکھے گا ان کا نور اتنا تیز ہوگا کہ آنکھوں کی روشنی کو ماند کر سکتا ہے۔ پھر یہ اپنی بیوی سے معانقہ کرے گا اور اس سے ستر سال کی مقدار کے برابر لطف اندوز ہوگا' اس کی خواہش جماع اور اس کی شدت طلب کم نہ ہوگی یہ اس زوجہ سے دوسری کی طرف جائے گا یہاں تک کہ جب تک اس کا نفس خواہش کرتا رہے گا اور آنکھیں لزت اٹھاتی رہیں گی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے۔ (وصف الفردوس (40) ص16۔)

(حدیث) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان ادنی اهل الجنة منزلة من ینصب له قبة من لؤلؤ ویاقوت وزبرجد کما بین الجابیة وصنعاء. (درمنثور (6\22)، ترغیب وترہیب (4\508))

(ترجمہ) ادنیٰ درجہ کے جنتی کا مرتبہ یہ ہوگا کہ اس کیلئے ایک قبہ لؤلؤ اور یاقوت اور زبرجد کا تیار کیا جائے گا (جو طول میں) جابیہ سے صنعاء جتنا ہوگا۔

(فائدہ) جابیہ ملک شام میں مشہور شہر دمشق کے قریب ایک شہر ہے اور صنعاء ملک یمن کا دار الخلافہ ہے۔

بچھونے اور بستر

ریشم کے بستر

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **﴿مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ فُرُشٍ بَطَائِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ﴾**. (سورۃ الرحمٰن: 54)

(ترجمہ) (اور) وہ لوگ (جنت میں) تکیہ لگائے ایسے فرشوں (بچھونوں اور بستروں) پر بیٹھے ہوں گے جن کے استر موٹے ریشم کے ہوں گے (اور قاعدہ ہے کہ اوپر کا کپڑا بہ نسبت استر کے زیادہ نفیس ہوتا ہے پس جب استر استبرق (موٹے ریشم) کا ہوگا تو اوپر کا کیسا کچھ ہوگا)۔

(فائدہ) آیت سے معلوم ہوا کہ جنت کے بچھونے کی شکل یہ ہوگی کہ اس کا نچلا حصہ موٹے ریشم کا ہوگا اور اوپر کا حصہ اس سے زیادہ نفیس اور زینت میں زیادہ بڑھ کر ہوگا۔ (حادی لارواح ص:269، حاکم 2\475)

بچھونوں کی بلندی اور درمیان کے فاصلے

(حدیث) حضرت ابوسعید خرری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے آیت **"وفرش مرفوعة"** (اور بلند وبالا بچھونے ہوں گے) کی تفسیر میں ارشاد فرمایا:

ارتفاعها كما بين السماء والارض ومسيرة ما بينهما خمس مائة عام.

(ترجمہ) ان بچھونوں کی بلندی آسمان وزمین کے درمیانی فاصلہ جتنی ہوگی اور ان مانکے دو بچھونوں کے درمیان کا فاصلہ پانچ سو سال کے برابر ہوگا۔ حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کے اس حدیث میں رشدین بن سعد راوی ہے جو مناکیر کی روایت کرتا ہے اگر یہ روایت معتبر ہو تو اس کا معنی یہ ہے کہ جنتیوں کے درجات اتنے بلند ہوں گے اور بچھونے ان کے اوپر ہوں گے اور اگر یہ روایت معتبر نہ ہو تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول یہ دوسری روایت زیادہ محفوظ ہوگی جس میں صرف یہ بیان کیا گیا ہے کہ یا یہ کہ یہ بچھونے جنت کے درجات میں ہوں گے اور ہر درجہ کے درمیان آسمان وزمین کے برابر کا فاصلہ ہوں گے۔ (صفۃ الجنۃ ابن کثیر ص 100، بدور السافرہ (1917) بحوالہ ترمذی شریف (2540)۔

بچھونے کا اوپر کا حصہ نور جامد کا ہوگا

حضرت سعیدؒ فرماتے ہیں کہ ان کا ظاہری (اوپر والا) حصہ نور جامد کا ہوگا۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی دنیا (154)

موٹے اور باریک ریشم کے درمیان فاصلہ کی مقدار

فرش مرفوعۃ کی تفسیر میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر اس بچھونے کے اوپر والا حصہ گرایا

جائے تو اس کے نچلے حصہ تک چالیس سال تک نہ پہنچے۔ (ترغیب وترہیب (4\531)

بچھونے کتنے موٹے ہوں گے

حضرت کعبؒ فرماتے ہیں کہ بچھونوں کی اونچائی چالیس سال کے سفر کے برابر ہے۔ (نہایہ ابن کثیر 2\449)

تختِ شاہانہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرماتے ہیں: ﴿مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّصْفُوفَةٍ وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ﴾ (سورۃ طور:20) ﴿ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ. وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ. عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ. مُّتَّكِئِينَ عَلَيْهَا مُتَقَابِلِينَ﴾ (سورۃ واقعہ:13 تا 16) ﴿فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ﴾. (سورۃ الغاشیہ:13)

(ترجمہ) (جنت میں بیٹھتے ہوں گے) تکیہ لگائے ہوئے تختوں پر جو برابر بچھائے ہوئے ہیں اور ہم ان کا گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والیوں سے (یعنی حوروں سے) بیاہ کر دیں گے۔ (تفسیر بیان القرآن تھانویؒ)

(ان (مقربین) کا ایک بڑا گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور تھوڑے پچھلے لوگوں میں سے ہوں گے (اگلوں سے مراد متقدمین ہیں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضور ﷺ سے قبل تک اور پچھلوں سے مراد حضور ﷺ کے وقت سے لیکر قیامت تک (کذا فی الدر المنثور عن جابر مرفوعا) اور متقدمین میں کثرت سابقین اور متاخرین میں قلت سابقین کی وجہ یہ ہے کہ خواص ہر زمان میں کم ہوتے ہیں اور متقدمین کا زمانہ بہ نسبت زمانہ امت محمدیہ کے کہ قرب قیامت میں پیدا ہوئے زیادہ طویل ہے پس جس قدر خواص اس طویل زمانہ میں ہوئے ہیں جن میں لاکھ یا دو لاکھ یا کم وبیش انبیاء بھی ہیں بتقاضاء عادت زمانہ قلیل میں ان سے کم ہی ہوں گے) وہ (مقرب لوگ سونے کے تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے......اس (جنت) میں اونچے اونچے تخت ہیں۔ (تفسیر بیان القرآن تھانویؒ)

لمبائی اور خوبصورتی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ تخت سونے کے ہوں گے جن کے تاج زبرجد جو ہر اور یاقوت کے ہوں گے اور ایک تخت مکہ اور ایلہ جتنا طویل ہوگا۔ (حادی الارواح ص:278)

اونچائی

حضرت کلبی کہتے ہیں کہ تخت کی اونچائی اوپر کی طرف سو سال کے سفر کے برابر ہوگی، جب آدمی اس پر بیٹھنے کا ارادہ کرے گا تو وہ (فوراً) اس کیلئے جھک جائے گا حتی کہ وہ اس پر بیٹھ جائے گا پھر جب وہ اس پر بیٹھ جائے گا تو وہ پھر اپنی جگہ تک بلند ہو جائے گا۔ (حادی الارواح ص:278)

یہ تخت کن چیزوں سے بنائے گئے ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کا دوست جنت میں تخت پر تشریف فرما ہوگا جس کی بلندی پانچ سو سال کی ہوگی، اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **(وفرش مرفوعة)** اور تخت ہوں گے بلند۔ فرمایا کہ یہ تخت سرخ یاقوت کا ہوگا جس کے سبز زمرد کے دو پر ہوں گے پھر اس تخت پر ستر بچھونے ہوں گے جن کا استر نور کا ہوگا اور اوپر کا حصہ باریک ریشم کا ہوگا اور اندر کا موٹے ریشم کا ہوگا، اگر اس تخت کے اوپر کے حصہ کو گرایا جائے تو اپنے اونچے حصہ تک چالیس سال کی مدت میں پہنچے۔

(بستان الواعظین و ریاض السامعین ص:193، 194)

تختوں کی زیب و زینت (مسہریاں)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔ ﴿مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ﴾ (سورۃ الدہر:13)

(وہ جنت میں مسہریوں پر ٹیک لگائے ہوں گے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ **ارائك** کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اریکہ (مسہری) اس وقت تک نہیں بنتی جب تک کہ پلنگ پر پردہ نہ پڑا ہوا ہو جب پلنگ اور اوپر کا پردہ دونوں جمع ہوں تو اریکہ کہلاتا ہے۔ (درمنثور 4\222)

چالیس سال تک تکیہ کی ٹیک

(حدیث) حضرت ہیثم بن مالک یطائیؒ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان الرجل ليتكئى المتكأ مقدار اربعين سنة ما يحول عنه ولا يمله ياتيه مااشتهت نفسه ولذت عينه. (تفسیر ابن کثیر 7\407)، جولات فی ریاض الجنات ص83، درمنثور (4\222)

(ترجمہ) آدمی چالیس سال کی مقدار تک تکیہ کی ٹیک لگائے گا نہ وہاں سے ہٹے گا اور نہ طبعیت اکتائے گی۔ اس کے پاس جو اس کا جی چاہے گا اور آنکھوں کی لذت ہوگی پیش ہوتا رہے گا۔

ستر سال تک تکیہ کی ٹیک

(حدیث) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **ان الرجل ليتكئى فى الجنة سبعين سنة قبل ان تتحول** ۔ (کنز العمال (39356)، مسند احمد)

(ترجمہ) آدمی جنت میں پہلو بدلے بغیر ستر سال تک ٹیل لگا سکے گا (اور اس زائد بھی اور کم بھی)۔

حضرت سلیمان بن مغیرہؒ، حضرت ثابتؒ کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جنتی آدمی جنت میں ستر سال تک ٹیک لگائے بیٹھے گا، اس کے پاس اس کی بیویاں اور خدمت گذار ہوں گے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ اس کو شان و شوکت اور نعمتیں عطاء فرمائیں گے وہ بھی ہوں گی۔ پھر وہ نظر اٹھا کر جو دیکھے گا تو اس کو اس کی کچھ اور بیویاں نظر آئیں گی جن کو اس نے اس سے پہلے نہیں دیکھا ہوگا وہ کہیں گی اب وہ وقت آ گیا ہے کہ آپ اپنی طرف سے ہمارا نصیب عطاء فرمائیں۔

(جولات فی ریاض الجنات ص83 بحوالہ تفسیر ابن کثیر 4\241)

مسہریاں کس چیز سے بنی ہوں گی

ارشاد باری تعالیٰ: ﴿عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ﴾ (سورۃ المطففین:23) کی تفسیر میں حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ یہ مسہریاں لؤلؤ اور یاقوت سے بنی ہوں گی۔ (البعث والنشور (341)، تفسیر ابن جریر طبری 29\66.)

نیک عورت نے جنت کا تخت دنیا میں دیکھا

حضرت ابو حامد حلاسؒ فرماتے ہیں کہ میری والدہ بڑی نیک تھیں۔ ایک دن ہم بہت محتاجی کی حالت میں تھے مجھ سے کہا اے بیٹے ہم کب تک اس تکلیف میں رہیں گے؟ جب سحر کا وقت ہوا تو میں نے دُعا کی کہ اے اللہ اگر ہمارے واسطے آخرت میں کچھ ہے تو اس میں سے ہمیں دنیا میں کچھ عطا فرما دے۔ اس وقت گھر کے ایک گوشہ میں مجھے ایک نور دکھائی دیا۔ میں اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ ایک تخت کے سونے کے پائے ہیں اور ہو جواہر سے مرصع کئے گئے ہیں۔ میں نے والدہ سے کہا کہ یہ لو اور کچھ جواہر بیچنے کے ارادہ

سے بازار میں گیا اور جی مُس کہتا تھا کہ ان میں سے کچھ جواہر جوہریوں کے ہاتھ فروخت کروں لیکن اس کا کیا طریقہ ہوگا۔ جب میں مسجد سے لوٹ کر آیا تو مجھ سے میری ماں نے کہا اے بیٹے تو مجھے معاف کردے کیونکہ جب تو گھر سے نکلا تو میں سوگئی میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوئی وہاں میں نے ایک محل دیکھا جس کے دروازہ پر **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** لکھا ہوا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ یہ مکان ابواحمد حلاس کا ہے۔ میں نے کہا میرے بیٹے؟ تو ایک شخص ے کہا ہاں۔ میں اس مکان میں جاکر اس کے کمروں میں گشت کرتی رہی میں نے ایک کمرے میں بہت سے تخت بچھے ہوئے دیکھے۔ ان کے درمیان میں ایک تخت ٹوٹا ہوا تھا۔ میں نے کہا ان تختوں کے بیچ میں یہ ٹوٹا ہوا تخت کس قدر بے موقع ہے۔ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اس کے پائے تم نے لئے ہیں۔ میں نے کہا اسے اپنی جگہ پہنچادو۔ جب میں جاگی تو ہو غائب ہوگئے تھے۔ اللہ کا شکر ہے۔ (روض الریاحین)

گدے اور قالین

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **﴿مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ. فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ. تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾** (سورۃ الرحمن: 76،78)

(ترجمہ) وہ (جنتی حضرات) سبز مشجر اور عجیب خوبصورت کپڑوں (کے فرشوں) پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے تو اے جن انس (باوجود اس کثرت وعظمت نعمت کے) تم اپنے رب کی کون کون نعمتوں کے منکر ہوجاؤ گے۔ بڑا بابرکت نام ہے آپ کے رب کا جو عظمت والا اور احسان والا ہے۔ (تفسیر بیان القرآن تھانویؒ)

اللہ تعالیٰ ارشاد مزید فرماتے ہیں: **﴿فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ. وَأَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ. وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ. وَزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ﴾**. (سورۃ الغاشیہ: 13،16)

(ترجمہ) اس (بہشت) میں اونچے اونچے تخت (بچھے) ہیں اور رکھے ہوئے آبخورے (موجود) ہیں، (یعنی یہ سامان جنتی کے سامنے ہی موجود ہوگا تا کہ جب پینے کو جی چاہے دیر نہ لگے، اور برابر لگے ہوئے گدے (تکیے) ہیں اور سب طرف قالین (ہی قالین) پھیلے پڑے ہیں (کہ جہاں چاہیں آرام کرلیں ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا بھی نہ پڑے)۔ (تفسیر بیان القرآن تھانویؒ)

خدمت گذار لڑکے اور خادم

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا. وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا﴾. (سورۃ الدہر: 19-20)

(ترجمہ) اور ان (جنتیوں) کے پاس ایسے لڑکے آمدورفت کریں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہی گے (نہ تو وہ بڑے ہوں گے نہ بوڑھے اور نہ ان کی آب تاب میں کوئی کمی واقع ہوگی اور وہ اس قدر حسین ہیں کہ) اے مخاطب اگر تو ان کو (چلتے پھرتے) دیکھے تو یوں سمجھے کہ موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں...

(موتی سے تو تشبیہ صفائی اور چمک دمک میں اور بکھرے ہوئے کا وصف ان چلنے پھرنے کے لحاظ سے جیسے بکھرے موتی منتشر ہو کر کوئی ادھر جار ہا ہے کوئی اُدھر جارہا ہے اور یہ اعلیٰ درجہ کی تشبیہ ہے اور ان مذکورہ اسباب عیش میں انحصار نہیں بلکہ وہاں اور بھی ہر سامان اس افراط اور رفعت کے ساتھ ہوگا کہ) اے مخاطب اگر تو اس جگہ کو دیکھے تو تجھ کو بڑی نعمت اور بڑی سلطنت دکھلائی دے۔

(تفسیر بیان القرآن حضرت تھانویؒ)

اللہ تعالیٰ مزید ارشاد فرماتے ہیں: **﴿يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ. بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ﴾**. (سورۃ الواقعہ: 17-18)

(ترجمہ) ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے یہ چیزوں لیکر آمدورفت کیا کریں گے آبخورے اور آفتابے اور ایسا جام شراب جو بہتی ہوتی شراب سے بھرا جائے گا۔

ادنیٰ درجہ کے جنتی کے دس ہزار خادم

(حدیث) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان اسفل اهل الجنة اجمعين من يقوم على راسه عشرة آلاف خادم

(ترجمہ) تمام جنتیوں میں سب سے کم درجہ کا جنتی وہ ہوگا جس کی خدمت میں دس ہزار خادم کھڑے ہوں گے۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا (206)، زوائد زہد المبارک (1530)، مجمع الزوائد (10\40) درمنثور: ۲۲\6)

اسی ہزار خادم استقبال کریں گے

ابوعبدالرحمٰن الحبلیؒ فرماتے ہیں کہ جب مؤمن جنت میں داخل ہوگا تو ستر ہزار خادم اس کا استقبال کریں گے جو گویا کہ (چمک دمک میں) جواہرات ہیں۔(صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا(208)،(193)۔

صبح وشام کے پندرہ ہزار خادم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب سے کم مرتبہ کا جنتی وہ ہوگا حالانکہ ان میں (اپنے اپنے اعتبار سے) کوئی کم مرتبہ نہ ہوگا جس کے سامنے روزانہ پندرہ ہزار خادم حاضر ہوا گی جو اس کے ساتھ والے کے پاس نہ ہوگی۔ (صفۃ الجنۃ ابونعیم(442)،البدورالسافرہ(2118)۔

غلاموں کی بہت طویل دو صفیں

حضرت ابوعبدالرحمٰن المعافریؒ فرماتے ہیں جنتی کیلئے غلاموں کی دورویہ صفیں بنائی جائیں گی جن کا آخری کنارہ نظر نہیں آتا ہوگا جب یہ جنتی ان کے پاس سے گذرے گا تو وہ اس کے پیچھے پیچھے چلیں گے۔

(صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا(210)،زوائد زہد ابن المبارک(415)۔

ادنیٰ جنتی کے دس ہزار خادم جدا جدا خدمت کرتے ہوں گے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے ادنیٰ درجہ جنتی وہ ہوگا جس کے دس ہزار کادم خدمت کرتے ہوں گے، ہر خادم ایسی خدمت کر رہا ہوگا جس کو دوسرا نہیں کر رہا ہوگا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا﴾ (اگر تو ان کو چلتے پھرتے) دیکھے تو یوں سمجھے کہ موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں۔(تفسیر ابن جریر طبری(25\57)،کتاب الزہد بن سری(174)،بیہقی: البعث والنشور)

لڑکیاں اگانے والی نہر بیدخ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک نہر ہے جس کا نام بیدخ ہے، اس پر یاقوت کے قبے ہیں جن کے نیچے لڑکیاں اگتی اور خوبصورت آواز میں قرآن پڑھتی ہیں جنتی آپس میں کہیں گے ہمارے ساتھ بیدخ کی طرف چلو چنانچہ وہ آئیں گے اور لڑکیوں سے مصافحے کریں گے جب کوئی لڑکی

کسی مرد کو پسند آئے گی تو وہ اس کی کلائی کو چھولے گا تو ہو لڑکی اس کے پیچھے چل پڑے گی اور اس کی جگہ دوسری لڑکی اگ آئے گی۔(صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا(69)،صفۃ الجنۃ ابونعیم(324)،مسند احمد 3\135۔)

شمر بن عطیہؒ فرماتے ہیں کہ جنت میں کچھ نہریں ایسی ہیں جو لڑکیاں اگاتی ہیں یہ لڑکیاں مختلف آوازوں میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتی ہیں کہ ویسی خوبصورت آوازیں کانوں نے کبھی نہیں سنیں وہ کہتی ہیں۔(حادی الارواح ص:304)

نحن الخالدات فلا نموت　　ونحن الكاسيات فلا نعرى

ونحن الناعمات فلا نجوع　　ونحن الناعمات فلا نبأس

(ترجمہ)(1) ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی نہیں مریں گی۔ہم لباس پہننے والیاں ہیں کبھی بے لباس نہ ہوں گی۔(2) ہم ہمیشہ نعمتوں میں پلنے والیاں ہیں کبھی بھوکی نہ ہوں گی۔اور ہم ہمیشہ نعمتوں میں رہنے والیاں ہیں کبھی رنج وتکلیف میں نہ جائیں گی۔(صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا(323)(3\172۔)

(فائدہ) شہداء کو جب اس نہ میں غوطہ دیا جائے گا تو یہ اچھی طرح سے صاف ستھرے ہوکر چودہویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوئے نظر آئیں گے۔

حوروں کی عمر

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ﴾. (سورۃ ص:52)

(ترجمہ) اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی ہم سن (حوریں) ہوں گی۔

حضرت مفتی شفیعؒ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ان سے مراد جنت کی حوریں ہیں اور ہم "سن" کا مطلب یہ بھی کہ وہ اپنے شوہروں کے ساتھ عمر میں مساوی ہوں گی پہلی صورت میں ان کے ہم عمر ہونے کا فائدہ یہ کہ ان کے درمیان آپس میں محبت،انس اور دوستی کا تعلق ہوگا، سوکنوں کا سا بغض اور نفرت نہیں ہوگی اور ظاہر ہے کہ یہ چیز شوہروں کیلئے انتہائی راحت کا سبب ہے اور دوسری صورت میں جبکہ ہم عمر کا مطلب یہ لیا جائے کہ وہ اپنے شوہروں کی ہم عمر ہوں گی اس کا فائدہ یہ ہے کہ ہم عمر کا مطلب یہ لیا جائے کہ وہ اپنے شوہروں کی ہم عمر ہوں گی اس کا فائدہ یہ ہے کہ ہم عمری کی وجہ سے طبیعتوں میں زیادہ مناسبت اور توافق

ہوگا اور ایک دوسرے کی راحت ودلچسپی کا خیال زیادہ رکھا جاسکے گا۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زوجین کے درمیان عمر میں تناسب کی رعایت رکھنی چاہئے کیونکہ اس سے باہمی انس پیدا ہوتا ہے اور رشتہ نکاح زیادہ خوشگوار اور پائیدار ہوجاتا ہے۔ (تفسیر معارف القرآن 527\7)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور دیگر مفسرین فرماتے ہیں کہ جنتی حوریں ایک ہی عمر کی تینتیس سال کے برابر ہوگی۔ (حادی لاارواح ص288)

حوروں کی اور دنیا کی عوروں کی سب کی عمر جنت میں 33 سال ہوگی۔

حور کی طرف سے مسلمان کو اپنی طلب کی ترغیب

(حدیث) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(ترجمہ) جب نمازی سلام پھیرتا ہے اور یہ نہیں کہتا کہ اے اللہ دوزخ سے نجات عطاء فرما اور مجھے جنت میں داخل فرما اور مجھے حورعین سے بیاہ دے تو فرشتے کہتے ہیں افسوس کیا یہ شخص بے بس ہوگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوزخ سے پناہ طلب کرے اور جنت کہتی ہے افسوس کیا یہ شخص عاجز ہوگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جنت مانگے اور حور کہتی ہے کہ یہ شخص عاجز آگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا سوال کرے کہ یہ شخص عاجز آگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا سوال کرے کہ وہ اس کی حورعین سے شادی کردے۔

(طبرانی، البدور السافرہ (2058)۔

حور کب تک متوجہ رہتی ہے

(حدیث) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب مسلمان نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کیلئے جنت کو کھول دیا جاتا' اس کے اور اس کے رب کے درمیان سے پردے ہٹادیئے جاتے ہیں اور حور اس کی طرف اپنا رخ کرلیتی ہے جب تک وہ نہ تھوکے اور ناک نہ سنکے (کیونکہ حوریں اس نزلہ زکام وغیرہ سے پاک ہیں اور ان سے سے نفرت کرتی ہیں۔

(طبرانی، البدور السافرہ (2059)۔

حوریں صبح تک انتظار میں

(حدیث) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو شخص تھوڑا کھانا کھا کر نماز پڑھتے ہوئے رات گذارتا ہے صبح تک حورعین انتظار میں رہتی ہیں (کہ شاید اللہ تعالیٰ اس نیک بندے کے ساتھ ہمیں بیاہ دے۔ واللہ اعلم (طبرانی، البدور السافرہ (2060)۔

اذان کی دُعا میں حورعین کی دُعا بھی کرنی چاہئے

حضرت یوسف بن اسباطؒ فرماتے ہیں مجھے ہ بات پہنچی ہے جب اذان دی جاتی ہے مگر آدمی "**اللھم رب ھذہ الدعوۃ المستمعۃ المستجاب لھا صل علی محمد وعلی آل محمد وزوجنا من الحور العین**" نہیں کہتا تو حورعین کہتی ہیں تجھے کس چیز نے ہم سے بے ضرورت کردیا ہے۔

(کتاب المجالسۃ دینوری (البدور السافرہ 2059)

(فائدہ) اوپر کی عربی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! اس قبول ومقبول دعوت (اذان) کے رب حضرت محمد اور آل حضرت محمد پر رحمت بھیج اور حورعین سے ہماری شادی کردے۔

(فائدہ دوم) اذان کے بعد ایک مشہور دعا جو ہم سب کو یاد ہے اس کو پڑھنے کے بعد یہ دعا بھی پڑھ لینا چاہئے کیونکہ اس میں اپنے لئے مزید ایک نعمت یعنی جنت کی حور کی دعا بھی شامل ہے اور اگر یہ دعا یاد نہ کریں تو اس پہلے دعا کو پڑھنے کے بعد اپنی زبان میں ہی اللہ تعالیٰ سے حورعین کی دُعا کرلیں۔

حور کی دعوت نکاح

(حدیث) سرکار دوعالم سیدنا ونبینا محمد رسول اللہ ﷺ سے روایت منقول ہے کہ جب آپ کو معراج کرائی گئی تو آپ نے حو کی صفت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔ میں نے اس کی پیشائی کو چودھویں کے طویل چاند کی طرح دیکھا ہے جس کی لمنائی ایک ہزار تیس ہاتھ کے برابر تھی، اس کے سر میں سو مینڈھیاں تھیں، ہر مینڈھی سے دوسری تک ستر ہزار چوٹیاں تھیں اور ہر چوٹی چودھویں کے چاند سے زیادہ روشن تھی، موتی کا تاج سجا تھا اور جواہر کی لڑیاں اس کی پیشانی پر پڑتی تھیں، جوہر کے ساتھ

دوسطریں لکھی تھیں، پہلی سطر میں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم''، لکھی تھی اور دوسری میں یہ لکھا تھا کہ ''جو شخص میرے جیسی حور کا طلب گار ہے اس کو چاہئے کہ وہ میرے پروردگار کی اطاعت کرے'' پھر حجرت جبریل نے مجھ سے کہا اے محمد! یہ اور اس طرح کی (حوریں) آپ کی امت کیلئے ہیں آپ بھی خوش ہوں اور اپنی امت کو بھی اس کی خوشخبری سنا دیں اوران کو نیک اعمال میں محنت اور کوشش کا حکم دیدیں۔
(تذکرۃ القرطبی (2\477)۔

جنتی کیلئے عورتوں اور حوروں کی تعداد

ستر بیویاں

(حدیث) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جنت میں انسان کی ستر بیویوں سے شادی کی جائے گی"۔عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کیا مرد ان سب کی طاقت رکھے گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا "مرد کو سو آدمیوں طاقت عطاء کی جائے گا"۔
(مجمع الزوائد (10\417) صفۃ الجنہ ابونعیم (472)

ستر جنت کی دو دنیا کی

(حدیث) حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُس نے جناب رسول اکرم ﷺ سے سنا: جنت میں مؤمن کی بہتر بیویوں سے شادی کی جائے گی، ستر جنت کی عورتیں ہوں گی اور دوعورتیں ہوں گی۔(البدور السافرہ (2032) ابن عساکر، ابن السکن)

ادنیٰ جنتی کی بہتر بیویاں

(حدیث) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ادنی درجہ کے جنتی کے اسی ہزار خادم ہوں گے اور بہتر بیویاں ہوں گی ہر ایک جنتی کیلئے لؤلؤ یاقوت اور زبرجد کا ایک قبہ نصب کیا جائے گا (جس کی لمبائی) جابیہ (ملک شام کے شہر) سے صنعاء (ملک یمن کے دارالسلطنت) جتنی ہوگی۔ (ترمذی: 2562، تذکرۃ القرطبی (2\475)

دوزخیوں کی میراث کی دو دو بیویاں بھی جنتیوں کو ملیں گی

(حدیث) حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارسادفرمایا: جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کریں گے اس کی بہتر حوروں سے اور دو دوزخیوں کی میراث سے شادی کر دیں گے۔ان عورتوں میں سے ہر ایک کی قبل خواہش کرتی ہوگی اور مرد کا نفس کمزور نہیں ہوتا ہوگا۔(فائدہ) یہ دوزخیوں کی میراث کا مطلب یہ ہے کہ ہر دوزخی کی جنت میں میراث ہوگی جس کا رب تعالیٰ اپنے فضل سے مؤمن کو وارث بنادے گا جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔اس کو جو دو عورتیں جنت میں دی جانی تھیں وہ مسلمان کو دیدی جائیں گی۔ (ابن ماجہ (4337)، درمنثور: 1\39)

ادنیٰ درجہ کے جنتی کی بیویوں کی تعداد

(حدیث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ادنی درجہ کے جنتی کے جنت کے سات درجات ہوں گے یہ چھٹے پر رہتا ہوگا اس کے اوپر ساتواں درجہ ہوگا، اس کے تین سو خادم ہوں گے، اس کے سامنے روزانہ صبح وشام سونے چاندی کے تین سو پیالے کھانے کے پیش کئے جائیں گے ہر ایک پیالہ میں ایسے قسم کا کھانا ہوگا جو دوسرے مین نہیں ہوگا اور جنتی اس کے شروع میں ایسے ہی لذت پائے گا جیسے کہ اس کے آخر سے، اور وہ یہ کہتا ہوگا یا رب اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں تمام جنت والوں کو کلاؤں اور پلاؤں جو کچھ میرے پاس ہے (اس میں کمی نہ ہوگی، اس کی حورعین میں سے بہتر بیویاں ہوں گی اوران میں سے ہر ایک کی سرینیں زمین کے ایک میل کے برابر ہوں گی۔(مسند احمد (2\537)

(12500) ساڑھے بارہ ہزار بیویاں

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنتی مرد کی پانچ سو حوروں اور چار ہزار کنواریوں اور آٹھ ہزار شادی شدہ عوروں سے شادی کی جائے گی، جنتی ان مین سے ہر ایک کے ساتھ اپنی دنیاوی زندگی کی مقدار کے برابر معانقہ کرے گا۔ (فتح الباری (6\325)

(1200 حوروں اور بیویوں کا ترانہ)

(حدیث) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنتیوں میں سے ہر مرد کی چار ہزار باکرہ، آٹھ ہزار بانجھ اور سو حوروں سے شادی کی جائے گی، یہ سب ہر ساتویں دن میں جمع ہوا کریں گی اور حسین آواز میں ترانہ کہیں گی اتنا حسین کہ مخلوقات میں سے کسی نے نہ سنا ہوگا وہ کہیں گی: (کنزل العمال (39376)، فتح الباری (6\335)، ترغیب وترہیب (4\538)

نحن الخالدات فلا نبید ونحن الناعمات فلا نبأس

ونحن الراضیات فلا نسخط ونحن المقیمات فلا نظعن

طوبی لمن کا لنا وکنالہ

ہمیشہ رہنے والی ہیں کبھی نہیں مریں گی۔ ہم نعمتوں میں پلنے والی ہیں کبھی خستہ حال نہ ہوں گی، ہم راضی رہنے والی ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی، ہم (جنت میں) ہمیشہ رہیں گی کبھی نکالی نہ جائیں گی، خوشخبری ہو اس کیلئے جو ہمارے لئے ہے اور ہم اس کیلئے ہیں۔

نہروں کے کنارے خیموں کی حوریں

حضرت احمد بن ابی الحواریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسلیمان دارانیؒ کو فرماتے ہوئے سنا جنت میں کچھ نہریں ایسی ہیں جن کے کناروں پر خیمے نصب کئے گئے ہیں، ان مین حورعین موجدہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ہر ایک کو نئے طریقہ سے پیدا کیا ہے جب ان کا حسن کامل ہوگیا تو فرشتوں نے ان کے اوپر خیمے لگا دیئے۔ یہ ایک میل در میل کرسی پر بیٹھی ہیں جبکہ ان کی سرینیں کرسی کے اطراف سے باہر کو نکل رہی ہیں، جنت والے اپنے محلات سے (نکل کر ان کے پاس) آئیں گے اور جس طرح سے چاہیں گے ان کے نغمات اور ترانے سنیں گے پھر ہر جنتی ہر ایک کے ساتھ خلوت میں چلا جائے گا۔

(البدور السافرہ (2028) بحوالہ ابن ابی الدنیا)

بادل سے لڑکیوں کی بارش.

حضرت کثیر بن مرہؒ فرماتے ہیں کہ جنت کی نعمت ''مزید'' میں سے ایک یہ ہے کہ جنت والوں کے اوپر

سے ایک بدلی گذرے گی وہ کہے گی تم کیا چاہتے ہو میں آپ حضرات پر کس نعمت کی بارش کروں چنانچہ وہ حضرات جس جس نعمت کی چاہت کریں گے وہی ان پر نازل ہوگی۔۔ حضرت کثیر بن مرہ (حضرمیؒ) فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ منظر دکھایا تو میں یہ کہوں گا کہ ہم سنگار کردہ لڑکیوں کی بارش ہو۔

(حادی الارواح ص:303،345، تذکرۃ القرطبی: 2\498، البدور السافرہ (2040)۔

حضرت ابوطیبہ کلاعیؒ فرماتے ہیں جنت والوں پر نعمتوں سے بھری ہوئی بدلی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر سایہ کرے گی اور پوچھے گی میں آپ حضرات پر کس نعمت اور لذت کی بارش کروں؟ پس جو شخص جس قسم کی خواہش کرے گا اس پر اس کی بارش کرے گی حتیٰ کہ بعض جنتی یہ کہیں گے کہ ہم پر نوخاستہ ہم عمر لڑکیوں کی بارش ہو۔ (صفۃ الجنہ ابن ابی الدنیا (292)۔

حوروں کے حق مہر

نیک اعمال کے بدلہ میں پاک بیویاں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾. (سورۃ بقرہ:25)

(ترجمہ) اور خوشخبری سنا دیجئے آپ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک کام کئے اس بات کی کہ بے شک ان کے واسطے بہشتیں ہیں کہ چلتی ہوں گی ان کے نیچے سے نہریں، جب کبھی دیئے جائیں گے رزق وہ لوگ ان بہشتوں میں سے کسی پھل کی غذا تو ہر بار میں یہی کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہم کو ملا تھا اس سے پہلے اور ملے گا بھی ان کو دونوں بار کا وہ لوگ ان بہشتوں میں ہمیشہ کو بسنے والے ہوں گے۔

دنیا کا چھوڑنا آخرت کا حق مہر ہے

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا کو چھوڑنا مشکل ہے مگر آخرت کے نعامات کا فوت ہو جانا بہت زیادہ شدید ہے حالانکہ دنیا کا چھوڑنا آخرت کا حق مہر ہے۔ (تذکرۃ القرطبی (2\478)

مسجد کی صفائی حورعین کا حق مہر ہے

(حدیث) جناب حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید دو عالم حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:
كنس المساجد مهور العين. (تذکرۃ القرطبی (2\478))
مسجدوں کو صاف کرنا حورعین کے حق مہر ہیں۔

راستہ کی تکلیف دہ چیز ہٹانا اور مسجد صاف کرنا

(حدیث) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علی! حورعین کے حق مہر ادا کرو راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دینے سے اور مسجد سے کوڑا کرکٹ نکالنے کے ساتھ کیونکہ یہ حورعین کے مہر ہیں۔ (مسند الفردوس دیلمی (8335) 5\328، زہر الفردوس 4\304،)

کھجوروں اور روٹی کا صدقہ

(حدیث) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مٹی بھر کھجوریں اور روٹی کا ٹکڑا (صدقہ کرنا) حورعین کا حق مہر ہیں۔

معمولی سے صدقات کرنے میں جنت کی حوریں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے ہر ایک شخص فلاں کی بیٹی فلاں سے کثیر مال کے حق مہر کے بدلہ میں شادی کر لیتا ہے مگر حورعین کو ایک لقمہ اور کھجور اور معمولی سے کپڑے (کے صدقہ نہ کرنے کی وجہ) سے چھوڑ دیتا ہے۔ (تذکرۃ القرطبی: (2\479)۔

چار ہزار ختمات قرآن کے بدلہ میں حور خریدنے والے کی حکایت

حضرت محمد بن نعمان مقریؒ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت جلا المقریؒ کی خدمت میں مکہ میں مسجد حرام میں حرام میں حاضر تھا کہ ہمارے پاس سے ایک طویل قد کاٹھ کا ضعیف جثہ کا بوڑھا شخص گذرا پرانے کپڑے پہن رکھتے تھے۔ حضرت جلا اس کے پاس تشریف لے گئے اور کچھ دیر اس کے پاس رہے پھر ہمارے پاس لوٹ آئے اور فرمایا کیا تم اس شیخ کو جانتے ہو؟ ہم نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا اس نے اللہ

تعالیٰ سے قرآن پاک کے چار ہزار ختمات کے عوض میں ایک حور خریدی ہے جب اس نے چار ہزار ختمات پورے کر لئے تھے تو اس نے اس حور کو اس کے زیور اور ملبوسات سمیت خواب میں دیکھا اور پوچھا تم کس کے لئے ہو؟ اس نے کہا میں وہی حور ہوں جس کو آپ نے اللہ تعالیٰ سے چار ہزار ختمات قرآن کے بدلہ میں خریدا ہے یہ تو اس کی قیمت ہوگئی آپ نے مجھے تحفہ کیا دینا ہے؟ اس شیخ نے کہا کہ ایک ختمات قرآن کا۔ حجرت جلانےؒ نے فرمایا چنانچہ اب یہ اس کے تحفہ میں لگا ہوا ہے (یعنی اس کیلئے ایک ہزار ختمات قرآن پورے کر رہا ہے) (تذکرۃ القرطبی: (2\479)۔

تہجد حور کا حق مہر ہے

حضرت ثابتؒ سے منقول ہے کہ میرے والد گرامی رات کی تاریکی میں کھڑے ہو کر عبادت کرنے والے حضرات میں سے تھے۔ یہ فرماتے ہیں میں نے ایک خواب میں ایک ایسی عورت کو دیکھا جو دنیا کی عورتوں سے میل و مشابہت نہیں کھاتی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا تم کو ہو؟ اس نے جواب دیا میں حور ہوں اللہ کی باندی ہوں۔ میں نے کہا تم اپنا نکاح مجھ سے کر دو؟ اس نے کہا آپ میرے نکاح کا پیغام میرے پروردگار کے حضور پیش کریں اور میرا حق مہر ادا کریں۔ میں نے پوچھا تمہارا حق مہر کیا ہے؟ تو اس نے کہا طویل طویل تہجد پڑھنا' اسی موقعہ کیلئے لوگوں نے یہ اشعار کہے ہیں ؎

يا خاطب الحور في خدرها　　وطالبا ذاك على قدرها
انهض بجد لا تكن وانيا　　وجاهد النفس على صبرها
وجانب الناس وارفضهم　　وحالف الوحدة في ذكرها
وقم اذا الليل بدا وجهه　　وصم نهارا افهو من مهرها
فلو رأت عيناك اقبالها　　وقد بدت رمانا صدرها
وهي تتماشى بين اترابها　　وعقدها يشرق في نحرها
لهان في نفسك هذا الذي　　تراه في دنياك من زهرها

(ترجمہ)

(1) اے حور کو اس کی باپردہ جگہ میں نکاح کا پیغام دینے والے اور اس کو اس کے عالی مقام کے باوجود اس کی طلب کرنے والے!

(2) کوشش کر کے کھڑا ہو جا ست مت ہو اور اپنے نفس کو صبر کا جہاد سکھا۔

(3) اور لوگوں سے کنارہ کش رہ بلکہ ان کو چھوڑ دے اور حور کی فکر میں تنہائی مین رہنے کی قسم کھالے۔

(4) جب رات اپنا چہراہ دکھائے تو تو کھڑا ہو جا (عبادت کیلئے) اور دن کو روزہ رکھ یہ اس حور کا حق مہر ہے۔

(5) جب تیری آنکھیں اس کو اپنے سامنے دیکھیں گی اور اس کے سینے کے انار ظاہر نظر آئیں گے۔

(6) اور یہ اپنی ہم جولیوں کے ساتھ چل رہی ہوگی اور اس کا ہار اس کے سینہ پر چمک رہا ہوگا۔

(7) تو جو کچھ تیرے نفس نے دنیا میں دنیا کی رعنائیوں اور حسن و جمال کو دیکھا تھا سب بے قیمت نظر آئے گا۔ (تذکرۃ القرطبی: (2\479)۔

عبادت کے ساتھ بیدار رہنے سے حوروں کے ساتھ عیش نصیب ہوگا

حضرت مضر القاریؒ فرماتے ہیں کہ ایک رات مجھ پر نیند نے ایسا غلبہ کیا کہ میں اپنا وظیفہ پورا کئے بغیر سو گیا تو خواب میں ایک لڑکی کو دیکھا گویا کہ اس کا چہرہ ماہ تمام ہے اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے اس نے کہا اے شیخ آپ اس کو پڑھ سکتے ہیں؟ میں نے کہ کیوں نہیں۔ اس نے کہا تو آپ اس کو پڑھیں۔ میں نے اس کو کھولا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا۔ اللہ کی قسم! میں جب بھی اس کو یاد کرتا ہوں میری نیند اڑ جاتی ہیں۔

الھتك اللذائذ و الاماني عن الفردوس والظلل الدواني
ولذة نومة عن خير عيش مع الخيرات في غرف الجنان
تيقظ من منامك ان خيرا من النوم التهجد بالقرآن

(تذکرۃ القرطبی: (2\480)۔

(ترجمہ)

(1) تجھے لذتوں اور خواہشات نے بے پرواہ کر دیا ہے جنت الفردوس سے اور جھکے جھکے سایوں سے۔

(2) اور نیند کی لذت نے جنتیوں کے بالاخانوں میں حسین ترین عورتوں کے ساتھ پر تعیش زندگی گزارنے سے۔ (3) اٹھ بیدار ہو جا اپنی نیند سے کیونکہ نیند کرنے کی بجائے قرآن پاک کے ساتھ تہجد پڑھتا بہتر اور خوب ہے۔

حضرت مالک بن دینارؒ کا واقعہ

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے چند وظائف ایسے تھے، جن کو میں ہر ارات پورا کر کے سوتا تھا۔ ایک رات میں ویسے ہی سو گا تو میں خواب کیا دیکھتا ہوں کہ ایک حسین و جمال کی ملکہ حسین لڑکی ہے اس کے ہاتھ میں ایک رقعہ ہے اس نے کہا کیا آپ اس کو اچھی طرح سے پڑھ سکتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں تو اس نے وہ رقعہ مجھے دیدیا اس رقعہ میں یہ اشعار لکھے ہوئے تھے۔

لهاك النوم عن طلب الاماني وعن تلك الاوانس في الجنان
تعيش مخلد الا موت فيها وتلهو في الخيام مع الحسان
تنبه من منامك ان خيرا من النوم التهجد بالقرآن

(تذکرۃ القرطبی: (2\480)۔

(ترجمہ)

(1) آپ کو نیند نے اپنی (جنت کی) خواہشات کی طلب سے بے فکر کر رکھا ہے اور جنتوں میں محبت کرنے والی دوشیزاؤں سے بھی۔ (2) آپ (جنت میں) ہمیشہ زندہ رہیں گے اس می نموت کبھی نہ آئے گی، آپ خیموں میں حسین وجمیل بیویوں سے کھیل کود کرتے ہوں گے۔ (3) بیدار ہو جائیے اپنی نیند سے کیونکہ نیند سے بہتر تہجد ادا کرنا ہے قرآن پاک کی قرآت کے ساتھ۔

حسن و جمال میں بنی ٹھنی لڑکیاں اور ان کا حق مہر

شیخ مظہر سعدیؒ اللہ تعالیٰ کے شوق مین برابر ساٹھ سال تک روتے رہے تھے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا نہر کا ایک کنارہ مشک خالص سے بہہ رہا ہے اس کے دونوں کناروں پر لؤلؤ کے درخت ہیں

جوسونے کی شاخون کے ساتھ لہلہار ہے ہیں۔اتنے مین چندلڑکیاں حسن و جمال میں یکتا بن ٹھن کر آئیں اور پکار پکار کر یہ الفاظ گانے لگیں:۔**سبحان المسبح بکل لسان، سبحان الموجود بکل مکان ،سبحان الدائم فی کل زمان، سبحانه سبحانه.**

(یعنی پاک ہے وہ ذات زبان پا کی بیان کرتی ہے' پاک ہے وہ ذات جو ہر جگہ موجود ہے' پاک ہے وہ ذات جو ہر زمانہ میں ہمیشہ رہنے والی ہے' پاک ہے وہ' پاک ہے وہ' میں نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم اللہ سبحانہ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہیں۔میں نے پوچھا تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ توانہوں نے یہ جواب دیا ۔

ذرأنا اله الناس رب محمد لقوم على الاقدام بالليل قوم يناجون رب العالمين لحقهم وتسرى هموم القوم والناس نوم

(ترجمہ)

(1) ہمیں لوگوں کے معبود اور حضرت محمد ﷺ کے پروردگار نے اس قوم کیلئے پیدا کیا ہے جو رات کو (اپنے پروردگار کے سامنے عبادت کیلئے) قدموں پر کھڑے رہتے ہیں۔

(2) اپنے (معبود) رب العالمین سے اپنے حق کے حصول کیلئے مناجات کرتے ہیں (اللہ تعالیٰ کے ذوق وشوق میں ان کی یہ حالت ہے کہ) شب کو ان کے افکار برابر چلتے رہتے ہیں جبکہ اور لوگ پڑے سو رہے ہوتے ہیں۔میں نے کہا بس بس یہ کون لوگ ہوں گے جن کی اللہ تعالیٰ آنکھیں ٹھنڈی کریں گے؟ انہوں نے پوچھا کیا آپ نہیں جانتے؟ میں نے کہا اللہ قسم! میں ان کو نہی نجانتا انہوں نے کہا وہ لوگ ہیں جو راتوں کو تہجد پڑھتے ہیں اور سوتے نہیں۔(تذکرۃ القرطبی: (2\480)، روض الریاحین امام یافعی ؒ)۔

حوروں اور عورتوں سے مباشرت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ﴾. (سورۃ الطّور:20)

(ترجمہ) اور ہم ان جنتیوں کی حور عین سے شادی کر دیں گے۔

﴿اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ﴾. (سورۃ یس:55)

(ترجمہ) اہل جنت (کا حال یہ ہے کہ وہ) بے شک اس روز (جنت میں) اپنے مشغلوں میں خوش دل ہوں گے۔حضرت ابن عباس ؓ اس آیت کی گفسیر میں فرماتے ہیں کہ ان کا مشغلہ کنواریوں کے پاس جانا ہوگا۔ (تفسیر ابن جریر 18\33 'صفۃ الجنۃ ابونعیم (376)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی ایسے ہی روایت ہے۔،حضرت عکرمہ اور حضرت امام اوزاعی سے بھی ایسے ہی منقول ہے۔

جنتی صحبت بھی کریں گے

(حدیث) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کیا جنتی صحبت بھی کریں گے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

دحامًا دحامًا لا منی و لا منية. (درمنثور (1\40) بحوالہ وکامل ابن عدی (726)، کنز العمال (14\484)

(یعنی خوب جوش سے صحبت بھی کریں نہ مرد کا پانی نکلے گا اور نہ موت آئے گے)۔

جنتی کے پاس سو مردوں کے برابر طاقت ہوگی

(حدیث) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مؤمن کو جنت میں سو مردوں کی طاقت دی جائے گی صحبت کرنے میں۔

ایک دن میں سو عورتوں کے پاس جا سکے گا

(حدیث) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! کیا ہم جنت میں اپنی بیویوں کے پاس جاسکیں گے؟ تو آپ نے رشاد فرمایا ایک مرد ایک دنمیں سو کنواریوں کے پاس جا سکے گا۔(طبرانی بسند صحیح (2\13) اور ایک روایت ہے کہ ایک صبح میں سو عورتوں کے پاس جا سکے گا۔

جنابت کستوری بن کر خارج ہو جائے گی

(حدیث) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ان البول والجنابة عرق يسيل عن تحت جوانيهم' الى اقدامهم مسك" (طبرانی)

(ترجمہ) پیشاب اور جنابت جنتیوں کے پہلوؤں کے نیچے سے پسینہ کی شکل میں بہہ کر قدموں تک جاتے جاتے کستوری بن جائے گا۔

عورت صحبت کے بعد خود بخود پاک ہو جائے گے

(حدیث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"انطافی الجنۃ؟قال:نعم والذی نفسی بیدہ دحمًا دحمًا،فاذا قام عنھا رجعت مطھرۃ بکراً"

(ترجمہ) (کسی نے سوال کیا کہ) کیا ہم جنت میں صحبت بھی کریں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! خوب جوش وخروش سے، جب جنتی اپنی بیوی سے فارغ ہوگا تو وہ پھر پاک اور کنواری ہو جائے گی۔ (درمنثور (41.401) (صحیح ابن حبان (7359) (246\10)

ایک دوسرے سے سیر نہیں ہوں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث صور میں جناب رسول اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جن نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے تم لوگ دنیا کے جاننے سے زیادہ نہیں جانتے۔ جنتیوں میں سے ہر شخص اپنی ان بہتر بیویوں کے پاس جائے گا جن کو اللہ تعالیٰ نے (اپنی قدرت تخلیق سے) نئے سرے سے پیدا کیا ہوگا ان میں سے دو بیویاں اولاد آدم میں سے ہوں گی ان دو بیویوں کی ان سب عورتوں پر فضیلت ہوگی جن کو اللہ تعالیٰ نئے سرے سے پیدا کیا ہوگا وہ اس لئے کہ ان عورتوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تھی۔ جنتی مرد ان دونوں عورتوں میں سے ایک کے پاس یاقوت کے بالا خانہ مین سونے کے پلنگ پر داخل ہوگا اس پلنگ کو لولو کا تاج پہنایا گیا ہوگا۔ اس بیگم پر موٹے اور باریک ریشم کے ستر جوڑے ہوں گے۔ جنتی اس کے کندھوں کے درمیان (یعنی پشت پر) اپنا ہاتھ رکھے گا تو اس کو اس کے سینے کی طرف سے کپڑوں، جلد اور اس کے گوشت کے پیچھے سے نظر آئے گا اور وہ اپنی بیوی کی پنڈلی دھاگے کر دیکھتا ہوگا جس طرح سے تم میں کا کوئی شخص یاقوت کے موتی کے سوراخ میں دھاگے کر دیکھتا ہے۔ مرد کا سینے کے اندر کا حصہ عورت کیلئے آئینہ ہوگا اور عورت کے سینے کے اندر کا حصہ مرد کیلئے آئینہ ہوگا۔ اسی دوران وہ مرد اس بیوی کے پاس ہوگا نہ یہ اس سے سیر ہو رہا ہوگا نہ

وہ اس سے سیر ہو رہی گی۔ یہ جب بھی اس سے مباشرت کرے گا وہ اس کو کنواری (جیسی) ملے گی نہ مرد نفس ڈھیلا ہوگا نہ عورت کی اندام نہانی کو تھکاوٹ اور تکلیف ہوگی یہ دونوں اسی حالت میں ہوں گے کہ اس کو آواز دی جائے گی ہم جانتے ہیں کہ نہ تو سیر ہوتا ہے نہ تجھ سے (بیوی کی) سیری موتی ہے کیونکہ (وہاں نہ مرد کا پانی ہوگا نہ عورت کا کہ اس کے خروج سے خواہش میں فتور آجائے) بلکہ اس کی اور بیویاں بھی ہوں گی یہ جنتی ان عورتوں میں سے ہر ایک کے پاس ایک ایک کر کے جائے گا یہ جب بھی کسی عورت کے پاس جائے گا وہ یہ کہے گی کہ اللہ کی قسم! جنت میں آپ سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں اور جنت میں میرے نزدیک آپ سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں۔ (درمنثور (339\5)، تفسیر ابن کثیر 276\3)

ایک خیمہ کی کئی حوریں

(حدیث) حضرت عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ جناب رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: مؤمن کیلئے جنت میں خول دار لؤلؤ کا ایک خیمہ ہوگا جس کی لمبائی ساٹھ میل ہوگی، اس میں مؤمن کی گھر والیاں ہوں گی یہ ان کے پاس جاتا ہوگا مگر یہ گھر والیاں (اس حالت میں) ایک دوسرے کو نہیں دیکھتی ہوں گی۔ (بخاری (3243) فی بدء الخلق، مسلم۔ رقم الحدیث: 2838)

بالطف بیویاں

(حدیث) حضرت لقیط بن عامر نے عرض کیا یارسول اللہ جنت میں کس کس نعمت سے لطف اندوز ہوں گے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: صاف شفاف شہد کی نہروں سے اور (شراب کی) ایسی نہروں کے پیالوں سے جن میں نہ تو نشہ ہوگا نہ ندامت ہوگی، اور ایسے پانی سے جو کبھی خراب نہ ہوگا اور ایسے میوؤں سے تمہارے خدا کی قسم جن کو تم جانتے ہو جبکہ وہ ان میوؤں سے بہت بہتر ہوں گے، اور پاک صاف بیویوں سے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا ہمارے لئے جنت میں اس قابل بیویوں سے اسی طرح سے لطف اندوز ہوں گے جس طرح سے تم دنیا میں لطف اندوز ہوتے ہو اور وہ تم سے لطف اندوز ہوں گی بس یہ بات ضرور ہے کہ وہاں توالد تناسل نہیں ہوگا۔ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر 213\19 (477)

قربت کی لذت جسم مین ستر سال تک باقی رہے گی

حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ جنتی کی شہوت اس کے بدن میں ستر سال تک جاری رہے گی جس کی لذت کو وہ محسوس کرتا ہوگا' اس سے جنتیوں کو جنابت لاحق نہیں ہوگی جس کی وجہ سے ان کو طہارت کی ضرورت پڑے نہ ہی ضعیف ہوگا اور نہ ہی قوت میں کمی ہوگی بلکہ ان کی قربت بطور لذت اور نعمت کے ہوگی جس میں ان کو کسی بھی قسم کی کوئی آفت اور دکھ نہ ہوگا۔ (کتاب التوحید ابن خزیمہ ص186' زادالمعاد 3\677)

امام ابن ابی الدنیاؒ نے حجرت سعید بن جبیر کے مذکورہ ارشاد کو اس طرح سے نقل کیا ہے کہ جنت میں مرد کا قد ستر میل کے برابر ہوگا اور عورت کا تیس میل کے برابر ہوگا اس عورت کے سرین خشک زمین کی طرح پیاسے ہوں گے' مرد کی شہوت عورت کے جسم میں ستر سال تک باقی رہے گی جس کی اس کو لذت محسوس ہوگی۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا (271)۔

اور ابن ابی شیبہؒ نے اس روایت کو یوں روایت کیا ہے کہ حجرت سعید بن جبیرؒ نے بیان کیا کہ یہ کہا جاتا تھا کہ جنتیوں میں سے مرد کا قد نوے میل ہوگا اور عورت کا قد اسی میل ہوگا اور عورت کے سرین خشک زمین کی طرح پیاسے ہوں گے' مرد کی شہوت عورت کے جسم میں ستر سال تک باقی رہے گی جس کی اس کو لذت محسوس ہوگی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 13\104 (15829)' حلیۃ الاولیاء (4\387)

ہر دفعہ دیکھنے سے نئی خواہش پیدا ہوگی

حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں جنت مین جو چاہیں گے وہی ہوگا وہاں اولاد نہ ہوگی' فرمایا کہ جنتی آدمی جب ایک مرتبہ اہلیہ کو دیکھے گا تو اس کو خواہش ہوگی پھر دوبارہ دیکھے گا تو اور خواہش پیدا ہوگی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ (13\116).

(12500) بیویوں سے قربت

حضرت عبدالرحمٰن بن سابطؒ فرماتے ہیں کہ جنتی مرد کی پانچ سو حوروں سے اور چار ہزار کنواریوں آٹھ ہزار (دنیا کی) شادی شدہ عورتوں سے شادی کی جائے گی۔ ان عورتوں میں سے ہر ایک سے وہ جنتی دنیا کی عمر کے برابر بغل گیر ہوگا ان دونوں (بغل گیر ہونے والوں) میں سے کوئی ایک دوسرے سے کوئی روک

ٹوک نہیں کرے گا (نہ مرد بیوی کو نہ بیوی مرد کو)' اس کے بعد اس سے قربت کرے گا اور دنیا کی تمام عمر کے برابر بھی اپنی قربت کو پورا نہ کرے گا (بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ اس کے پاس جائے گا)' اس طرح سے اس کے پاس کوئی برتن (کھانے پینے وغیرہ کا) پیش کیا جائے گا اور اس کے ہاتھ میں رکھا جائے گا اس سے بھی دنیا کی تمام عمر کے برابر لذت حاصل کرنے مین سیری نہیں ہوگی۔

(صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا (272)' البعث والنشور۔)

رؤیۃ اللہ تعالیٰ

دیدار الٰہی کا بیان

اللہ تعالیٰ کی زیارت قطعی اور یقینی ہے

امام لالکائیؒ حضرت مفضل بن غسان سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام یحیٰی بن معینؒ سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی زیارت کے متعلق سترہ احادیث مروی ہیں جو سب کی سب صحیح درجہ کی ہیں۔ (کتاب السنہ امام لالکائی (البدور السافرہ: 2223)۔

علامہ سیوطیؒ یہ بات نقل کرکے فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ زیارت خداوندی کے ثبوت میں (1) حضرت انس (2) حضرت جابر بن عبداللہ (3) حضرت جریر بجلی (4) حضرت حذیفہ بن یمان (5) حضرت زید ابن ثابت (6) حضرت صہیب (7) حضرت عبادہ بن صافت (8) حضرت ابن عباس (9) حضرت عبداللہ بن عمرو (10) حضرت ابن مسعود (11) حضرت لقیط بن عامر (12) حضرت ابن ابی رزین عقیلی (13) حضرت علی بن ابی طالب (14) حضرت عدی بن حاتم (15) حضرت حضرت عمار بن یاسر (16) حضرت فضالہ بن عبید (17) حضرت ابوسعید خدری (18) حضرت ابوموسیٰ اشعری (19) حضرت ابوبکرؓ (20) حضرت بریدہ (21) حضرت ابو امامہ (22) حضرت عائشہؓ (23) عمارہ بنرویبہ (24) حضرت سلمان فارسیؓ (25) عبداللہ بن عمرؓ (26) حضرت ابی ابن کعب (27) حضرت کعب بن عجرۃ (28) ورجل غیر مسمی (29) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے احادیث رسول اللہ ﷺ روایت ہیں۔ (البدور السافرہ (2224)، مع اضافہ از حادی الارواح ص: 373۔)

یہ روایات حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کی زیارت یقینی ہے اس کا انکار گمراہی بلکہ کفر ہے۔ نیز زیارت خداوندی بہت سی آیات سے بھی ثابت ہے ذیل میں ہم مذکورہ احادیث میں سے چند روایات نقل کرتے ہیں۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: وہ وقت آنے والا ہے جب تم اپنے پروردگار کو اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھو گے۔ ایک روایت میں حضرت جریرؓ نے بیان کیا کہ ہم لوگ رسول کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے چودھویں شب کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا تم اپنے پروردگار کو اس طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو، اس پروردگار کو دیکھنے میں تم کوئی رکاوٹ اور پریشانی محسوس نہیں کرو گے پس اگر تم سے ہو سکے تو تم اس نماز کو جو سورج نکلنے سے پہلے کی ہے (یعنی فجر) اور اس نماز کو سورج ڈوبنے سے پہلے کی ہے (یعنی عصر) نہ چھوڑو تو یقیناً ایسا کرو! پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی **﴿وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها﴾** اور اپنے پروردگار کی حمد و پاکی بیان کرو یعنی نماز پڑھو سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے۔

(توضیحات شرح مشکوۃ جلد 8: ص 47 بحوالہ بخاری و مسلم)

دیدار الٰہی سب سے بڑی نعمت ہے

اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب تمام جنتی جنت میں پہنچ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس سے زیادہ کچھ اور تم مجھ سے چاہتے ہو؟ جنتی عرض کریں گے کہ کیا آپ نے ہمارے چہروں کو روشن و منور نہیں کیا؟ کیا آپ نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا؟ کیا آپ نے ہمیں دوزخ کی آگ سے نجات نہیں دی؟! آپ نے فرمایا: تب حجاب اٹھا دیا جائے گا اور اہل جنت اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کی طرف دیکھیں گے اور اہل جنت کو ایسی کوئی نعمت عطا نہیں ہوئی جو پروردگار کی طرف سے ان کے دیکھنے سے زیادہ بہتر اور پسندیدہ ہو پھر آنحضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی **﴿للذین احسنوا وزیادۃ﴾** (رواہ مسلم)

جنت میں صبح وشام دیدار الٰہی ہوگا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جنتیوں میں قدر و مرتبہ کے اعتبار سے ادنیٰ شخص وہ ہوگا جو اپنے باغات، اپنی عورتوں، اپنی نعمتوں، اپنے خدمت گاروں اور اپنے تخت و کرسی پر نظر رکھے گا جو ایک ہزار برس کی مسافت کے بقدر رقبہ میں پھیلے ہوئے ہوں گے، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے مرتبہ وقدر کا شخص وہ ہوگا جو صبح وشام اپنے پروردگار کی ذات اقدس کے دیدار کی سعادت حاصل کرے گا پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی **﴿وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة﴾** بہت سے چہرے اس دن اپنے پروردگار کے دیدار سے تر و تازہ اور خوش و خرم ہوں گے۔ (احمد، وترمذی)

اور حجرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص بلا مزاحمت غیر، تنہاء اپنے پروردگار کو دیکھے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! ابورزین کہتے ہیں کہ پھر میں نے پوچھا کہ کیا پروردگار کی دنیاوی مخلوق میں اس کی کوئی مثال ہے؟ فرمایا: ابورزین! کیا تم مین سے ہر شخص چودہویں شب میں چاند کو بلا مزاحمت غیر، تنہاء نہیں دیکھتا میں نے عرض کیا کہ بے شک دیکھتا ہے! فرمایا: چاند تو اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ وہ پروردگار کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے اور پروردگار بہت بذرگ و برتر ہے۔ (ابوداؤد)

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی زیارت

فرمان خداوندی: **﴿كلا انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون﴾** (المطففین: 15)

(ہرگز نہیں یہ کافر قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے سے روک دئے جائیں گے یعنی اللہ تعالیٰ کی زیارت نہیں کر سکیں گے)۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تبارک وتعالیٰ بنفس نفیس ظاہر ہوں گے ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی زیارت نہیں کر سکیں گے۔

(تفسیر ابن ابی حاتم، کتاب السنہ امام لالکائی (البدور السافرہ: 2220)۔

امام شافعی مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اس بات کی دلالت موجود ہے کہ اولیاء اللہ قیامت کے دن اپنے رب کی زیارت سے مشرف ہوں گے۔

نابینا کا انعام اللہ کی زیارت

(حدیث) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث کو حضرت جبریل علیہ السلام سے اور انہوں نے جناب باری تعالیٰ سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے جبریل! اس بندہ کا کیا انعام ہے جس کی میں (دنیا میں) دونوں آنکھیں لے لوں؟ انہوں نے عرض کیا آپ کی ذات پاک ہے ہمیں معلوم نہیں مگر جتنا آپ نے ہمیں علم عطا فرمایا ہے؛ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کا انعام یہ ہے کہ وہ میرے گھر (جنت) میں داخل ہوگا اور میرے چہرہ کی زیارت کرے گا۔

(طبرانی اوسط، ابن ابی حاتم فی کتاب السنہ، لا لکائی فی کتاب السنہ، (البدور السافرہ: 3336)، ترغیب وترہیب (3\302)، اتحاف السادۃ (9\28)۔

جنت کی تمام نعمتوں میں سے سب سے زیادہ مزہ اللہ تعالیٰ کی زیارت میں آئے گا

(حدیث) حضرت جابرؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنتی حضرات اپنی اپنی نعمتوں میں مزے لے رہے ہوں گے کہ اچانک ان پر ایک نو چمکے گا اور وہ اپنے سر اٹھائیں گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کو دیکھیں گے کہ اس نے اوپر سے ان پر جھانکا ہوگا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "**السلام علیکم یا اھل الجنۃ**" (اے جنت والو السلام علیکم) اسی کے متعلق اللہ عز وجل کا یہ ارشاد ہے: ﴿**سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ**﴾ (یٰسین: 58) ان کو پروردگار مہربان کی طرف سے سلام فرمایا جائے گا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف دیکھیں گے اور جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتے رہیں گے جنت کی کسی بھی نعمت کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے حتی کہ اللہ تعالیٰ ان سے پردہ میں چلے جائیں لیکن اللہ تعالیٰ کا نور اور برکت (کا اثر) ان پر ان کے محلات میں باقی رہے گا (اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ظاہر ہونا اور جھانک کر دیکھنا مکان اور حلول سے پاک ہے)۔

(ابن ماجہ، (174)، ابن ابی دنیا (97)، دار قطنی، ترغیب وترہیب 4\553، درمنثور (5\466)۔ مجمع الزوائد (7\98)

دعائے حضور ﷺ برائے لذت زیارت خداوندی

(حدیث) حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ یہ دُعا مانگا کرتے تھے: "**اللھم انی اسألك برد العیش بعد الموت، ولذۃ النظر الی وجھك، والشوق الی لقائك، فی غیر ضراء مضرۃ ولا فتنۃ مضلۃ.**" (مسند احمد 5\191) وابن حبان (1917) ونسائی 5\54)

(ترجمہ) اے اللہ! میں آپ سے وفات کے بعد سکون کی زندگی کی دُعا کرتا ہوں، اور آپ کے چہرہ اقدس کی طرف نگاہ کرنے کی لذت کا سوال کرتا ہوں اور آپ سے ملاقات کے شوق کی دُعا کرتا ہوں بغیر کسی دکھ تکلیف کے اور بے راہ کرنے والے فتنہ کے۔

زیارت خداوندی مرنے کے بعد ہوگی

(حدیث) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جناب نبی کریم ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے دجال کا ذکر کیا پھر فرمایا" **واعلموا انکم لن تروا ربکم حتی تموتوا**" تم جان لو تم اس وقت تک اپنے پروردگار کی زیارت نہیں کر سکتے جب تک کہ تم وفات نہ پالو۔ (مسند احمد: 5\324، ابوداؤد (4320)

قریب سے کون زیارت کریں گے

(حدیث)"**ان اھل الجنۃ یرون ربھم فی کل جمعۃ، فی رمال الکافور، واقربھم منہ مجلسًا اسرعھم الیہ یوم الجمعۃ وابکرھم غدوًا**" (البعث ابن ابی داؤد، البعث والنشور، حادی الارواح ص: 407)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت والے کافور کے ٹیلوں پر بیٹھ کر ہر جمعہ اپنے رب کی زیارت کریں گے۔ ان میں سب سے زیادہ قریب سے (زیارت کرنے) والا وہ شخص ہوگا جو جمعہ کے دن جلدی جائے گا اور صبح کو جلدی اٹھتا ہوگا۔

اعلیٰ درجہ جنتی اللہ تعالیٰ کی صبح وشام زیارت کرے گا

(حدیث) حضرت ابع عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"**ان ادنی اھل الجنۃ منزلۃ لمن ینظر الی جنانہ وازواجہ ونعیمہ وخدمہ وسررہ مسیرۃ الف سنۃ، وان اکرمھم علی اللہ تعالیٰ، من ینظر الی وجھہ غدوۃ وعشیۃ، ثم قال رسول اللہ ﷺ ﴿وجوہ یومئذ﴾ الآیۃ.**"

(ترجمہ) سب سے کم درجہ کا جنتی وہ ہوگا جو اپنی جنتوں، بیویوں، نعمتوں، خدمتگاروں اور تختوں کو ایک ہزار سال کی مسافت تک دیکھتا ہوگا اور ان میں سے زیادہ مرتبہ کا شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہوگا جو اللہ

تعالیٰ کے چہرہ اقدس کی صبح شام زیارت کرے گا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے یہ آیت فرمائی ﴿وجوہ یومئذ ناضرۃ۔ الیٰ ربھا ناظرۃ﴾ (القیامۃ:22،23) اس دن (قیامت) میں اور جنت میں بہت سے چہرے روتازہ ہشاش بشاش ہوں گے اپنے پروردگار کی طرف دیکھتے ہوں گے۔

ادنیٰ جنتی کا اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے کا حال

ادنیٰ درجہ کا جنتی وہ شخص ہوگا کہ جب وہ جنت کے دروازہ سے داخل ہوگا تو اس کے غلمان (خدام) اس کا استقبال کریں گے اور کہیں گے ہمارے آقا کو خوش آمدید! آپ کو اجازت عطاء ہوگئی تو آپ ہم سے ملاقات فرمائیں۔ پھر اس کیلئے چالیس سال کے سفر کے برابر قالین بچھائے جائیں گے۔ پھر وہ اپنے دائیں بائیں دیکھے گا اور پوچھے گا یہ سب کس کیلئے ہے؟ تو کہا جائے گا یہ سب آپ کیلئے ہے؟ تو کہا جائے گا یہ سب آپ کیلئے ہے حتیٰ کہ یہ جب اپنی منزل تک پہنچے گا تو اس کے سامنے یاقوت احمر اور زبرجد اخضر کو پیش کیا جائے گا جس کے ستر حصے ہوں گے اور ہر حصہ میں ستر بالاخانے ہوں گے اور ہر بالاخانہ کے ستر دروازے ہوں گے۔ کہا جائے گا تلاوت کرتے جاؤ اور بالاخانوں میں چڑھتے جاؤ۔ چنانچہ وہ چڑھے گا حتیٰ کہ اپنی سلطنت کے تخت پر براجمان ہوگا اور اس کی ٹیک لگائے گا اس تخت کی لمبائی چوڑائی ایک میل ہوگی، پھر اس کے سامنے فوراً سونے کے برتن پیش ہوں گے ان میں سے کوئی برتن اپنے دوسرے برتن کی طرح کا کھانا نہیں رکھتا ہوگا ان میں سے اخیر والے کی لذت بھی اس کو ویسی ہی معلوم ہوگی جیسی کہ پہلے والے کی معلوم ہوگی۔ پھر اس کے سامنے پینے کی مختلف چیزیں پیش کی جائیں گے اور ان سے اپنی حسب خواہش جتنا چاہے گا نوش کرے گا۔ پھر خدام کہیں گے کہ اس کو اس کی بیویوں ل کیلئے چھوڑ دو چنانچہ خدام تو چلے جائیں گے اور فوراً حوروں میں سے ایک حور اپنے تخت شاہی پر بیٹھی نظر آئے گی، اس پر ستر پوشاکیں ہوگی ہر پوشاک کا رنگ دوسری سے جدا ہوگا، جنتی اس کی پنڈلی کے گودا کو بھی گوشت، ہڈی اور ملبوسات کے اندر سے ایک سال کے عرصہ تک (حسن ولذت اور نفاست کی وجہ سے) دکھیتا رہے گا۔ پھر اس حور کی طرف نظر کرے گا تو وہ کہے گی میں ان حوروں میں سے ہوں جو آپ کیلئے تیار کی گئی ہیں، پھر وہ جنتی اسطرف چالیس (سال) کے عرصہ تک دیکھتا رہے گا اس سے نظر نہیں ہٹائے گا۔ پھر اس حور کی

طرف نظر کرے گا تو وہ کہے گی میں ان حوروں میں سے ہوں جو آپ کیلئے تیار کی گئی ہیں، پھر وہ جنتی اس حور کی طرف چالیس (سال) کے عرصہ تک دیکھتا رہے گا اس سے نظر نہیں ہٹائے گا۔ پھر اپنی نگاہ دوسرے بالاخانہ کی طرف اٹھائے گا تو اس میں) پہلی سے بھی زیادہ خوبصورت حور نظر آئے گی وہ کہے گی آپ کے نزدیک ہمارے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ ہم آپ سے کچھ نصیب پائیں؟ تو وہ اس کے پاس چالیس سال تک اس حالت میں پہنچے گا کہ اس سے اپنی نگاہ کو نہیں پھیرتا ہوگا۔ پھر جب اس تک ہر طرح کی نعمتوں کی فراوانی ہوگی اور سوہ جنتی سمجھیں گے کہ اب ان سے افضل نعمت کوئی نہیں رہی تو اس وقت رب تعالیٰ تجلی فرمائیں گے اور وہ اللہ رحمٰن کے چہرہ اقدس کی طرف نگاہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے جنت کے مکینو! میرا کلمہ طیبہ پڑھو تو وہ رحمٰن عزوجل کو **لا الہ الا اللہ** کے ساتھ جواب دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے داؤد (علیہ السلام!) آپ میری ویسی ہی بزرگی بیان کریں جس طرح سے دنیا میں کیا کرتے تھے تو حضرت داؤد علیہ السلام اپنے رب عزوجل کی بزرگی بیان فرمائیں۔

(ابن ابی الدنیا، دار قطنی، ترغیب وترہیب)

زیارت کے وقت انبیاء صدیقین اور شہداء کا اعزاز

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(ترجمہ) میرے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا جنت میں ایک وادی ہے جو سفید کستوری کو پھیلاتی ہے۔ جب جمعہ کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ مقام علیین سے اپنی کرسی پر نازل ہوں گے۔ پھر اس کرسی پر نازل ہوں گے۔ پھر اس گرد نور کے ممبر نصب ہوں گے اور انبیاء کرام تشریف لاکر ان پر بیٹھیں گے، پھر ان منبروں کو (سونے کی کرسیاں) گھیرے میں لیں گی جن پر جوہر کے تاج سجائے گئے ہوں گے حضرات صدیقین اور شہداء تشریف لاکر ان کو زینت بخشیں گے۔ پھر بالاخانوں والے حضرات تشریف لائیں گے اور (کستوری کے) ٹیلوں پر تشریف رکھیں گے۔ اب ان کے سامنے (اللہ تعالیٰ) رونق افروز ہوں گے اور ارشاد فرمائیں گے میں ہوں وہ ذات جس نے تمہارے ساتھ اپنا وعدہ پورا کیا اور تم پر اپنی نعمت پورا فرمایا۔ یہ میری زندگی کا مقام ہے تم مجھ سے مانگو۔ چنانچہ (یہ تمام حضرات)

اللہ تعالیٰ سے اتنا طلب کریں گے کہ ان کی رغبت اور شوق پورا ہو جائے گا۔اس کے بعد ان حضرات کیلئے (انعامات کے ایسے دروازے کھلیں گے جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گذرا ہوگا ان کو یہ نعمتیں آئندہ کے جمعہ تک کیلئے عنایت ہوں گی (پھر اللہ تبارک وتعالیٰ) اپنی کرسی پر صعود فرمائیں گے اس کے ساتھ شہدا اور صدیق بھی تشریف لے جائیں گے۔میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ پھر بالا خانوں والے اپنے بالا خانوں میں جو ایک سفید موتی سے بنے ہوں گے نہ ان میں کوئی جوڑ ہوگا نہ پھٹن ہوگی لوٹ جائیں گے یا) یہ یاقوت احمر سے بنے ہوں گے اور زبرجد اخضر سے بنے ہوں گے (انہیں میں بالا خانے بھی ہوں گے اور ان کے دروازے بھی ہوں گے) ان میں نہریں چلتی ہوں گی اور ان کے (درختوں کے) پھل لٹکتے ہوں گے، ان میں نہریں چلتی ہوں گی اور ان کے (درختوں کے) پھل لٹکتے ہوں گے، ان میں ان کی بیویاں ہوں گی خدا متگار رہوں گے۔مگر سب سے زیادہ ان کو جمعہ کے دن کے آنے کی طلب ہوگی (تاکہ ان کی عزت اور مرتبہ میں اور اضافہ ہو) اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی زیارت کا (بھی) اضافہ ہو (اسی لئے اس جمعہ کے دن کو یوم مزید کہا گیا ہے)۔

(مجمع الزوائد (10\421) بحوالہ طبرانی فی الاوسط وابویعلی)

(اللہ تعالیٰ کی جنتیوں سے گفتگو)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(ترجمہ) اللہ تبارک وتعالیٰ (جنت والوںکو پکارکر) فرمائیں گے۔اے جنت والو! تو وہ عرض کریں گے ہم حاضر ہیں ہمارے پروردگار اور سعادت آپ کی طرف سے ہے اور خیر آپ کے قبضہ میں ہے۔وہ فرمائے گا کیا تم راضی ہو گئے؟ ہمیں کیا ہوگی ہم کیوں راضی نہ ہوں گے جبکہ آپ نے ہمیں اتنا نوازا ہے کہ اپنی مخلوق میں سے اتنا کسی کونہیں نوازا۔تو وہ فرمائے گا میں تمہیں اس سے افضل نعمت عطاء نہ کروں؟ تو وہ عرض کریں گے اے رب! اس سے افضل کونسی نعمت ہے؟ تو ہو فرمائے گا میں آپ سب حضرات کو اپنی

رضا اور خوشنودی عطاء کرتا ہوں اب کے بعد (تم پر) کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

جنتیوں پر تجلی فرما کر اللہ تعالیٰ کا مسکرانا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان اللہ يتجلى للمؤمنين يضحك۔(مسلم شريف)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ (جنت میں) مؤمنین کی طرف مسکراتے ہوئے تجلی فرمائیں گے۔

(فائدہ) اللہ تعالیٰ کے مسکرانے کا معنی علم عقائد کے مطابق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت پر اپنے فضل، نعمت اظہار رشرافت کا نزول فرمائیں گے۔(مشکل الحدیث لابن فورک)

کامل نعمت کیا ہے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (اللہ تعالیٰ کی) کامل نعمت جنت میں داخل ہونا اور جنت میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنا ہے۔(البدور السافرہ:2264)، حاوی الاروح ص409۔)

اللہ تعالیٰ کی زیارت کس طرح کی جنت میں ہوگی

بلاشبہ جب اللہ تعالیٰ جنت والوں کو جنت میں اور دوزخ والوں کو دوزخ میں داخل کر چکیں گے تو حضرت جبریل علیہ السلام کو جنتی حضرات کے پاس بھیجیں گے تو حضرت جبریل (پکارکر) فرمائیں گے اے جنت والو! آپ کو رب آپ کو سلام فرماتا ہے اور آپ کو حکم دیتا ہے کہ تم جنت کے میدان میں اس کی زیارت کو نکلو۔یہ میدان جنت کیا ہموار حصہ ہوگا اس کی مٹی مشک کی ہوگی اور کنکر در ویاقوت کے ہوں گے اور درخت سرسبز سونے کے ہوں گے جس کے پتے زبرجد کے ہوں گے۔چنانچہ جنت والے حضرات خوشی اور سرور کے ساتھ سلامتی اور غنیمت میں نکلیں گے۔ان کو اللہ تعالیٰ کی شان وشوکت اور زیارت چہرہ اقدس کے ساتھ سرخرو کیا جائے گا۔یہی اللہ تعالیٰ کے وعدہ کا مقام ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ پورا فرمائیں گے۔اس وقت یہ رب العالمین کے چہرہ اقدس کی زیارت سے لطف اندوز ہوں گے اور کہیں گے آپ کی ذات پاک ہے ہم نے آپ کی عبادت اس طرح سے نہیں ک سے آپ کی عبادت کا حق تھا۔تو اللہ تعالیٰ

ارشادفرمائیں گے میری شان اورعظمت کے لائق یہ ہے کہ میں نے تمہیں اپنے قریب جگہ دی اور اپنے گھر میں رہائش عطاء کی۔(ترغیب والترہیب امام اصبہانی،مسند احمد(4\11۔12)ابن ماجہ،حاکم)

اللہ تعالیٰ کو سب مسلمان دیکھیں گے

حضرت ابورزین (لقیط رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا یارسول اللہ کیا ہم سب اپنے رب تعالی کو قیامت کے دن انفرادی طور پر دیکھیں گے؟ تو اپ نے ارشادفرمایاہاں۔میں نے عرض کیا اس کی کیا علامت ہوگی؟ آپ نے ارشادفرمایا کیاتم میں سے ہرایک انفرادی طور پر چاند کونہیں دیکھتا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کیا کیوں نہیں ۔تو آپ نے ارشادفرمایا اللہ تعالیٰ (تو اس چاند سے)بہت زیادہ عظمت والے ہیں۔(ابوداؤد:رقم الحدیث:4731)

خوف خدا کے واقعات

اللہ کے دیدار کا طالب

ایک بزرگ سے پوچھا گیا کہ قیامت میں ہم آپ کو کہاں تلاش کریں۔اِنہوں نے فرمایا جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دیدار میں مصروف ہوں ہوگے وہاں آ کر دیکھ لینا۔لوگوں نے پوچھا یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ فرمایا میں نے اپنی آنکھوں کو ہر حرام چیز سے بند کرلیا ہے۔اور ہر برائی اور گناہ سے اپنے آپ کو بچالیا ہے۔اور میں اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا کرتا ہوں کہ میری جنت بس یہ ہو کہ میں آپ کو دیکھا رہوں۔

شاعر کہتا ہے۔

اے دلوں کے پیارے تیرے سوا میرا کون ہے، آج کے دن تو میرے گناہوں پر رحم کردے
جنتوں میں میرے لیے کوئی چیز نہیں ہے

میرے مولا جنت تو میں صرف اس لیے چاہتا ہوں تو کہ آپ کا دیدار ہوائے توبہ کرنے والوں کی جماعت ! آج تم نفسانی خواہشات سے روزہ رکھ لو تا کہ تم اپنے پروردگار سے ملاقات کے وقت عید الفطر پالو۔موت میں تاخیر کی وجہ سے تمہاری امیدیں لمبی نہ ہوجائیں کہ روزے کا بڑا دن ختم ہونے والا

ہے۔اور ملاقات کی عید کا دن قریب آنے والا ہے۔شاعر کہتا ہے: وہ دن جو جمع کرنے والا ہوگا وہ دن میری عید کا ہوگا کہ اس کے سوا میری کوئی عید نہیں ہے۔ (خواف خدا کے سچے واقعات ص376)

خوف خدا

حضرت ربعی بن حراش رحمتہ علیہ ایک جلیل القدر تابعی ہیں ،انہوں نے ساری زندگی کبھی جھوٹ نہیں بولا،انہوں نے قسم کھائی کہ جب تک مجھے آخرت میں اپنا مقام معلوم نہ ہوجائے میں ہرگز نہیں ہنسوں گا۔چنانچہ ساری زندگی نہیں ہنسے۔وفات کے وقت ان کو ہنستے ہوئے دیکھا گیا۔اسی طرح ان کے بھائی ربیع بن حراشؓ نے بھی قسم کھائی کہ جب تک مجھے معلوم نہ ہوجائے میں جنتی ہوں یا دوزخی اس وقت تک نہیں ہنسوں گا۔جب ان کی وفات ہوئی تو ان کو غسل دینے والے کا بیان ہے کہ جب تک ہم ان کو غسل دیتے رہے وہ برابر ہنستے رہے۔ان دونوں حضرات کے بھائی مسعود ہیں جنہوں نے اپنی وفات کے بعد کلام کیا تھا،گویا سارا کنبہ نورٌ علیٰ نور تھا۔(تراشے ص97)

اللہ والوں کی شب بیداری

اللہ والے اسی تدبیر سے ڈر رہے ہوتے ہیں۔انہیں امن نہیں ہوتا۔وہ راتوں کو تہجد پابندی سے پڑھتے ہیں اور اللہ کے سامنے دامن پھیلا کر بیٹھتے ہیں۔میرے مولا! ظاہر میں تو نے دین کا کام کرنے کی توفیق دے دی،اب رسوا نہ کردینا،اب ذلیل نہ کردینا۔اب جگ ہنسائی نہ ہوجائے۔یہ عارفین کا خوف ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ نعمت نصیب فرمادے۔

روتے روتے جان نکل گئی

حضرت ابوبکر وداقؒ کا ایک صاحبزادہ جو ابھی کمسن ہی تھا......لیکن بہت ہی نیک اور اسی کمسنی میں بھی بہت خوف خدا رکھنے والا بچہ تھا...یہ بچہ قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے قریبی مسجد میں جایا کرتا تھا......ایک مرتبہ وہ مسجد میں گیا....اور سبق پڑھ کر واپس گھر آیا..تو زاروقطار رو رہا تھا......باپ نے اپنے پیارے بیٹے کو روتے ہوئے دیکھا تو پوچھا......بیٹا......کیا بات ہے....تم کیوں رو رہے ہو؟..

بیٹے نے روتے ہوئے جواب دیا......ابا جان.....آج سبق پڑھتے ہوئے میں نے ایک آیت مبارکہ پڑھی بس اس وقت سے میری یہ حالت ہوگئی ہے....اور آیت مبارک مجھے رونے پر مجبور کر رہی ہے....ایک دن وہ ہوگا.....کہ جس کی ہیبت سے لڑکے بھی بوڑھے ہو جائیں گے.....اس لڑکے پر بھی بوڑھے ہوجائیں گے .....اس لڑکے پر اس آیت مبارک کا اتنا اثر ہوا کہ وہ اس کے خوف سے بیمار پڑ گیا.....اور پھر اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا....(واقعات کی دنیا ص196)

خوف خدا پر ایک عجیب واقعہ ہار بھی ملا اور ہار والی بھی ملی

مکہ مکرمہ میں ایک عبادت گزار حاجی صاحب رہتے تھے وہ کہیں جارہے تھے راستہ میں ایک ریشمی ملی، جس میں ایک قیمتی ہار تھا بڑا قیمتی ہار ہے۔ ہیرے جواہرات اس میں جڑے ہوئے ہیں یہ تو بہت قیمتی ہے اسے چھپالینا چاہئے اللہ کا ڈر غالب آیا، اللہ کا خوف غالب آیا کہ بھائی اللہ دیکھ رہا ہے اگر اسے چھپالیا تو اللہ تو کہیں بھی پکڑ سکتا ہے اور جہنم میں ڈال سکتا ہے تو میں کیا کروں گا۔ اس کو چھپانے کے بجائے طے کرلیا کہ مالک ملے گا تو میں مالک کے حوالے کر دوں گا۔ اتفاق سے مالک بھی مل گیا کوئی تلاش کرتا پھر رہا ہے بھائی میرا ہار گم ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا بھائی میرے پاس بھی ایک تھیلی ہے تم دیکھو تمہاری تو نہیں، اس دیکھا اور دیکھ کر پہچان لیا کہ ہاں یہی میری تھیلی ہے اور یہ میرا ہار ہے وہ بڑا خوش ہوا تاجر نے اس کو پانچ سو اشرفیاں نکال کر انعام میں دیے، اس نے کہا، مجھ کو انعام نہیں چاہیے میں تو یہ جو کچھ کیا اللہ کو خوش کرنے کیلئے کیا، اللہ کی رضا کے لیے کیا تیرے انعام کے لیے نہیں کیا، اس بہت اصرار کیا اور کہا میں نے نیت کی تھی کہ اگر ہار مل جائے گا تو میں اس کے پانے والے کو اور لانے والے کو پانچ سو اشرفیاں دوں گا، اس لیے میں تم کو دے رہا ہوں کہا کہ نہیں مجھ کو پانچ سو اشرفیاں نہیں چاہئے بہر حال وہاں سے وہ چلا گیا اور اپنی بستی میں جا کر کہتا تھا کہ ایسا نیک آدمی نوجوان مجھ کو ملا، ایسا لڑکا اگر مجھ کو اپنے ہاں مل جاتا تو میں اپنی بیٹی کی شادی کر دیتا اور وہ اپنے یہاں کا بہت بڑا تاجر تھا۔

اب اللہ کی قدرت دیکھو، یہ نوجوان مکہ مکرمہ کا رہنے والا تھا اس کو سفر پیش آیا، سمندری سفر۔ سفر میں چلے اچانک طوفان آیا، اور کشتی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ ایک تختہ کے اوپر یہ لیٹے ہوئے ہیں اور تختہ بہتا ہوا چل

رہا ہے تمام ساتھی ادھر اُدھر ہوگئے معلوم نہیں کہ کون ہلاک ہوا اور کون ڈوبا، کون بچا، بہتے ہوئے تختہ پر جارہے ہیں، چلتے چلتے ایک کنارہ پر یہ تختہ رُکا وہاں ایک بستی آباد تھی بستی کے لوگ اتفاق سے آئے ہوئے تھے جب دیکھا کہ کوئی بیچارہ مسافر تختہ کے اوپر بہہ رہا ہے تو انہوں نے اس کو نکال لیا اور اپنی بستی میں گئے اور حالات معلوم کیے کہ یہ تو بڑے عالم ہیں اور بڑی مہارت بھی ان کو یاد ہے حافظ بھی ہیں اور عالم اور بہت نیک صالح شخص ہیں ان کو اپنے یہاں امام بنالیا جائے اور اپنے بچوں کو پڑھانے پر مقرر کرلیا اور ان کی تنخواہ مقرر کردی اور سب نے ان کو اپنا شیخ بھی بنایا اور اپنے سب کام ان کے مشورہ سے کرنے لگے ۔لوگوں نے سوچا کہ اتنا نیک آدمی مل گیا ہے اتنا بڑا عالم یہ کسی طرح یہاں سے چلا نہ جائے، اس لیے ایسی شکل کرنی چاہئے کہ یہ ہماری بستی رہے ایسے نیک آدمی کا بستی سے چلا جانا ٹھیک نہیں، اس کی کیا شکل ہو اس کی شکل یہ ہے کہ ان کی یہاں شادی کردو، شادی کیلئے سوچا فلاں لڑکی مناسب ہے اپنے بڑے تاجر کا انتقال ہوا ان کی بیٹی بہت خوبصورت بہت حسین اور جوان ہے، اسے رشتے کی ضرورت ہے ان سے کہا کہ بھائی فلاں رشتہ طے کر دیا جائے، لڑکی سے پوچھا لڑکی بھی تیار ہوگئی اس کے گھر والوں سے معلوم کیا وہ بھی تیار ہوگئے جب دونوں کی شادی کی گئی اور یہ رات کو وہاں پہنچا اور بیوی سے ملاقات ہوئی تو دیکھا اس کے گلے پر وہی ہار پڑا ہوا ہے جو ہار ان کو مکہ مکرمہ میں ملا تھا اور انہوں اس تاجر کو واپس کر دیا تھا اور انعام لینے سے بھی انکار کر دیا تھا وہ تاجر کہتا تھا کہ اگر یہ مجھے میرے یہاں مل جاتا تو میں اس کی شادی اپنی بیٹی سے کر دیتا، اللہ تعالیٰ نے اس کی نیکی کی برکت سے اس کی تقویٰ اور پرہیزگاری کی برکت سے اتنا نوازا اتنا نوازا کہ تم نے ہمارے ڈر کی وجہ سے ہار واپس کیا اور ہار والی بھی عطا کی، پھر یہ مکان اور کوٹھی بھی اور تجارت بھی اور جائیداد بھی اس تاجر کی وہ تمام کی تمام ملکیت اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا کر دی۔

یہ اللہ کا ڈر اور اللہ کا خوف جس دل میں اللہ کا ڈر ہوتا ہے اور اللہ کا خوف ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں بھی اس طرح نوازتا ہے اور بھائی یہ تو دنیا میں ہے اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ نوازیں گے۔ تو بھائی ہم یہاں دنیا میں رہتے ہوئے اصل یہ ہے کہ ہم اللہ کا ڈر اور خوف حاصل کریں اس کی اطاعت وفرمانبرداری کریں اور نافرمانیوں سے پرہیز کریں اور اسی کے اوپر اللہ تعالیٰ کی مدد آتی ہے۔

(رسالہ جامعہ نعمانیہ نمک منڈی پشاور، بنام فصیح البیان، بمطابق ستمبر، اکتوبر، نومبر 2019ء: ص5: از باب تقویٰ کی اہمیت مولانا عرفان اللہ صاحب ناظم تعلیمات جامعہ ھذا)

عشقِ حقیقی پر چند متفرق واقعات

اللہ سے کتنی محبت ہونی چاہیے

حضرت سمنون رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت اربعہ بصریہؒ اور ابراہیمؒ کے واقعات سے یہ معلوم ہوا کہ جو محبت اللہ سے غافل کردے اور جس کی وجہ سے تعلق مع اللہ میں ضعف آئے ایسی محبت مذموم ہے اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ اگر 50 فیصد محبت بیوی بچوں سے ہے تو 51 فیصد محبت اللہ سے ہونی چاہیے یعنی ہر حال میں ہر موقع پر اللہ کی محبت کو غالب رکھنے والا سچا ہے اگر ایسا معاملہ تو ایسا شخص دعویٰ محبت میں جھوٹا ہے۔ گزشتہ صفحات میں جو واقعات گزرے ہیں ان واقعات یہ شبہ ہوتا ہے کہ بیوی بچوں کی محبت شیخ کی محبت یہ عیر میں داخل ہے یا نہیں ان سے بھی محبت کرنے والے کی محبت اشد ہوگی یا نہیں۔ (بزرگان دین کے مدلل واقعات: ص300)

شدت محبت پر ایک واقعہ

ایک مرتبہ حضرت شبلیؒ تنہائی میں بیٹھے ذکر الٰہی میں مشغول تھے کہ ایک سالک نے آکر کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے واصل کردیجئے، اپنے فرمایا اللہ سے۔ آپ کی زبان سے اللہ کا لفظ اتنی محبت سے نکلا کہ نوجوان کے دل کو چیر کر رکھ دیا اور اس نے وہیں گر کر جان دے دی۔ آپ پر قتل کا مقدمہ درج کر دیا گیا گرفتار ہوئے قاضی کی عدالت میں پہنچے تو قاضی صاحب نے پوچھا شبلیؒ تم نے ایک نوجوان کو قتل کیا ہے فرمایا ہرگز نہیں، اس نوجوان نے کہا تھا کہ مجھے اللہ سے واصل کردیجئے میں نے فقط کہا اللہ سے اور وہ اس لفظ کی تاب نہ لا سکا جب قاضی نے آپ کی زبان سے اللہ کا لفظ سنا تو اس نے اپنے دل پر عجیب تاثیر محسوس کی پس اس نے مقدمے سے باعزت بری کر دیا۔ (اللہ کے عاشقوں کی عاشقی کا منظر ص:134)

برف پر لیٹنے والے عاشق کا واقعہ

حضرت عبدالواحد بن زیدؒ کہتے ہیں: میرا گزر ایک شخص پر ہوا جو برف میں سوتا تھا، میں نے اس سے پوچھا: کیا تجھ کو برف کی سردی نہیں لگتی؟ اس نے کہا جس کو اللہ تعالیٰ کی محبت نے سب بے تعلق کر دیا ہو، اس کو برف کی سردی کیا معلوم؟ (احیاء العلوم ج4)

امام غزالیؒ کی اللہ سے محبت کا منظر

حضرت تھانویؒ نے ایک مجلس میں فرمایا کہ امام غزالی جب مدرسہ نظامیہ سے فارغ ہو کر نکلے ہیں تو بہت بڑے مولوی تھے اور بہت سے مولوی آپ کے ساتھ چلتے تھے ایک مدت تک اسی حالت میں رہے اس کے بعد خدا کی طلب کا جوش اور دل میں آیا کہ سب کچھ چھوڑ کر تنہائی اختیار کریں تو ایک مدت تک آج کل پر ٹالتے رہے آخر ایک دن سب چھوڑ کر چھاڑ بیت المقدس کے جنگل میں جا بیٹھے اور مدت تک عبادت میں محنت اور مشقت کی اور کئی برس تک آپ پر بے لطفی کی حالت رہی کہ سوائے پوست اور ہڈیوں کے کچھ باقی نہ رہا حتیٰ مرنے کے قریب ہوگئے۔ بعض آس پاس کے رہنے والے ان کی یہ حالت دیکھ کر کسی نصرانی ڈاکٹر کو بلا لائے اس نے نبض دیکھ کر کہا کہ ان کو محبت کا مرض ہے اور محبت بھی مخلوق کی نہیں خدا کی ہے، انہیں جب تک محبوب کا وصل میسر نہ ہوگا آرام نہ ہوگا۔ امام غزالیؒ چیخ مار کر بے ہوش ہوگئے۔ (تسہیل المواعظ)

دوست کا نام لیتے ہی جان نکل گئی

حضرت محبوب الٰہیؒ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ دوست کا نام سنتے ہی اپنی جان و مال فدا کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اسرار تابعین میں ایک واقعہ ہے۔ ایک درویش ساٹھ سال تک ایک جنگل میں عالم تفکر میں رہا اچانک غیب سے آواز آئی: یا اللہ درویش نے جب اپنے محبوب کا نام سنا تو ایک نعرہ مارا اور گر کر مر گیا۔ (راحت القلوب)

لفظ اللہ سے محبت کا منظر

میرے شیخ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحبؒ

بڑے اللہ والے تھے اور حضرت کو اپنے محبوب (یعنی اللہ) کے اسم سے ایسی محبت تھی کہ جب لفظ اللہ کہتے تو محبوب کے نام کی لزت ومحبت کی وجہ سے آنسو بہہ پڑتے اور حضرت شاہ عبدالغنی تلاوت کے درمیان نعرہ لگاتے تھے اللہ......اللہ......جب اللہ زور سے کہتے تھے پوری مسجد ہل جاتی تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ اللہ دیکھ رہے ہیں اور کبھی تلاوت کے درمیان یہ مصرع بھی پڑھتے تھے۔

آجا مری آنکھوں میں سماجا مرے دل میں

(اللہ کے عاشقوں کی عاشقی کا منظر ص:134)

قبر کی مٹی سے جنت کی خوشبو

دو آدمی ہیں جن کی قبر کی مٹی سے خوشبو آئی ایک محمد بن اسماعیل بخاریؒ، جس نے بخاری شریف کی مدون کیا اس کی قبر کی مٹی سے چار سال تک خوشبو آتی رہی۔ دوسرے احمد علی لاہوریؒ تھے۔

(خطبات دین پوری ص:100)

جب بلال رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آ گیا تو ان کی بیوی نے کہا: **واحزناہ** (ہائے غم)۔ بلالؓ نے کہا: نہیں بلکہ **واطوباہ** (ہائے خوشی)

غداً نلقی الاحبه محمداً وحزبه

میں کل وہی دوستوں سے ملوں گا یعنی محمد ﷺ اور آپ کی جماعت سے۔ (رسالہ قشیریہ ص:547)

ایک عابد کا محبت الٰہی میں انگلیاں جلانے کا واقعہ

بنی اسرائیل میں ایک عابد عبادت خانے میں عبادت کرتا تھا۔ کچھ لوگ اُس سے حسد کی بنا پر ایک فاحشہ کے پاس آئے۔ اس سے کہا کہ تم کسی طریقہ سے اس عابد کو بھٹکا دو۔ چنانچہ وہ فاحشہ عورت عابد کے پاس بارش ہونے والی اندھیری رات میں آئی اور اس کو حجرے کے باہر سے پکارا۔ اس عابد نے اس کو جھانک کر دیکھا تو عورت نے کہا اے خدا کے بندے مجھے اپنے پاس پناہ دے اس عابد نے اس کی پرواہ نہ کی اور نماز میں مشغول ہو گیا اور وہ عورت بار بار پکار پناہ کی درخواست کرتی رہی بالآخر عابد نے مجبور ہو کر اس کو پناہ دے دی۔ اس سے وہ عابد کے سامنے لیٹ گئی اور اپنے بدن کی خوبصورتیاں دکھانے لگی، یہاں

تک کہ عابد نفس اسکی طرف مائل ہو گیا۔ پھر عابد پر اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ ہوا اور اس نے اپنے نفس سے کہا اللہ کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس نے اپنے نفس کو سزا دینے کے لئے کہ اسے آگ پر کتنا صبر ہے اپنی انگلی چراغ پر رکھ دی حتیٰ کہ وہ جل گئی پھر وہ دوبارہ اپنی نماز کی طرف لوٹ آیا لیکن اس کے نفس نے پھر پکارا۔ یہ پھر چراغ کر طرف گیا اور ایک اور انگلی رکھ کر جلا ڈالی پھر اسی طرح سے اس کا نفس اس کی خواہش کرتا رہا اور وہ چراغ کی طرف لوٹتا رہا حتیٰ کہ اس نے اپنی ساری انگلیاں جلا ڈالیں، مگر اس فاحشہ کی طرف مائل نہ ہوا۔ اس عورت نے جب اس نوجوان کی نفس کشی اور خوف خدا دیکھا تو اس عورت نے ایک چیخ ماری اور مرگئی۔ (نزہۃ البساتین وکرامات اولیاء)

اللہ کے طالب کی کیا شان ہونی چاہئے

اللہ کے طالب کی تو یہ شان ہے کہ اگر سو دفعہ اس کو یہ آواز آئے کہ تو دوزخی ہے تب بھی امید نہ ہو۔ ایک بزرگ کے پاس شیطان آیا اور کہا کہ تم کو عبادت کرتے ہوئے اتنے دن ہو گئے ادھر سے نہ پیام ہے اور نہ سلام ہے پھر اس سے کیا نفع؟ وہ بزرگ وظیفہ چھوڑ کر سو رہے خواب میں حضرت خضر علیہ السلام آئے اور وجہ پوچھی اُس نے کہا ادھر سے نہ سلام ہے نہ پیام ہے پھر کیسے دل بڑھے؟ جواب میں نفرمایا کہ تم جو اُن نام لیتے ہو یہی ان کا جواب ہے اور یہی ان کا پیام ہے۔ اگر وہ توفیق نہ دیتے تو کیسے اللہ کر سکتے تھے۔ ایک بزرگ کی حکایت شیخ سعدیؒ نے لکھی ہے کہ وہ ذکر کرنے بیٹھے تو یہ آواز آئی کہ تم کچھ بھی کرو یہاں قبول نہیں مگر وہ بزرگ پھر کام میں لگ گئے ان کے ایک مرید نے کہا کہ جب کچھ نفع ہی نہیں تو محنت سے کیا فائدہ؟ بزرگ نے جواب دیا کہ بھائی اگر کوئی دوسرا ایسا ہوتا کہ میں خدا کو چھوڑ کر اس کے یہاں پناہ لے لیتا تو یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اُس کو چھوڑ بیٹھتا، اب تو ان کا ہی دروازہ ہے قبول ہو یا نہ ہو۔ دل کو اس سے ہٹا سکتے ہیں جس کے بغیر گزر ہو سکے اور جس کے بغیر گزر نہیں ہو سکتی اس سے کس طرح دل ہٹا سکتے ہیں؟ اس جواب پر رحمت خداوندی کو جوش ہوا اور ارشاد ہوا کہ ہم نے تمہیں قبول کر لیا اگر چہ تمہارے اندر کچھ ہنر نہیں کیونکہ ہمارے سوا تمہاری اور کوئی پناہ نہیں۔ غرض خدا کے طالب ہر وقت محبوب حقیقی کی طالب میں لگا رہتا ہے حتیٰ کہ محبوب کی طرف سے دھتکارنے کے باوجود بھی وہ پیچھے نہیں ہٹتا۔

(خطبات حکیم الامت)

ایک عابد کا محبت الٰہی میں گناہ کو ترک کر دینے کا واقعہ

حضرت حسن (بصریؒ) فرماتے ہیں کو ایک فاحشہ عورت تھی' دنیا کا تہائی حسن اس کے پاس تھا۔ وہ گناہ کا سو (100) دینار لیتی تھی اس کو ایک عابد نے دیکھا تو حیران ہو گیا اور اپنے ہاتھ سے محنت کر کے سو دینار جمع کئے اور اس فاحشہ عورت کے پاس آ کر کہا تمہارے حسن نے مجھے دیوانہ کر دیا ہے، میں نے اپنے ہاتھ سے محنت کی ہے اور سو دینار جمع کئے ہیں۔ فاحشہ نے کہا یہ میرے وکیل کو دیدو تا کہ وہ ان کو پرکھ لے اور ان کا وزن کر لے۔ چنانچہ عابد نے وہ دینار اس کے وکیل کو دے دیئے پھر فاحشہ عورت نے اپنے وکیل سے پوچھا کیا تم نے اس سے دینار اچھی طرح دیکھ بھال کر وصول کر لئے؟ اس نے کہا جی ہاں تو فاحشہ نے عابد کو کہا اندر آ جاؤ۔ اس عورت کا حسن و جمال اتنا زیادہ تھا جس کو اللہ ہی جانتا ہے' اس فاحشہ کا گھر بڑا دلکش تھا اور اس کا پلنگ سونے کا بنا ہوا تھا جب فاحشہ نے قریب بلایا اور وہ خیانت کی جگہ پر بیٹھا تو اللہ کے سامنے پیشی کا خوف آ گیا اور اس سے کانپ کانپ گیا' اس کی شہوت مر گئی اور کہا مجھے چھوڑ دے میں واپس جاؤں گا یہ دینار بھی تیرے (میں یہ واپس نہیں لوں گا) اس عورت نے کہا تمہیں کیا ہوا تو نے مجھے دیکھا' میں تجھے اچھی لگی پھر تو نے بڑی محنت مشقت سے سو دینار جمع کئے پھر جب قادر ہوا تو کیا کیا؟ اس نے عابد نے کہا کہ میں اللہ کے سامنے پیش ہونے سے ڈر گیا ہوں اس لیے میرا عیش کڑوا ہو گیا ہے تو اس فاحشہ نے کہا اگر تو اس بات میں سچا ہے تو میرا خاوند تیرے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ عابد نے کہا مجھے چھوڑ دے میں جانا چاہتا ہوں عورت نے کہا میں آپ کو نہیں جانے دوں گی مگر اس شرط پر کہ آپ میرے ساتھ شادی کر لیں عابد نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں یہاں نکل نہ جاؤں عورت نے کہا کہ تو پھر آپ کے ذمہ رہا کہ اگر میں آپ کے پاس آؤں تو آپ میرے ساتھ شادی کر لیں گے عابد نے کہا ٹھیک ہے۔ پھر اس عابد نے منہ چھپایا اور اپنے شہر کو نکل کھڑا ہوا۔ وہ فاحشہ بھی دنیا کی بدکاریوں سے شرمندہ ہو کر اس کے پیچھے پیچھے نکل کھڑی ہوئی حتیٰ کہ وہ بھی اس عابد کے شہر میں جا پہنچی اور عابد کے نام اور گھر معلوم کیا جو اس کو بتلا دیا گیا (تو جب یہ عابد تک پہنچی) اور عابد کو

(اس عورت کے بارہ میں بتلایا گیا) شہزادی آئی ہے اور آپ کا پوچھتی ہے تو جب عابد نے اس کو دیکھا تو ایک چیخ ماری اور مر گیا۔ اور اس کی بانہوں میں گر پڑا۔ عورت نے کہا کہ یہ تا ہاتھوں سے گیا۔ کوئی اس کا قریبی رشتہ دار ہے؟ اس کو بتایا گیا کہ اس کا ایک بھائی ہے جو فقیر آدمی ہے تو عورت نے کہا تم سے شادی کروں گی تمہارے بھائی سے محبت ہونے کی وجہ سے۔ چانچہ اس نے اس سے شادی کر لی اور اس کے سات بیٹے پیدا ہوئے۔ (كتاب التوابين ونزهة البساتين)

بدکاری سے بچنے پر جسم سے خوشبو آنے پر ایک عجیب واقعہ

ایک بررگ فرماتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں ایک شخص سے ملاقات کی جنہیں لوگ مشکی کہتے کیونکی ان سے اکثر مشک کی خوشبو آتی تھی۔ جب وہ جامع مسجد میں داخل ہوتے تھے تو تو لوگوں کو معلوم ہو جاتا تھا کہ وہ شخص آئے ہیں کیونکہ مشک کی خوشبو پھیل جاتی تھی۔ اسی طرح جب بازار میں گزرتے تھے تو بھی یہی کیفیت ہوتی تھی۔ میں ان سے ملنے گیا اور ان کے پاس رات کو رہا میں نے ان سے کہا بھائی جان تمہیں خوشبو خریدنے کے لئے بہت سے دام کی ضرورت ہوتی ہوگی؟ اس نے کہا بھائی میں نے کبھی خوشبو نہیں خریدی نہ کبھی خوشبو لگائی۔ میں تم سے اپنا قصہ بیان کروں شاید میرے مرنے کے بعد تم میرے لئے دُعا کرو۔ میری ولادت بغداد میں ہوئی، میرے والد امیر آدمی تھے اور جس طرح امراء اپنی تعلیم دیتے ہیں اسی طرح مجھے بھی تعلیم دینے تھے اور بہت خوبصورت اور بہت حیادار تھے۔ میرے باپ سے لوگوں نے کہا اسے بازار میں بٹھاؤ تا کہ اس کی دل بستگی ہو اور اس کی طبعیت کھلے۔ چنانچہ مجھے ایک کپڑا فروش کی دکان پر بٹھایا میں صبح و شام اس کی دکان پر جا بیٹھتا۔ ایک دن ایک بڑھیا نے اس کپڑا فروش سے بھاری کپڑے مانگے اس نے ویسے ہی کپڑا نکال کر دکھائے۔

ان کہا میرے ساتھ ایک آدمی کر دو تا کہ جس کی ہمیں ضرورت ہوا اسے لے کر باقی کپڑا اور اس کی قیمت اس شخص کے ساتھ روانہ کر دیں۔ مجھ سے کہا اسکے ہمراہ جا کر کپڑے اسکے مالک کے گھر رکھ آؤ، میں نے کہا اچھا۔ میں اس کے ساتھ چلا وہ مجھے ایک عظیم الشان محل میں لے گئی اس کے اندر ایک قبہ تھا اور اس کے دراوزہ پر پاسپان تھے اور دروازے پر پردہ پڑا تھا، اس بڑھیا نے مجھ سے کہا قبہ میں چل کر بیٹھا رہ۔

میں اس میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکی وہاں تخت پر منقش فرش بچھائے بیٹھی ہے اور تخت اور فرش شب زرین اور ایسا عمدہ ہے کہ ویسا میں نے کبھی نہیں دیکھا اور وہ لڑکی ہر قسم کا زیور پہنے بیٹھی ہے۔ مجھے دیکھ کر وہ تخت سے اتر کر میرے پاس آئی اور میرے سینہ پر ہاتھ مار کر مجھے اپنی طرف کھینچا۔ میں نے کہا اللہ سے ڈر، اللہ سے ڈر۔ اس نے کہا کچھ خوف نہ کر جو کچھ تجھے درکار ہو سب میں دوں گی۔ میں نے کہا مجھے استنجے کی ضرورت ہے۔ اس نے آواز دی تو چاروں طرف سے لونڈیاں دوڑیں اس نے کہا آقا کو بیت الخلا لے جاؤ۔ جب میں وہاں گیا تو نکلنے کا کوئی راستہ نہ پایا جہاں سے بھاگ نکلتا۔ میں نے پاخانہ کھول کر اپنے ہاتھ میں پاخانہ کیا اور اپنے ہاتھ اور منہ پر ملا اور اپنی آنکھیں نکالیں۔ ایک لونڈی جو رومال اور پانی لیکر اندر آئی اس پر چلا کر دیوانوں کی طرح دوڑا، وہ ڈر کر بھاگی اور کہنے لگی یہ لڑکا دیوانہ ہے۔ پھر ساری لونڈیاں جمع ہو کر آئیں جمع اور مجھے ٹاٹ میں لپیٹا اور ایک باغ میں لے جا کر پھینک دیا۔ جب میں نے جان لیا کہ وہ چلی گئی ہیں تو میں نے اٹھ کر اپنے کپڑے، منہ اور تمام بدن کو دھویا اور اپنے گھر گیا اور کسی کو یہ قصہ نہ سنایا۔ اس رات میں نے خواب میں دیکھا ایک شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ کہاں ہے تیرا فعل یوسف علیہ السلام کے فعل جیسا؟ کیا تو مجھے جانتا ہے؟ میں نے کہا نہیں! کہا میں جبرائیل علیہ السلام ہوں۔ پھر اپنا ہاتھ میرے منہ اور بدن پر پھیرا اسی وقت سے میرے بدن سے مشک کی خوشبو آنے لگی ہے جو کپڑوں کو بسا دیتی ہے یہ خوشبو جبرئیل علیہ السلام کے ہاتھ کی ہے۔

(کرامات اولیاء ص 208،)

حضرت جنید بغدادیؒ کا واقعہ

خواجہ محبوب الٰہی نظام الدینؒ نے فرمایا کہ خواجہ جنیدؒ کو خواب میں ایک شخص نے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو فرشتوں سے کس طرح خلاصی حاصل ہوئی؟ فرمایا جب وہ دونوں فرشتے آئے تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تیرا رب کون ہے؟ تو میں ان کی طرف دیکھ کر ہنس دیا جس روز مجھ سے "**الست بربکم**" پوچھا تھا اس روز میں نے "**بلیٰ**" کہہ دیا تھا اب تم پوچھتے ہو کہ تمہارا رب کون ہے؟ جس نے بادشاہ کو جواب دیا ہو کیا وہ غلام سے جھجک سکتا ہے؟ یہ سن کر وہ چلے گئے اور کہا کہ ابھی یہ شخص محبت کے نشے میں ہے۔

(افضل الفوائد)

ایک معذور شخص کا شوق الٰہی میں بیت اللہ کی طرف جانے کا واقعہ

حضرت شقیق بلخیؒ فرماتے ہیں مکہ معظّمہ کی راہ میں مجھے ایک معذور شخص ملا جو گھٹنوں کے بل زمین پر چلتا تھا میں نے پوچھا کہاں سے آتے ہو کہا سمرقند سے میں نے کہا کتنی مدت تو کو راہ میں گزری اس نے کہا کچھ اوپر دس برس میں نے تعجب کی نگاہ سے اسے دیکھا' اس نے کہا اے شقیق تو مجھے کیا دیکھتا ہے میں نے کہا مجھے تیرے سفر دراز اور ضعف جان سے تعجب ہے پھر مجھ سے کہا اے شقیق میرا سفر دور دراز ہے مگر شوق قریب کیا تعجب ہے کہ بندے ضعیف کو اس کا مولا مہربان لے جاوے۔ (نزھۃ البساتین)

امام ابوحنیفہؒ کے آنسو

ایک شخص کہتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہؒ کے پاس تھا، جب وہ رات کو نماز پڑھ رہے تھے چٹائی پر ان کے آنسو گرنے کی آواز میں سن رہا تھا گویا کہ بارش ہو رہی ہے۔ اور رونے کا اثر ان کی آنکھوں اور رخساروں پر نظر آتا ہے اللہ اُن پر رحم کرے ان سے سے راضی ہو۔ (خیرت الحسان ص:54 کذا فی لموفق)

محدث فضیل بن دکینؒ فرماتے ہیں کہ میں نے تابعین کی جماعت میں امام ابوحنفیہؒ سے اچھی نماز پڑھتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا اور وہ نماز شروع کرنے سے پہلے روتے اور دعائیں مانگتے تھے کہنے والے کہتے تھے کہ خدا کی قسم یہ خدا سے ڈرتا ہے اور فرماتے ہیں کہ میں نے جب بھی انہیں دیکھا تو وہ کثرت عبادت کی وجہ سے پرانی مشک کی طرح نظر آتے تھے۔ (خیرت الحسان ص:15 کذا فی الموفق)

مراقبۂ موت

أَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ

دل سے اللہ تعالیٰ کا دھیان رکھنا

دل سے ہر وقت دھیان رکھے کہ اللہ تعالیٰ کو ہمارے سب حالات کی خبر ہے خواہ ظاہری حالت ہو یا دل کے خیالات اور ارادے ہوں اگر برا کام کرے گا یا دل میں برا خیال لائے گا تو شاید اللہ تعالیٰ دنیا میں

یا آخرت میں سزادیں اور عبادت کے وقت یہ خیال جمائے کہ اللہ تعالیٰ میری عبادت کو دیکھ رہے ہیں۔اس لئے اچھی طرح عبادت کرنی چاہیئے۔طریقہ اس مراقبہ کا یہی ہے کہ ہر روز وقت مقرر کر کے تھوڑی دیر سوچے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے دل کو دیکھ رہے ہیں پھر ایک عرصے کے بعد چلتے پھرتے بھی یہی دھیان اور خیال جم جائے گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس مراقبہ کی برکت سے اللہ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ ہوگا۔(اصلاح اخلاق)

کبھی کبھی مراقبہ موت کیجئے

پہلے تو یہ سوچیئے میں کس قدر بیمار ہوں اور پھر مرنے کو گویا آب تو میں تیار ہوں، بعد اس کے سوچیئے میں مر گیا روتے ہے سب میرے مرنے کی خبر سن کر جمع ہوتے ہیں سب اب مجھ کو تختِ پر لِٹھایا اور نہلانے لگے پھر کفن کچھ لوگ مِل کر مجھ کو پہنانے لگے، آب مجھے سب دیکھتے ہے آخری دیدار ہیں سب کے دل میں حسرتِ ہے سب کے دل میں پیار ہے آب جنازہ ہے میرا تیارے لے جانے لگے، اہلِ خانہ کو میرے کچھ لوگ بہلانے لگے لاکے میت کو میرے مسجد کے باہر رکھ دیا اور پھر میرا جنازہ سب نے مل کر پڑھ لیا اب مجھے کچھ لوگ قبرستان لے جانے لگے، پھر وہ قبرستان پہنچ کر مجھ کو دفنانے لگے کل تک اپنے تھے، جو وہ آج بے گانے لگے جب اندھیرے میں مجھے سب چھوڑ کر جانے لگے قبر میں آب میں ہو تنہا پاس ہیں منکر نکِیر جانبِ حق سے گویا آئے ہے بن کر سبھیر آب اُنھوں نے جو کیا مجھ سے اثر کوئی سوال پاس تو کچھ بھی نہیں اس بدعمل کے جزمالار پھر یہ سوچیئے حشر کا میدان قائم ہوگیا روزِ محشر عدل کا میزان قائم ہوگیا میں کھڑا ہوں ایک طرف ہے خوف سے حالت بُرے کیا دکھاؤ گا میں صورت ہے میری سیرت بُرے غیب سے اتنے میں ایک آواز آتی ہے مجھے ذات اقدس کی جیسے جیسے بلاتی ہے مجھے آہ اِدھر آہ بدعمل تیرا ابھی آب لے لو حساب کھول نالائق ذرا اعمال کی اپنی کتاب آب سوالوں سے میں اُسکے ہوگیا ہوں لاجواب خُلد میں جاناپ جایا ہوگیا حُکمِ عذاب اب فرشتوں کیلئے ہوتا ہے یہ اِرشاد حق ڈال دو دوزخ میں اس کو تا کہ حاصل ہو سبق زندگی بھر یہ بُرے اعمال کرتا ہی رہا عالم فانی کی رنگینی پہ مرتا ہی رہا، اور ستم اس پر کہ خود کو بااعمال کہتا تھا یہ اپنی ہی تعریف میں شعروں غزل کہتا تھا، یہ لوگ سارے دیکھتے ہے مجھ ذلیل

وخوار کو خاسروں، بدبخت کو بدکار کو، لاچار کو اب سوائے حصرت وافسوس کے کیا کی جیئے اے اثر اس بات کو ھر روز سوچا کی جیئے۔(دارالایمان والتقوٰی پشاور) اللہ پاک ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں آمین

مراقبۂ موت کے نظمی

خدا محشر امیں پوچھے گا گزارے زندگی کیسی

خدا محشر امیں پوچھے گا گزارے زندگی کیسی، لرز اُٹھونگا میں اور خوف ہوگا مجھ میں تب طاری **کرم مولا کرم مولا**، مجھے بھی موت آنی ہے مگر میں اس سے غافل تھا، میرا جیون بھی فانی ہے مگر میں اس سے غافل تھا۔کفن بازار میں آ بھی چکا لیکن میں غافل تھا، میری میت کا تختِ بھی بنا لیکن میں غافل تھا۔ خدا محشر امیں پوچھے گا گزارے زندگی کیسی، لرز اُٹھونگا میں اور خوف ہوگا مجھ میں تب طاری میں غفلت میں گناہ کرتا رہا افسوس لیکن اب، مگر اب کوئی بھی افسوس کا بنتا نہیں مطلب مجھے بھی موت لینے آ گئی اب کیا کرونگا میں، اندھیری قبر میں اب کس طرح تنہا رہونگا میں خدا محشر امیں پوچھے گا گزارے زندگی کیسی، لرز اُٹھونگا میں اور خوف ہوگا مجھ میں تب طاری، **کرم مولا کرم مولا** اندھیری قبر میں مجھ کو اکیلا چھوڑ آئینگے، یہاں طاقت نہ دولت نا یہ رشتے کام ائینگے، حساب زندگی دینے اٹھایا جائیگا مجھ کو ،خدا کے سامنے محشر میں لایا جائیگا مجھ کو، خدا محشر امیں پوچھے گا گزارے زندگی کیسی، ترز اُٹھونگا میں اور خوف ہوگا مجھ میں تب طاری، خدا پوچھی گا بتلا علم بر کتنا رہا عامل، کہاں پر خرچ کی تو نے یہ دولت کیسے کی حاصل، سوال جسم بھی ہوگا، سوال، زندگی ہوگا، سوال علم بھی ہوگا، سوال بندگی ہوگا۔خدا محشر امیں پوچھے گا گزارے زندگی کیسی، لرز اُٹھونگا میں اور خوف ہوگا مجھ میں تب طاری، میں کیسے سامنا کر پاؤ گا رب کے سوالوں کا چھپاؤ گا کہا رب سے عمل نامہ گناہوں کا، میرے اعضاء گواہی دینگے خود میرے خطاؤں پر، خدا محشر امیں پوچھے گا گزارے زندگی کیسی، لرز اُٹھونگا میں اور خوف ہوگا مجھ میں تب طاری، میرے مولی وہاں بس تو ہی میرا آسرا ہوکا میرا مشکل کشا تیرے سوا نہ دوسرا ہوگا۔وہاں ممکن نہیں جعفر پکڑ سے رب کے بچ پانا، وہاں ممکن نہیں جعفر کہی جا کر کہ چپ جانا، خدا محشر امیں پوچھے گا گزارے زندگی کیسی، کرز اُٹھونگا میں اور خوف ہوگا مجھ میں تب طاری، **کرم مولا کرم مولا کرم مولا**

گناہوں سے بچا مولا

گناہوں سے بچا مولا مجھے اپنا بنا مولا میں بھٹکا ہوں تیری راہ سے مجھے تو راہ پہ لا مولا، میرا دل ہو چکا زنگی خدا تیری بغاوت میں تو کر دے بخش کر مجھ کو دل صیقل شدہ مولا میں بھٹکا ہوں تیری راہ سے مجھے تو راہ پہ لا مولا، گناہوں سے بچا مولا مجھے اپنا بنا مولا میں بھٹکا ہوں تیری راہ سے مجھے تو راہ پہ لا مولا میں غافل ہوں کئی برسوں سے تیری یاد سے اللہ، تو پھر سے کر عطاء مجھ کو وہ ذوقِ لا الٰہ مولا، میں بھٹکا ہوں تیری راہ سے مجھے تو راہ پہ لا مولا، گناہوں سے بچا مولا مجھے اپنا بنا مولا میں بھٹکا ہوں تیری راہ سے مجھے تو راہ پہ لا مولا ہے کتنی خامیاں مجھ میں تجھے تو سب خبر ہے نا، میری خامی کا خوبی سے بدل کر دے عطا مولا میں بھٹکا ہوں تیری راہ سے مجھے تو راہ پہ لا مولا، نہیں آتا طریقہ مجھ کو کیسے تجھ سے مانگوں میں

اللہ اللہ اللہ

تو اِن مانگے عطاء کر دے کرے اشعر دُعا مولا، میں بھٹکا ہوں تیری راہ سے مجھے تو راہ پہ لا مولا

گناہوں سے بچا مولا مجھے اپنا بنا مولا میں بھٹکا ہوں تیری راہ سے مجھے تو راہ پہ لا مولا کرم فرما، رحم فرما، مجھے جود و سخا کر دے، تمنا، اِلتجا میری دُعا میری عطاء کر دے، رہوں میں پارسا تیرا غلامِ مصطفٰی کر دے تو اپنے رنگ میں رنگیں محض مشکُ وِحنا کر دیگناہوں سے بغاوت سے مجھے بالکل جدا کر دے خفا تجھ جو کرتا ہے مجھے اس سے خفا کر دے نگاہوں کو جھکا لوں میں مجھے تو باحیا کر دے، میرے جسمِ نحیف ناتواں کو تو تواں کر دے مـــــولا مـــــولا مـــــولا

رَبِّي قِنِيْ عَذَابَكَ وَاحْفَظْنِيْ

''یا اللہ مجھے اپنے عذاب سے بچالے''

یـــــــــا اللہ یـــــــــا اللہ

گناہوں پہ میں نے جو دن تھے گزارے، پشیماں اِن پہ جو لمحے تھے سارے، وہ شہرت وہ طاقت وہ دنیا

کی دولت وہ چھٹتے گئے مجھ سے سارے سہارے میری میں نے مجھ کو مسلسل گرایا، سمجھ میں نہ پایا وہ تیرے اشارے گناہوں پہ میں نے جو دن تھے گزارے، پشیماں اِن پہ جو لمحے تھے سارے رَبِّـــی قِـــنِـــیْ عَـــذَابَكَ وَاحْـــفَـــظْـــنِـــیْ، یـــا اللہ یـــا اللہ یـــا اللہ

ہزاروں گناہوں کی دلدل میں ایسے، گناہ مجھ سے چھٹتے نہیں ہیں یہ سارے، میں ظلمت میں ڈوبہ رہا ہوں مسلسل، خدایا بچالے لگا دے کنارے، گناہوں پہ میں نے جو دن تھے گزارے، پشیماں اِن پہ جو لمحے تھے سارے، میرا نفس میرا ہے دشمن الٰہی، گناہوں پہ مجھ کو یہ پل پل ابھارے، میرا زور شیطاں پہ چلنا کہاں ہے، مسلسل خدایا یہ بندہ ہی ہاریگناہوں پہ میں نے جو دن تھے گزارے، پشیماں اِن پہ جو لمحے تھے سارے، رَبِّـــی قِـــنِـــیْ عَـــذَابَكَ وَاحْـــفَـــظْـــنِـــیْ

میں دنیا کے رنگوں میں یوں کھوں گیا ہوں، بڑے مجھ کو لگتے ہیں منظر وہ پیارے، یہ حماد بے بس کھڑا اترے در پہ، مدد کو تجھے ہی یہ بندہ پکارے، گناہوں پہ میں نے جو دن تھے گزارے، پشیماں اِن پہ جو لمحے تھے سارے، یـــــــا اللہ یـــــــا اللہ یـــــــا اللہ

دنیا کے اے مسافر

دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہیں، اے کر رہا جو تو دو دن کا یہ سفر ہے دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہیں، جب سے بنی ہے دنیا لاکھوں کروڑوں آئے باقی رہا نہ کوئی مٹی میں دبدبائے اس بات کو نہ بھولوں سب کا یہی حشر ہیں، دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہیں، اے کر رہا جو تو دو دن کا یہ سفر ہے، آنکھوں سے تو نے اپنے کتنے جنازے دیکھیں، ہاتھوں سے تو نے اپنے دفنائے کتنے مردیں اَنجام سے تو اپنے کیوں اتنا بے خبر ہے، دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہیں، مخمل پے سونے والے مٹی میں سو رہے ہیں، شاہوں گدھا یہاں پر سب ایک ہو رہے ہیں، دونوں ہوئے برابر یہ موت کا اثر ہیں، دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہیں، یہ اونچے اونچے محل کچھ کام کے نہیں ہے، یہ عالی شان بنگلے کچھ کا کے نہیں ہے دو گز زمین کا ٹکڑا چھوٹا سا تیرا گھر ہے، دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہیں، مٹی کے پتلے تو نے مٹی میں

سمانا، ایک دن یہاں تو آیا ایک دن یہاں سے جانا، رہنا نہیں یہاں پر جاری تیرا سفر ہے، دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہیں اے کر رہا جو تو دو دن کا یہ سفر ہے دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہیں۔

(دارالایمان والتقویٰ پشاور)

کل نفس ذائقة الموت

موت آہستہ آ کر یہ بولی اب چلوں ساتھ اے میرے بھائی حکمِ رب سے تجھے لینے آئی کیوں مجھے دیکھ کر ڈر گیا تو، ہو کے بے چین گھبرا گیا تو زندگی ختم ہوگئی تمہاری، ساتھ جائے نہ مال و دولت ان کو ہو جائے گی تجھ سے نفرت، ساتھ جائے گی نیکی برائی جب اٹھے کا تیرا جنازہ، بچے رو رو کے دیں گے آوازہ باپ سے ہوگئی اب جدائی، پھینک دے تو یہ اب سارے کپڑے جلدی دو گز کفن تو پہن لے، سب سے ملکر تو کر الوداعی دیکھ لے اپنے بچوں کو پھر سے، آخری انکے دیدار کر لے سب سے ملکر تو کر الوداعی اب چلوں ساتھ اے میرے بھائی۔ (دارالایمان والتقویٰ پشاور)